دھرم چکر

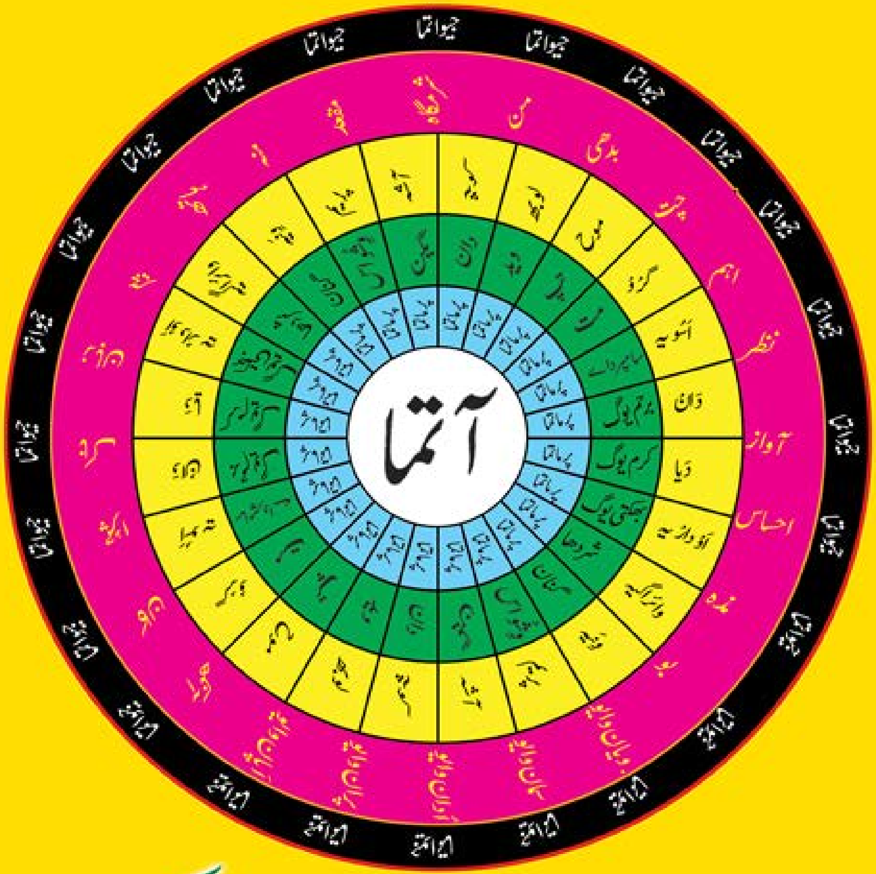

سادھارن انسان کا دھرم چکر

تلگو اصل : یوگیشور

ترجمہ : چاندنی

www.khudaislamicspiritualsociety.org

دھرم چکر

اصل تلگو

یوگیشور

ترجمہ

شیخ چاندنی

(خدا اسلامک سپر چیول سوسائٹی میمبر)

نلگونڑا ضلع

(Regd.No.459/2011)

Published By

خدا اسلامِک سپر چیول سوسائٹی

انمتپر ضلع

اوّل پرنٹ:2017

ترائیت شک-38

قیمت: 125

تعداد:1000

خدا اسلامک سپر چیول سوسائیٹی روحانی کتابیں

۲) قرآن میں چھپے ہوئے موتیاں (مصنف شیخ ریحانا)
۳) آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جواہرات (ترجمہ شیخ ریحانا)
۴) آخری اللہ کی گرنتھ میں ارتھ اور اپارتھ (مصنف شمیرا)
۵) زکاۃ (مصنف نظمہ)
۶) جہالت میں دہشت گردی کے بیج (ترجمہ شیخ ریحانا)
۷) پنرجنم کا راز (ترجمہ شیخ ریحانا)
۸) موت کا راز (ترجمہ شیخ ریحانا)
۹) نبیاں کون ہے؟ (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۰) اعمال نامہ (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۱) قبر (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۲) جنت اور دوزخ (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۳) اللہ کا علم قبضہ ہوا (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۴) تین کتب دو مرشد ایک استاد (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۵) کیا جہاد کا مطلب جنگ ہے؟ (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۶) الٰہی کتاب میں سچ و باطل فرق کرنے کی علم (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۷) بھاوم اور بھاشا (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۸) پرتما اور وگرح (ترجمہ شیخ ریحانا)
۱۹) تین الٰہی کتابیں اور تین اول جملے (ترجمہ شیخ ریحانا)
۲۰) موت کے بعد زندگی (ترجمہ شیخ ریحانا)
۲۱) اللہ کا نشان (ترجمہ شیخ ریحانا)
۲۲) فرقان (ترجمہ شیخ ریحانا)
۲۳) آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی ہیرے (ترجمہ شیخ ریحانا)
۲۴) ماں-باپ (ترجمہ شیخ ریحانا)

خدا اسلامک سپر چیول سوسائیٹی

(Regd.No.459/2011)

خاص مقاصد

۱) قرآن پاک کی دین (دھرموں) کی حفاضت کرنا اور تبلیغ کرنا

۲) قرآن پاک کی علم الٰہی کو شکست نہ ہوتے ہوئے ہندو اور عیسائیت سے سمنوے کرنا

۳) قرآن پاک کے حضرت محمدؐ کے عزت میں کمی نہ ہوتے ہوئے دیکھنا

۴) قرآن پاک کی آیتوں کی معنی یا مفہوم کو اللہ کے طریعے میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا

۵) قرآن پاک کی مقدص پن کو اسلام میں کوئی اور کتابوں کے برابر موازنہ کئے بغیر دیکھنا۔

۶) قرآن پاک میں نبی کو ہو یا اللہ کو ہو روک تھام کرنے والے اور سمجھ میں نہ آنے والے آیات کا اس طرح جواب دینا کہ کوئی بھی اس کا سامنا نہ کر سکے۔

۷) قرآن پاک کی الٰہی آیتوں کے بعد ہی حدیثوں کی جملوں کی اہمیت ہے کہہ کر مسلمانوں کو بتانا

۸) قرآن پاک کی دین اللہ کا ہے اور علم نبی کا ہے اور عمل انسانوں کا ہے۔ لہذا، یہ بتانا کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے قابل عمل ہے۔

۹) قرآن پاک کی دین ہر ایک انسان کے لئے ہے اور حدیث کے جملے صرف مسلمانوں کے لئے ہی ہے کہہ کر بتانا

۱۰) مسلمان پہلے قرآن پاک میں اللہ کے دین یا دھرموں کو جاننا چاہئے، بعد میں حدیث کے روایتوں کو جاننا چاہئے کہہ کر بتانا۔

۱۱) قرآن پاک میں اللہ کے فرشتہ کی کلام کو حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے، اور نبی کے وفات کے بعد ۱۲۱، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۶۸ سالوں کے بعد آئے ہوئے حدیثاں مسلم علماؤں نے فرمایا، اس لئے اسلام میں پہلا مقام قرآن پاک کا ہے کہہ کر بتانا۔

۱۲) قرآن پاک میں اللہ کی دین کو یا اللہ کے دھرموں کو جاننے سے آخرت پائیں گے جو دائمی ہے اور حدیثوں کی روایتوں کو جاننے سے جنت پائیں گے کہہ کر بتانا۔

کتب ملنے کے پتے

شیخ شفیع

چنّے، تمل ناڈو(Cell:09445554354)

شیخ ابراہیم

کرنول ٹون، آندھراپرادیش(Cell : 7095008369)

یم علّی پیر

مڑک شرا، انمتپر ضلع(Cell : 8978058081)

سید شالم باشا(طارا)

پکمم، چتور ضلع(Cell : 8978058081)

شیخ امیر علی

نلگونڑا ضلع، تیلانگانا(Cell : 8187051078)

﴿نوٹ﴾

اس کتاب میں اللہ کے آیتوں کا اصلی معنی اللہ کے طریقے میں یا روحانی طریقے سے یعنی جس مقصد سے اللہ نے وہ آیات بتایا اسی مقصد کو بیان کیا گیا۔آج انسان اپنی زندگی میں اتنا مصروف (busy) ہو گیا کہ اسے اپنے بارے میں ،اپنی پیدائش کے بارے میں اور اپنی موت کے بارے میں خیال کرنے کا فرست تک نہیں ہے۔بعض لوگ جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں جیسے بڑوں نے سکھایا ویسے نماز ،دعا تو طلب کرتے ہے مگر وہ نماز اور دعا کی اصلی معنی سمجھ کر عمل نہیں کرتے۔اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بارے میں اور وہ اللہ جس نے ہمیں پیدا کیا اس کے بارے میں جاننے کی کوشش دل سے کرتے ہیں اور ان کو بہت سے اس طرح کے خیال بھی آئے ہوئے ہوں گے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور مجھے کہاں جانا ہے؟ میری پیدائش کا کیا مقصد ہے؟ انسان کیون یہ سکھ دکھ پا رہا ہے؟ اللہ کون ہے؟ اللہ کہاں ہے؟ وہ کیسے اس پورے کائنات کو operate کر رہا ہے؟ اس کے بارے میں کیسے معلوم کریں؟ سب کہتے ہیں کہ اللہ آسمان پر ہے تو پھر آسمان کے طرف دیکھیں تو وہ کیوں نہیں دکھ رہا ہے؟ لیکن اللہ اپنے بارے میں قرآن میں کیا فرمایا یہ بات بہت سے لوگوں کو نہیں معلوم۔ان اللہ کے بندوں کو جو سچ میں اللہ کے بارے میں جان کر اللہ کی قربت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو اللہ کی حقیقت اللہ کہاں ہے؟ اور کیسا ہے؟ کس طرح اس کا نظام ہے اس چھوٹی گرنتھ سے حاصل ہو گی۔اس کتاب کو پڑھنے والے ہر ایک اللہ کے بندہ سے گزارش ہے کہ اس کتاب کی ہر لفظ کو اپنے جسم کے اندر ہی غور کرتے ہوئے پڑھیں۔اللہ سے دعا مانگتے ہیں

کہ ہم سب کو صحیح طریقے سے علم سمجھ میں آنے کی طاقت ہمارے عقل کو عطا فرمائے (آمین)۔

زبان ایک ایسی ٹول (tool) ہے جس سے انسان اپنے خیال یا ارادے ظاہر کرتا ہے۔آج تو دنیا میں کئی زبان پیدا ہو گئے۔اگر ہم ابتداء کائنات میں جا کر دیکھیں تو تب یہ سب نہیں تھے انسان زبان نہ بننے سے پہلے اشاروں سے اپنے خیال ظاہر کرتا تھا ۔پھر اس نے آسانی سے اپنے خیال ظاہر کرنے کے لئے زبان بنالی۔لیکن آج یہ زبان ہی انسانوں کو ایک دوسرے سے الگ کر رہی ہے۔وہ کیسے؟۔وہ اس طرح ہے کہ آج اگر انسان کے سامنے ایک لفظ آیا تو وہ صرف اس لفظ کا زبان دیکھ رہا ہے مگر لفظ کے پیچھے اس کی اصلی معنی کو نہیں دیکھ رہا ہے۔وہ لفظ کیوں بنایا گیا؟اس لفظ کی اصلی معنی کیا ہے؟جس مقصد سے وہ لفظ بنائی گئی کیا اسی مقصد سے وہ ہم سمجھ کر لئے یا نہیں؟ اتنی گہرائی سے انسان نہیں سوچ رہا ہے۔اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ میں نے نبیوں کو ان کے قوموں کے زبان میں ہی بھیجا تاکہ وہ آسانی سے اللہ کی پیغام کا مقصد سمجھ سکے۔اس طرح کئی نبیوں نے مختلف زبانوں میں اللہ کے باتیں بتایں۔لیکن آج مسلمان صرف عربی زبان یا اردو زبان ہی دیکھ رہے ہیں۔ایسا ہی ہندو تلگو یا ہندی یا سنسکرت زبان ہی دیکھ رہے ہیں ۔عیسائی بھی ذیادہ تر انگلش زبان ہی دیکھ رہے ہیں مگر دوسرے زبانوں میں اللہ کے باتوں کے طرف مُڑ کر نہیں دیکھ رہے ہیں۔ پانی کو انگلیش زبان میں واٹر(water) ،تلگو زبان میں نیرو(neeru)،تمل زبان میں تنّی (tanni) کہتے ہیں اس طرح کتنے بھی مختلف زبانوں میں کہیں لفظ بدل رہے ہیں مگر پانی کے دھرم یعنی پانی کے صفات یا

خاصیت نہیں بدل رہا ہے۔یعنی اس پانی کو ایک ہندو سے مسلمان لیکر پیئے یا ایک مسلمان سے ہندو لیکر پیئے یا ایک عیسائی سے ہندو لیکر پیئے پانی یکساں ہوتا ہے مگر ایک ہی قسم کا پانی کسی کو میٹھا یا کسی کو کڑوا نہیں رہتا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ (ہندو یا عسائی) پانی کو نیر و یا واٹر کہہ رہا ہے تو میں اس سے وہ پانی نہیں لوں گا۔اس طرح پیش آنے سے خود کا ہی نقصان ہوگا نا! اور نقصان ہونے والا کام انسان اپنی زندگی میں کبھی بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح اللہ نے بھی اپنی دین کو سمجھانے کے لئے الگ الگ زبانوں میں بعض الفاظ استمال کیا (جیسے قرآن میں فرمایا کہ میں ہر نبی کو اپنے زبان میں بولنے والے کر کے بھیجا تا کہ لوگوں کو دین اچھے طریقے سے سمجھ میں آئے)۔زبان الگ ہونے پر بھی (اس الفاظ کے پیچھے اللہ کا) کہنے کا مقصد ایک ہی ہے۔مثلاً **جنت و دوزخ** کو ہندو **سورگ و نرک** کہتے ہیں تو عیسائی heaven and hell کہتے ہیں۔اسی طرح **قبر** کو ہندو **سمادھی** کہتے ہیں تو عیسائی grave کہتے ہیں۔کتنے بھی زبانوں میں کہیں قبر ہو یا سمادھی ہو یا grave کا کام ایک ہی ہے وہ ہے ڈھانکنا یعنی (لاش کو) ڈھانکنے کی ایک جگہ کو پکڑ کر تینوں تین قسم سے کہہ رہے ہیں۔کام کو پکڑ کے نام دیا جاتا ہے۔اس لئے اس کتاب میں زبان کو دیکھے بغیر اور کونسے زبان میں الفاظ ا اور کونسے زبان میں الفاظ استمال کئے گئے دیکھے بغیر ،الفاظوں میں چھپی ہوئی راز کو اور وہ الفظ کہنے کے پیچھے اللہ کا مقصد کیا ہے تفصیل کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

نوٹ

عبادت - عبادت کوتلگوزبان میں آرادھنا کہتے ہیں۔سب کہتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو ورنہ وہ زندگی بے کار ہے۔تو پھر اللہ کی عبادت سے کیا مراد ہے؟ کس کو عبادت کہتے ہیں؟ کیا ہم لوگ جیسے اللہ نے کہا ویسے عبادت کر رہے ہیں یا نہیں؟ یہ ضرور cross check کرلینا پڑے گا قرآن سے۔آرادھانا کا مطلب یہ ہے کہ آرا(enquiry)+ دھنا((ilm ka) paisa kamana)) یعنی اللہ کے بارے میں enquiry نکال کر اس سے (علم کی) مال کمانا۔اس کو سمجھنے کے لئے ایک مثال دیکھتے ہیں۔ جب انسان دنیا کی زندگی میں کچھ کمانے کے لئے سوچتا ہے تو پہلے وہ آرا(enquiry) نکالتا ہے۔فرض کرتے ہیں کہ ٹراکٹر (tracter) سے ہکالنے کا کام سیکھنے کے لئے طے کرلیا ہے۔تو پہلے ہم کیا کرتے ہیں۔سکھانے والے کے پاس جا کر ایک مہینہ میں اس کے parts یعنی break,steering,engine کی پہچانت سیکھتے ہیں ۔پھر دھیرے دھیرے driving سیکھتے ہیں۔اس طرح ایک یا دومہینوں میں مکمل طور پر خودسیکھ جاتے ہیں۔ پہلے تو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا ۔پھر سیکھنے کے بعد سب کچھ معلوم ہو گیا۔لیکن صرف معلوم کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔جتنی محنت معلوم کرنے کے لئے کی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے جو کچھ سیکھا ہے اس سے عمل میں لانا پڑے گا یعنی جنگل کا کام ہو یا loading کا کام کرنے سے پیسا ملتا ہے تب جا کر فائدہ اٹھائے جیسا ہوگا۔ یہ پورا طریقہ دنیا داری کا ہے۔اب بالکل ایسا ہی دین داری میں بھی اللہ ہم لوگوں کو کرنے کے لئے کہہ رہا ہے کہ پہلے اس اللہ کی

(enquiry) نکالیں۔نادانی سے بعض لوگ اللہ کو قدرتی چیزوں میں ڈھونڈتے ہیں ۔مگر مسلمان تو ایک ہی اللہ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ اللہ کہاں ہے؟ اب تک جیسے ہمارے بڑوں نے کہا ویسا ہم اللہ آسمان پر ہے سمجھتے ہوئے آسمان کے طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔ہم سمجھتے ہیں کہ وہ یعنی اللہ ہم سے بہت دور ہے۔لیکن اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ میں تیرے اتنے قریب ہوں کہ تیرے خون کے رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔اور قرآن میں (21-50) میں اللہ فرماتا ہے کہ میں جسم کے اندر تین روحوں میں تقسیم ہوں۔(21-50) ''ہر نفس ایک چلانے والا کی ساتھ اور ایک گواہی دینے والے کی ساتھ آتی ہے''۔اللہ کی بات حق ہوتی ہے جو کسی بھی قیمت پر پورا ہوکر ہی رہے گی۔ لیکن انسان کو ہر بات کے لئے دلیل چاہئے ورنہ وہ نہیں مانتا۔لیکن اللہ پر اور اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے پہلے غور کرتے ہیں یعنی ایک بات جب اُن تک پہنچتی ہے تو اُسے اللہ نے ہی میرے پاس بیجا ہے مجھے اس بات پر خوب غور کر کے سچائی معلوم کرنی چاہئے سمجھتا ہے (اگر وہ بندہ عقل مند انسان ہے تو)۔بہر حال انسان کو پیدا کیا ہوا اللہ سب کچھ جانتا ہے اس کی فترت کیا ہے یہ بھی وہ بہت خوب جانتا ہے۔اسی لئے اس آیت (21-50) کی نشان کے طور پر اللہ نے انسان کے ہاتھوں میں تین لکھیرے (lines)،ان میں سے دو مل کر رہتے ہیں اور ایک الگ رہتا ہے۔جو مل کر ہے وہ نفس اور روح ہے اور جو الگ ہے وہ اللہ ہے۔انہی کو جیوا تما (نفس)،آتما (روح)، پرماتما (اللہ) اس طرح تلگو زبان میں کہہ رہے ہیں۔اور ایک دلیل خود کے آنکھ۔آنکھ کو غور کریں تو اس میں سفید رنگ والا حصہ جو ہے وہ اللہ ہے اور اس سے چھوٹا گول کالے رنگ والا حصہ جو ہے وہ روح ہے اور اس سے بھی چھوٹا اس کے اندر بسا ہوا گول کالا رنگ والا چھوٹا حصہ نفس یعنی انسان ہے۔اس طرح اللہ نے جو جسم ہم پیدائش سے لیکر مرتے

دم تک پہن کر ہے اس جسم پر یہ نشانیاں مہر لگا کر پیدا کیا ہے تا کہ انسان کسی نہ کسی ایک دن ضرور اپنے اندر غور کریں۔ ہمارے ساتھ ماں، باپ بیوی بچے رہے یا نہ رہے پیدائش کے وقت اللہ نے دی ہوئی جسم ضرور ہمیشہ ہمارے ساتھ ہی رہتی ہے لیکن ہمیں اس کے طرف غور کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ بہر حال، اس طرح جسم کے اندر رہنے والے اللہ کو enquiry نکالنا ہی اللہ کی اصلی عبادت ہے۔ پھر جب اسے ڈھونڈ نکالنے کے بعد پیسا کمانا ہوگا۔ جو لوگ سچ میں اللہ کی علم حاصل کر کے اس کی قربت حاصل کرنا چاہتے ہیں ویسے اللہ کے بندوں کو یہ عظیم دھرم چکر کی تعلیم جسم میں رہنے والے اللہ کو ڈھونڈنے میں مدت کرے گی۔ اس جسم میں رہنے والے اللہ کے دھرموں کو جان لئے تو اوپر والے آہت (50-21) کا راز ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ چلئے، اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اس گرنتھ کی علم کو سمجھنے کی طاقت ہمارے دماغ کو عطا فرمائے (آمین)۔

تخلیق کار اللہ یا تخلیق سے پہلے کا اللہ یا دادا اللہ یا پرماتما اللہ :-

--- یہ وہ اللہ ہے جس نے شروع میں یہ سب کائنات کو پیدا کیا۔ پھر تخلیق کے بعد کچھ کام نہ کرنے والے کی طرح بن گیا۔ وہ اللہ جس نے روح کو پیدا کیا۔ اور روح کا باپ ہے۔ نفس کے لئے دادا ہے۔

فعل کار اللہ یا تخلیق کے بعد والا اللہ یا باپ اللہ یا آتما اللہ:-

--- یہ وہ اللہ ہے جو تخلیق کے بعد پورے کائنات کو چلا رہا ہے۔ جسم کے اندر اللہ کی طرح اور کام والے کی طرح دو کردار نبھا رہا ہے۔ نفس کا باپ ہے۔ اور تخلیق کار اللہ کا بیٹا ہے۔

دھرم چکر

'دھرم' یہ لفظ سے سب واقف ہے۔لیکن بعض لوگوں کے لئے دھرم کہلانے والی یہ لفظ صرف سننے کے حد تک ہی محدود رہ گئی۔ ہر چیز دھرم رکھتی ہے۔ چیزیں الگ الگ ہیں اور ان کے دھرم بھی الگ الگ ہیں۔ایک چیز کی دائمی صفت ہی دھرم کہلاتی ہے ۔مثال کے طور پر پانی کو لیتے ہیں۔ایک جگہ میں رہنے والے پانی کو کتنے بھی حصوں میں الگ کر سکتے ہیں۔ایسا ہی پانی کتنے بھی حصوں میں کیوں نہ ہوا سے واپس ایک کر سکتے ہیں یا ملا سکتے ہیں۔پانی کو ملانے سے جُڑ جاتا ہے یا پانی کو ملانے سے ملجاتا ہے۔(پانی کو)ملانیسے وہ مل جاتا ہے اسی لئے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ کتنے پانی ملائے ہے۔پانی کو چاقو سے کاٹنے پر بھی وہ مل جاتا ہے۔پانی نیچی جگہ کے طرف بہتا ہے۔اگر پانی کو گرم کرتے ہیں تو وہ بھاپ میں تبدیلی ہو جاتا ہے۔اگر بھاپ کو ٹھنڈا کریں گے تو وہ واپس پانی میں بدل جاتا ہے۔یہ سب پانی کے دائمی صفات یا لکشن ہیں۔کبھی بھی نہ بدلنے والے دائمی صفات کو یا لکشن کو'دھرم' کہتے ہیں۔ان کے دائمی دھرموں کے مطابق ان کو پہچان سکتے ہیں۔ایسا ہی چیز کو پکڑ کے اس کا دھرم بھی بتا سکتے ہیں۔

اللہ کے ذریعے قدرت تخلیق کی گئی ہے۔قدرت میں ہر ایک چیز، ہر ایک liquid substance، ہر ایک ہوا (air)، ہر ایک دھاتو (metal) اپنے اندر دھرم رکھتی ہے۔**تخلیق کی گئی ہر چیز کچھ نہ کچھ دھرم چاہے وہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو دھرم کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔جو چیز تخلیق نہیں کی گئی یعنی پیدا نہیں کی گئی اس کا کوئی دھرم**

نہیں رہتا۔ اس حساب سے قدرت اللہ کے ذریعے تخلیق کی گئی اسی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کے تمام چیزیں، liquids، ہوائیں اپنے اندر دھرم رکھتے ہیں۔ بلا دھرم والی چیز دنیا میں کچھ ہے ہی نہیں (یعنی دنیا میں ایسی چیز ہی نہیں ہے جس کا کوئی دھرم نہ ہو)۔ قدرت سے تعلق رکھنے والے چیزوں کو ہی نہیں بلکہ روح سے تعلق رکھنے والا انسان کو (نفس کو) بھی دھرم ہے۔

سوال: آپ نے اب تک جو دھرم بتائیں ہیں وہ سب سچ ہی ہیں۔ لیکن ہم نے ان سے بھی زیادہ اللہ کے دھرموں کے بارے میں سنا ہیں۔ بھگوت گیتا گنان یوگ ۶، ۷، ۸ شلوکوں میں بتا چکے کہ جب اپنے دھرموں کو آفت پہنچتا ہے تب اللہ خود پیدا ہوکر واپس اپنے دھرموں کو قائم کرے گا اور اَدھرموں کو ختم کرے گا۔ اس سے پہلے آپ نے ایک فارمولہ (formula) بتایا تھا۔ وہ یہ ہے کہ! آپ نے کہا کہ پیدا کی گئی ہر چیز کو کچھ نہ کچھ دھرم رہتے ہیں۔ اب آپ نے بھگوت گیتا میں ہی ایسے شلوک دکھائے کہ اللہ کے بھی دھرم موجود ہیں۔ آپ کے فارمولہ کے مطابق اگر (ایک چیز کو) دھرم ہیں مطلب اللہ بھی پیدا کیا گیا ہوا ہے (آپ کا کہنے کا مطلب تو یہی ہوا نا!)۔ اللہ کے دھرموں کے بارے میں بھگوت گیتا میں بہت جگہ فرمایا گیا ہے۔ باقی دو اللہ کے گرنتھ قرآن اور بائبل میں بھی اللہ کے دھرموں کے بارے میں کہہ چکے ہیں۔ بعض علم والے یہ کہتے ہوئے ہم نے سنا کہ اللہ دھرموں سے جڑا ہوا ہے (یعنی اللہ کو بھی دھرم ہے)۔ اپنے دھرموں پر چلنے والوں کو یا عمل کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے، انہیں نجات عطا کرتا ہے، انسان کو ایسی نجات عطا فرمائے گا جس میں کبھی اس کو غم (دُکھ) نہیں ہوگا۔ یہ سب دیکھنے کے بعد آپ کے

فارمولہ کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ بھی دوسروں کے ذریعے پیدا کیا گیا ہوا ہے۔اگر آپ کا فارمولہ سچ ہے تو اس کا مطلب یہ بات بھی سچ ہے کہ 'اللہ بھی تخلیق کیا گیا' ہے۔اگر اللہ دوسروں سے تخلیق نہیں کیا گیا ہے تو آپ کا فارمولہ غلط ہے۔اب آپ سے ہم براہ راست پوچھ رہے ہیں۔کیا آپ کا فارمولہ صحیح ہے؟ یا غلط؟

جواب: یہ کہنے کا موقع ہی نہیں ہے کہ میرا فارمولہ غلط ہے۔آپ کے سوال کا جواب چاہیئے تو اس سے پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ **"دھرم چکر"** کیا ہے۔اگر دھرم چکر کے بارے میں معلوم کر سکے تو اللہ کے دھرموں کے بارے میں معلوم ہوسکتا ہیں۔جب اللہ کا پیغام یا اللہ کے بارے میں مکمل طور پر معلوم ہوتا ہے تو اللہ کے دھرموں میں کا راز بھی معلوم ہو جائے گا۔

سوال: آپ میرے سوال کا سیدھے جواب نہیں دے رہے ہیں۔سوال کو ٹال رہے ہیں۔کیا آپ کا فارمولہ صحیح ہے یا جھوٹ؟ صرف ایک بات میں بتائیے؟

جواب: میں کہہ رہا ہوں کہ میرا فارمولہ سچ ہے۔ہاں! میں نے جو کہا وہ بے شک سچ ہی ہے۔

سوال: تو پھر اللہ کس کے ذریعے تخلیق کیا گیا؟ صرف ایک ہی بات میں جواب دیجئے؟

جواب: اللہ کے ذریعے تخلیق کیا گیا ہے (یعنی اللہ نے تخلیق کیا ہے)۔

سوال: میں آپ سے اللہ کے بارے میں ہی پوچھ رہا ہوں (کہ اس اللہ کو کس نے پیدا کیا)؟

جواب: میں بھی اللہ کے بارے میں ہی کہہ رہا ہوں۔کہہ رہا ہوں کہ اللہ تخلیق کیا گیا

ہے۔اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ حقیقت میں اللہ تخلیق کیئے جانے والا نہیں ہے، اللہ کی پیدائش کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب اچھے سے سمجھ میں آنے کے لئے دھرم چکر کو پہلے تفصیل سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ کہتا ہوں کہ اللہ دھرموں سے معلوم نہیں ہوتا، ایسا ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ اللہ دھرموں سے پرے یا اتیت ہیں۔ وہ اللہ جو دھرموں سے پرے یا اتیت ہے دھرموں سے معلوم ہونے والا نہیں ہے۔اس طرح میرے باتیں دو قسم سے رہنے کی وجہ سے یہ شک آئے گا کہ لکھنے والے کو پاگل پن ہے یا تو پڑھنے والے کو۔اسی لئے اتنے دور جانے سے پہلے ہی میرے باتیں آپ کو سمجھ میں آنے کے لئے پہلے دھرم چکر کے بارے میں معلوم کرتے ہیں۔

دھرم یعنی وہ صفت ہے جو نہیں بدلتا۔املی کا کھٹا پن اس کے لئے دائمی صفت ہے۔اسی لئے املی کا دھرم کھٹائی کہہ سکتے ہیں۔آم جب کملا ہوتا ہے تب تیز (acrid) رہتا ہے، پورا پھل میں جب بدلتا ہے تو کھٹا رہتا ہے، پھر جب وہ پھل پورے طریقے سے پکنے کے بعد میٹھا رہتا ہے۔اسی لئے یہ بتا نہیں سکتے کہ آم پھل کا دھرم کھٹا ہے یا تیز ہے یا میٹھا ہے۔ جو صفت ہمیشہ رہتا ہے وہی دھرم کہلاتا ہے۔جس طرح ہمیشہ رہنے والے صفات کے مطابق یہ فلانا چیز ہے کہتے ہیں اسی طرح ہمیشہ رہنے والے صفات یا دھرموں کے مطابق یہ فلان اللہ ہے کہہ سکتے ہیں۔اللہ کو اللہ کے دھرموں کے مطابق معلوم کر سکتے ہیں۔اسی لئے اللہ کے دھرموں کو جاننے کے لئے پہلے اللہ کا پیغام یا اللہ کا علم جاننا ضروری ہے۔اللہ کے علم کے ذریعے اللہ کے دھرموں کو معلوم کر کے، اللہ کے دھرموں کے ذریعے اللہ کو معلوم کر سکتے ہیں۔

فارمولہ یہ ہے کہ کوئی بھی دھرم یا صفت ہو صرف ان کے لئے ہی ہے جو تخلیق کئے گئے ہیں ،تو فوراً یہ سوال شروع ہو جاتا ہے کہ کیا وہ اللہ ہے جس نے تخلیق کیا ہے؟ یا کیا وہ اللہ ہے جو تخلیق کیا گیا ہے؟۔ جو سچ ہے وہ بتایں تو جس نے تمام کائنات کی تخلیق کی وہی اللہ ہے اور اللہ کسی سے بھی تخلیق نہیں کیا گیا۔ یہ بات میں بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں ۔لیکن میں خود کہہ رہا ہوں کہ اللہ کو بھی دھرم یا صفات ہیں۔ میں ہی نہیں بلکہ اللہ کے گرنتھ بھی اللہ کے دھرموں کے بارے میں بتا رہے ہیں۔اب دوسرے لوگ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ جب اللہ تخلیق نہیں کیا گیا تو (فارمولہ کے مطابق اس کو دھرم کہاں سے ہوں گے ایسی صورت میں)اللہ کے دھرم ہیں کہنا جہالت نہیں ہے کیا!۔ یہ معلوم ہو کر بھی کہ جہالت ہے ، میں اور میرے ساتھ تین اللہ کے گرنتھ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کو دھرم یا صفات ہیں۔ایسے کہنے کا مظبوط وجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ!ایک کسان اپنے جنگل میں زرات کے لئے صاف سترے بیج چن کر ،ان میں سے وہ بیج لیگا جن میں مٹی ، پتھر نہیں ہے ، پھر ان کو جنگل میں بوتا ہے یا ڈالتا ہے۔لیکن تِل کے بیج جنگل میں بونے کے لئے وہ بیج میں تھوڑا مٹی یا تھوڑا ریتی ملا رکر بونا پڑتا ہے۔ اگر ویسے نہیں ملائے تو تِل کے بیج ہاتھ سے پھسل کر جنگل میں نہیں گرتے۔ وہ ایسے رہتے ہیں جیسا کہ ایک دوسرے کے ساتھ چپک گئے ہو۔(بیج کو) تھوڑا ہاتھ ڈھیلا (loose) کر دئے تو بیج ڈھیر (heap) میں گر جاتے ہیں۔ اگر تھوڑا تنگ (tight) پکڑ لئے تو بیج پھسل کر جنگل میں گرے بغیر ویسے ہی ہاتھ میں رہ جاتے ہیں۔

سب لوگ سارے بیج کو صاف کر کے بلا مٹی اور ریتی کے جنگل میں بوتے ہیں

تو صرف وہ شخص جو تِل بوتا ہے مٹی اور ریتی ملا کر بور ہا ہے۔اسی طرح بلا دھرم والے اللہ کو جاننے کے لئے، وہ اللہ کے بارے میں جاننے کے لئے جو تخلیق نہیں کیا گیا (صرف اسے جاننے کے لئے ہی) (جیسے تل کے بیج کو مٹی ملائی گئی ویسے) اللہ کو دھرم ملائے گئے ہیں۔انسانوں کو صرف وہی چیزیں معلوم ہوتی ہیں جن کے دھرم ہو۔اسی لئے اللہ کو جاننے کے لئے ایسے دھرم اللہ کو ملائے گئے جو ہے ہی نہیں، دھرموں کے مطابق اللہ کو سمجھنے کے بعد دھرموں کو نکال کر اللہ کو دیکھنا چاہئے۔ایک چھوٹا مثال بیان کر لیتے ہیں۔ایک پیغام کو کاغذ میں لکھ کر دوسروں کو پوسٹ کے ذریعے بھجتے ہیں۔ وہ کاغذ جس میں پیغام لکھ کر ہے اسے چاہئے کسی بھی طریقے سے بھیجو اس کاغذ کو موڑ کر ایک کور (cover) میں رکھ کر بھیجتے ہیں۔جن کو بھیجنا ہے ان کا اڈرس (Address) کور پر لکھا ہوتا ہے۔وہ کور جسے پہنچنا ہے ان تک پہنچنے کے بعد اس وقت 'کور' نکال کر باز و پھینک کر اس پیغام کو دیکھتے ہیں جو کاغذ میں لکھا ہوا ہے۔کور کی اہمیت وہاں پہنچنے تک ہی ہے۔لیٹر پہنچنے کے بعد کور کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔جب تک اہمیت رکھنے والی کور، چٹھی پہنتے ہی جیسے اس کی اہمیت چلی گئی ویسے ہی اللہ کے معاملے میں بھی جب تک اللہ کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا تب تک دھرموں سے ضرورت ہے۔اللہ کے بارے میں معلوم ہو جانے کے بعد دھرم سے کوئی ضرورت نہیں ہے۔

معلوم نہ ہونے والے اللہ کو جاننے کے لئے پہلے دھرم والے اللہ کو معلوم کر لئے تو بعد میں بلا دھرم والا اللہ (خود بہ خود) معلوم ہو جائے گا۔اسی لئے (بلا دھرم والا) اللہ اپنے آپ کو دھرم والے اللہ کی طرح تیار کر لیا، پھر کہا کہ یہی تمہارا معبود ہے اس کے علاوہ

تمہیں کسی اور اللہ کے بارے میں معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور یہ بھی کہا کہ وہی تمہارا معبود ہے۔ یہ پورا طریقہ تین گرنتھوں میں مکمل طور پر کہا گیا ہے۔تین اللہ کے گرنتھوں میں تقریباً ۸۰ فیصد علم دھرم والے اللہ کے بارے میں ہی ہے۔صرف تھوڑا فیصد ہی اس اللہ کے بارے میں بتانا ہوا جس کے دھرم نہیں ہے اور (وہ اللہ) جو تخلیق نہیں کیا گیا۔الٰہی گرنتھوں میں ۸۰ فیصد بتائی گئی دھرم والے اللہ کے بارے میں ہی جب انسانوں کو صحیح سے سمجھ میں نہیں آیا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ بلا دھرم والے اللہ کے بارے میں (جس کے بارے میں صرف تھوڑا ہی پیغام ہے) تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا ہوگا۔بلا دھرم والا اللہ یعنی وہ اللہ جس نے سب کچھ پیدا کیا،اس نے دھرم والے اللہ کو پیدا کر کے وہ اللہ کی ہی سب لوگ عبادت کرنی چاہئے،اور وہی تمہارا معبود ہے کہہ کر آخری الٰہی گرنتھ قرآن میں کی آیت کو دیکھئے۔سورح ۳،آیت ۱۸ میں ایسا کہا ہے۔

(3-18)''خود اللہ،اس کے فرشتے،اہل علم گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔اس نے یہ وشو(vishw) کو برابری اور برابر تول کے ساتھ ٹہرا کر رکھا ہے۔اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اس جملے کے مطابق یہ معلوم ہو رہا ہے کہ انسان جس اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اس اللہ کو اصلی اللہ نے تیار کیا ہے۔بلا دھرم والا اللہ،اپنے بارے میں لوگ جاننے کے لئے،جس آتما کو(روح کو) اس نے تخلیق کیا اسے اللہ کی طرح اعلان کر کے وہ ایسا بن گیا کہ اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو۔بلا دھرم والے اللہ کی عبادت انسان نہیں کر سکتے۔انسان صرف اسی کے بارے میں جاننے کی عقل رکھتے ہیں جو پیدا کیا گیا ہو اور

جس کے دھرم ہو۔ بلا دھرم والے اللہ کو جاننے کا طریقہ ان لوگوں کو بالکل بھی نہیں معلوم ہونے کی وجہ سے، وہ دھرم والے کے بارے میں جو پرپنچ (دنیا) میں ہے صرف اسے دھرموں کے بنا پر جاننے کے لئے اللہ نے ہی معلوم ہوئے سو انسانوں کو پہلے دھرم والے اللہ کے بارے میں معلوم ہوئے جیسا کیا۔ (کیوں کہ) اللہ کا یہ یقین ہے کہ پہلے دھرم والے اللہ کو معلوم کرنے کے بعد بلا دھرم والے اللہ کو معلوم کر سکتے ہیں۔ اسی لئے قرآن گرنتھ میں (3-18) جملے میں خود اللہ نے ہی 'دوسرے اللہ کی عبادت کرنے کے لئے' کہا ہے۔

اللہ نے اپنے تخلیق میں پہلے قدرت کو بعد میں روح کو، نفس کو بنایا۔ اپنے سے ملا کر پورا جان دار اجسام سے بھرے ہوئے وشو (vishw) کو تیار کیا۔ تخلیق کے بعد اس نے چاہا کہ وہ کسی کو معلوم نہ ہونے والے کی طرح رہے اور وہ اللہ کی طرح بھی عبادت نہ کئے جانے کے لئے ،اس کے مقرر منصوبہ (plan) کے مطابق تمام انسان عبادت (آرادھنا) کرنے کے لئے روح کو ہی اللہ کی طرح طے کر کے، کہہ چکا ہے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اللہ کے گرنتھوں میں زیادہ حصہ آتما اللہ کے بارے میں کہا گیا ہے تو وہ اللہ جس نے سب کچھ پیدا کیا اس کے بارے میں تھوڑے حد تک ہی کہا تھا۔ یہ تمام پیغام روشن دلیل کے ساتھ ہیں۔ شاستر بدھ (shastra badh) سے یعنی علمی طریقے سے یا اللہ کے گرنتھوں کے روشنی میں کہا گیا تھا کہ روح ہی اللہ ہے۔ تخلیق کی گئی روح ہی اللہ ہے تو سب کو جس نے پیدا کیا وہ صرف تخلیق کار کی طرح ہے، اللہ کی طرح نہیں ہے۔ وہ اللہ جو تخلیق کار ہے اپنے تمام طاقتیں روح کو سونپ کر

(روح کو) اللہ کی طرح اعلان کر کے، وہ (اللہ) مستحکم (stable) سے کچھ کام نہ کرتے ہوئے سب کو دیکھنے والا گواہی کی طرح ٹھہر گئی۔

وشو (دنیا) جاندار، بے جان قدرتوں کی طرح الگ ہوگئی تو جاندار قدرت (چِر پرکرتی) کے ذریعے اجسام تیار ہوئے، جسم میں کا نفس **آتما اللہ** کے ذریعے چلوایا جارہا ہے۔ نفس عمل کے مطابق سکھ دکھوں کو (خوشی وغم کو) بھگتے جیسا جسم میں کا اللہ یعنی روح کام کرتے ہوئے فعل کار کی طرح موجود ہے۔ نفس چلائے جانے والا ہے تو آتما اللہ ہانکنے والا ہے اور پرماتما گواہی کی طرح ہے۔ جسم میں تین روحیں ہونے پر بھی، پرماتما دیکھنے والے کی طرح ہے تو، آتما (روح) کام کرتے ہوئے سکھ دکھوں میں نفس کو چلا رہی ہے تو نفس سکھ دکھوں کو بھگت رہی ہے۔ یہی بات کو آخری اللہ کی گرنتھ میں **(50-21)** "ہر **شخص ایسی حالت میں حاضر ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ (اسے) چلانے والا یا (اسے) لانے والا اور گواہی دینے والا ہوگا**" اور ایک گرنتھ میں ایسا ہے کہ **(50-21)** "ہر **نفس ایک ہانکنے والے کے ساتھ اور ایک گواہی دینے والے کے ساتھ آئے گی**"۔

جیسے جملہ میں کہا ویسے قدرت (پرکرتی) جسم کی طرح ہے تو جسم میں اللہ تین حصوں میں ہے۔ روح ہی جسم میں مقرر کیا گیا اللہ ہے تو **تخلیق کار اللہ** (یعنی وہ اللہ جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا) گواہی کی طرح ہے تو، وہ روح جو اللہ کی طرح ہے جسم میں فعل کار کی طرح ہے اور نفس کے عمل کے مطابق روح نے کی ہوئی کاموں میں کا سکھ دکھ نفس بھگت رہا ہے۔ جسم میں تین روحیں موجود ہے اور وہ اس طریقے سے ہیں کہہ کر قرآن گرنتھ میں (50-21) جملے میں کہا گیا ہے۔ یہ تین روحوں کو ہی اول اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا

میں پُرُ شوتم پراپتی یوگ ۱۶، ۱۷ شلوکوں میں کشر(k s h a r a) ،اکشر(akshara)پُرُشوتم(purushottam) کہا تھا۔ایسا ہی دوسری اللہ کی گرنتھ انجیل (بائبل) میں متی خوشخبری میں ۲۸ باب میں ۱۹ جملہ میں باپ، بیٹا، پاک روح کہنا ہوا ۔آخری اللہ کی گرنتھ میں (50-21)''چلائے جانے والا ، ہانکنے والا، دیکھنے والا'' اس طرح کہنا ہوا۔تمام پر پنچ کو پرماتما تیار کر کے، روح کو اللہ کی طرح طے کیا اور نفس جسم میں وقت گزار رہی ہے۔تقریباً یہ پورا پیغام ''اللہ کی مہر'' گرنتھ میں کہہ چکے تھے۔وہاں پر جو کہا تھا وہی یہاں پہ یاد دلائے ہیں۔

اب ہم تھوڑا آگے جا کر علم کو بول لئے تو یہ گرنتھ میں تھوڑا نیا علم معلوم ہوئے جیسا ہوگا۔اسی کوشش میں ہی دھرموں کی بات پردے پر لائے ہیں۔اگر اللہ کے دھرم معلوم ہو گئے تو اللہ کے دھرموں کے ذریعے اللہ معلوم ہو جائے گا۔ یہ بات تو بیان کر لئے کہ دھرم یعنی صفت یا لکشن ہے۔کھٹائی نیبو کا دھرم ہے۔کیوں کہ! وہ نیبو کا دائمی صفت یا خصوصیت ہے۔کھٹے پن سے نیبو کو پہچان سکتے ہیں یا معلوم کر سکتے ہیں۔ایسا ہی دھرم کو پکڑ کے اللہ کو معلوم کر سکتے ہیں۔ایسی صورت میں اللہ قدرت کے چیز کے برابر پہچانے جا رہا ہے نا! کہہ کر کوئی بھی سوال کر سکتے ہیں۔جب یہ ماننا ہی پڑے گا کہ ہاں! وہ بات صحیح ہی ہے۔تو دھرم رکھنے والا، دھرموں کے ذریعے معلوم ہونے والا اصلی اللہ نہیں ہے، یہ کہہ سکتے ہیں کہ اصلی اللہ کو دھرم نہیں ہے۔اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ دھرموں کے ذریعے معلوم ہونے والا اللہ، اللہ کے ذریعے تخلیق کیا گیا ہوا اللہ ہے۔

ایسے کہنے والے لوگ ہیں کہ یکیشورو پاسن (توحید) یعنی ایک ہی اللہ کو ماننا

چاہئے ،ایک ہی اللہ کی عبادت کرنی چاہئے۔ایسا کہنا ایک مذہب (مت) کے محدود ہی نہیں ہے۔اللہ کے گرنتھوں میں بھی ایک ہی اللہ کی عبادت (آرادھنا) کرنے کے لئے کہہ چکے تھے۔اسی لئے سب لوگوں کو ایک ہی اللہ کی آرادھنا کرنی چاہئے تو بھوت گیتا میں یہ بات بتانے کے باوجود بھی ہندو دوسرے دیوتاؤں کی آرادھنا ہی خاص طور پر کر رہے ہیں ۔مسلمان اور عیسائیاں کہنے کے لئے تو وہ یکیشوروپاسن کہتے ہیں مگر وہ (مسلمان) اُن کے اللہ کی ، یہ (عیسائی) اِن کے خداوند کی آرادھنا کر رہے ہیں۔سب مذاہب (مت) کے لوگ ایک ہی اللہ کی آرادھنا کہیں پہ بھی نہیں کیئے ۔مسلمان کہتے ہیں کہ ہم صحیح طریقے سے ایک ہی اللہ کی آرادھنا (عبادت) کر رہے ہیں ،اگر ان سے یہ پوچھیں گے کہ تم لوگ کس کی آرادھنا کر رہے ہو تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ''اللہ'' (کی آرادھنا کر رہے ہیں)۔جب، جس قرآن کو وہ اپنا گرنتھ کہتے ہیں اس میں (3-18) آیت میں جو کہا ہے اس کے مطابق خود اللہ نے کہا تھا نا کہ یہی وہ اللہ ہے جس کی آرادھنا (عبادت) تمھیں کرنی چاہئے۔تو آپ کس اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں،اس طرح سے سوال کرنے پر، کیوں کہ ان کے لئے یہ سوال نئے سے دکھ رہا ہے اس لئے وہ شک میں گر پڑے کہ اب اس بات کا کیا جواب دیں؟ اور کونسا اللہ کہیں؟ ۔وہ اب تک ایک ہی اللہ کے بارے میں سنے ہوئے ہیں دوسرے اللہ کے بارے میں وہ نہیں جانتے۔

مسلمان ذیادہ فیصد اپنے بڑوں کی بات ہی سنتے ہیں۔قرآن گرنتھ کو پڑھنے کی آدت نہیں ہے۔کہیں پہ بھی کوئی بھی اگر قرآن گرنتھ کو پڑھنا چاہا تو اسے ان کو سمجھ میں آنے کی زبان میں پڑھنا نہیں چاہئے،جس زبان میں وہ لکھی گئی اس عربی زبان میں ہی

پڑھنا چاہیئے۔اس طرح عربی زبان میں پڑھنے کی وجہ سے انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ قرآن میں کیا ہے۔جو زبان آتا ہے اس زبان میں پڑھنے پر بھی اسے سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔بائبل گرنتھ کو کسی بھی زبان میں پڑھ سکتے ہیں۔بائبل سب زبانوں میں پرنٹ(print)ہوئی ہے۔جو زبان آتی ہے اس میں پڑھنے کے باوجود بھی وہاں پر جملہ میں کا تفصیل معلوم نہ ہونے سے گرنتھ کے مفہوم (مقصد) کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔عربی زبان میں قرآن کو پڑھنے کی وجہ سے اس میں کا مفہوم یا مقصد بالکل معلوم نہیں ہوا۔وہ دعا کرنے کی عمل میں بہت آگے والے ہیں کہنے پر بھی ان کو اللہ کی علم معلوم نہیں ہے۔ان کے امام صاحب مسجدوں میں علم تو کہہ رہے ہیں مگر وہ پوری تفصیل جان کر نہیں بتا رہے ہیں۔اسی لئے ان سے تم کونسے اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں کہہ کر پوچھنے پر کچھ بھی بول نہیں پا رہے ہیں۔

وہ کونسے بھی مذاہب والے کیوں نہ ہو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ یعنی ایک ہی ہے۔تو مسلمان دوسرے شک کے بغیر ایک ہی اللہ پر ایمان رکھے ہوئے ہیں۔ایک ہی اللہ پر ایمان رکھنا اصلی بھکتی کی راستہ یا راہ ہے۔کیوں کہ! اللہ کے گرنتھوں میں کہا گیا کہ اللہ ایک ہی تمہارا معبود ہے۔لیکن تمام انسانوں کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ خود اللہ نے ہی دوسرے اللہ کو دکھا کر کہا کہ تم لوگ اسی ایک اللہ کی آرادھنا کرنی چاہیئے۔خود اللہ نے چاہا کہ اپنے بارے میں انسانوں کو معلوم نہیں ہونا چاہیئے اور وہ خوب جانتا ہے کہ اپنا کردار کچھ بھی نہیں ہے،انسانوں کو پالنے کے لئے اور ایک اللہ کا انتظام کر کے کہا کہ **"سب کے لئے وہ ایک ہی اللہ ہے اور سب اسی کی عبادت یا آرادھنا کرنی**

چاہئے‘‘۔ایسا ہی اللہ کے حکام یعنی فرشتے بھی یہ بات اچھے سے جانتے ہیں کہ اللہ تخلیق کا رہے جس نے تخلیق کی اور وہ آرام کرنے کے لئے اپنے کام کو اور ایک اللہ کو سونپ دیا ہے۔اسی لئے انہوں نے بھی کہا کہ اسی اللہ کی عبادت کرو جسے اللہ نے تخلیق کیا ہے۔اور وہ لوگ جو اللہ کی علم کو مکمل طور پر جان کر علم میں پختہ ہے(علم میں مال دار ہے) وہ بھی یہ جانتے ہیں کہ تخلیق کار اللہ اب کام کرنے والا نہیں ہے،وہ صرف گواہ ہے اسی لئے انہوں نے بھی کہا ہیں کہ اپنے مقام پر اللہ کی حکومت سونپ کر جس اللہ کو اس نے مقرر کیا ہے اسی اللہ کی عبادت کرو۔

اللہ نے اپنی روح کو ہی اپنا بیٹا اور اپنا وارث اعلان کیا تا کہ جیسے اس کی عزت کرتے ہیں ویسے ہی وہ روح کو بھی جسے اس نے اپنا وارث اور اپنا بیٹا مقرر کیا ہے(اسے بھی) اللہ کے مانند عزت کرنی چاہئے ،جیسے اسے اعلی سمجھ کر عبادت کرتے ہیں ویسے ہی اپنے مقام پر روح کی عبادت کرنی چاہئے۔معلوم ہو رہا ہے کہ خود تخلیق کار اللہ نے دوسری اللہ کی گرنتھ میں آگاہ کر کے کہا کہ’’اگر کوئی بھی اپنے بیٹے کی عزت نہ کئے تو (میں) ایسا حساب کروں گا کہ میری (تخلیق کار اللہ کی) بھی عزت نہیں کی ،اگر روح کو عزت کے نظر سے عبادت نہ کئے تو (اس کا مطلب) میری بھی عبادت نہیں کئے جیسا ہی ہے‘‘۔یہ معلوم ہونے کے لئے کہ دوسری اللہ کی گرنتھ میں کیا کہا ہے،انجیل گرنتھ میں یوحنا خوشخبری 5 باب میں 21 جملہ سے 26 جملہ تک دیکھئے۔

(یوحنا 21-5)’’کیوں کہ جس طرح باپ مردوں کو اٹھاتا ہے اور زندگی بخشتا ہے اسی طرح بیٹا بھی جسے چاہتا ہے اسے زندگی بخشتا ہے‘‘

(یوحنا 5-22)''باپ کسی کی عدالت(judgment)نہیں کرتا''

(یوحنا 5-23)''عدالت کرنے کے لئے تمام اختیار بیٹے کوسونپ دیا ہے تاکہ سب لوگ بیٹے کو بھی وہی عزت دیں جو وہ باپ کو دیتے ہیں۔ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی بھی جس نے بیٹے کو بھیجا ہے، عزت نہیں کرتا''

(یوحنا 5-24)''میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی میرا کلام سن کر میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے بچ کر زندگی سے جا ملتا ہے''

(یوحنا 5-25)''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آرہا ہے، بلکہ آ چکا ہے، جب مردے اللہ کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور اسے سن کر زندہ رہیں گے''

(یوحنا 5-26)''کیوں کہ جیسے باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے ویسے ہی اس نے بیٹے کو بھی اپنے میں زندگی رکھنے کا شرف بخشا ہے۔ بلکہ اس نے عدالت کرنے کی اختیار بیٹے کو دے رہا ہے کیوں کہ وہ ابن آدم ہے۔''

یہی پیغام یعنی سِملر (similar) پیغام کو آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں (3-18) میں کہنا ہوا۔ تو بہت سے لوگ جن کے پاس سمجھ داری نہیں ہے (یعنی باریک سے باریک باتیں سمجھنے کی طاقت نہیں رکھنے والے) ایسا سمجھ رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے آپ کے بارے میں بیان کرلیا ہے۔ یہاں خوب غور کریں تو صرف فرشتے اور اہل علم اگر یہ بات کہا ہوتا تو جیسے سب سمجھ رہے ہیں ویسے برابر ہو جاتا تھا۔ خود اللہ نے کہی ہوئی بات کو اللہ کے فرشتے اور اہل علم کہہ چکے ہیں۔ یکیشو روپاسن کو 'توحید' کہتے ہیں۔ اللہ نے اس

اللہ کے بارے میں جس کی عبادت یا آرادھنا انسانوں کو کرنی چاہئے بتانے کی وجہ ہے ۔انسان جسم رکھتے ہیں یعنی نفس اجسام میں بسر کر رہے ہیں۔جسم میں کچھ بھی کام نہ کرنے والا پرماتما (اللہ) ہے۔تخلیق کار اللہ جس نے پرپنچ کی تخلیق کی ہے اس نے سات آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ سب تخلیق کرنے کے بعد وہ (خود) آرام کرتے ہوئے کچھ کام نہ کرنے والا ہو گیا۔جسم میں نفس کو عمل (کرم) کے طریقہ کے حساب سے چلانے کے لئے مکمل اختیار کو جسم میں کی روح کو دینا ہوا۔تخلیق کار اللہ نے تمام طریقوں سے روح کو انسانوں کا اللہ قرار کرنا ہوا۔جب سے روح انسانوں کو اور تمام جانداروں کو اللہ کی طرح رہتے ہوئے اور ان کے جسم میں کام کرتے ہوئے فعل کار کی طرح بھی ہیں۔یہ بات کو آخری اللہ کی گرنتھ میں سورح 6 میں،آیت 102 میں کہنا ہوا، دیکھئے۔

(6-102)''یہ ہے اللہ! تمہارا رب۔اس کے سوا عبادت (آرادھنا) کے لائق کوئی اور نہیں ہے۔ہر ایک کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔تو تم سب اسی کی عبادت کرو اور وہ تمہارے لئے اللہ ہی نہیں بلکہ ہر چیز کا کارساز ہے یعنی فعل کار ہے''

انسان کے جسم میں روح ہی تمام کام کر رہی ہے۔جسم میں اللہ کچھ نہ کرتے ہوئے یعنی پرماتما خاموشی سے گواہ کی طرح دیکھ رہا ہے۔ایسا ہی نفس بھی کچھ کام کرنے والا نہیں ہے۔نفس اللہ کے مانند خاموشی سے رہنا ہی نہیں بلکہ جیسے روح چلاتی ہے ویسے صفتوں میں اُدھر اِدھر بھاگتے ہوئے،روح کرنے سے جو کام ہوا ہے اس (کام) میں کا سکھ دکھ نفس بھگت رہا ہے۔صرف اعمال کا نتیجہ بھگتنے کے لئے ہی نفس جسم میں پیدا ہوا

ہے۔تو سب کام کرتے ہوئے جسم میں کا اللہ ہی یعنی روح ہی فعل کار کی طرح بھی ہے۔وہ بات کو(6-102)جملہ میں کہنا ہوا۔

دوسری اللہ کی گرنتھ یوحنا خوشخبری میں باب 5 میں 21 سے لیکر 26 تک کے جملوں میں کہا کہ تخلیق کار اللہ نے وہ روح کو جو اپنے مانند ہے اللہ کی طرح اعلان کیا تا کہ کائنات میں اپنا نظام (administration) چلے اور تمام اختیار اس کو سونپ کر اپنے مانند اپنے روح کو اللہ کی طرح اعلان کیا۔وہی بات کی تصدیق کرتے ہوئے آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح 3 آیت 18 میں کہنا ہوا۔وہاں بعض مسلم ٹھیک سے نہ سمجھ سک کے اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نہیں نہیں وہاں اللہ نے اسی کی (خود کی) عبادت کرنے کے لئے کہا ہے اور جیسے جملہ میں کہا تھا ویسے ہم کو سمجھ میں آیا اور تخلیق کار اللہ کے سوا کوئی اور اللہ نہیں ہے۔اور وہ اللہ کو جسے جسم میں اللہ کی طرح مقرر کیا گیا ہے حساب نہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ویسا والا اللہ ہے ہی نہیں۔ایسے لوگ سب سچ کو سمجھے جیسا (6-102) جملہ بتایا گیا۔بتایا گیا کہ تمہارا اللہ وہ ہے جو جسم میں سب کام کرنے والا، نفس کا فعل کار (یعنی نفس کے کام کرنے والا) ہے۔(21-50) میں کہا کہ اللہ کام کرنے والا نہیں ہے گواہ کی طرح ہے اس کے مطابق وہ اللہ جس نے تمام کائنات کی تخلیق کی وہ کچھ کام نہیں کرنے والا ہے اور گواہ کی طرح دیکھ رہا ہے۔تخلیق کار اللہ تخلیق کے بعد روح کو اللہ کی طرح مقرر کر کے یہی تمارا معبود ہے کہہ کر (3-18) میں کہنا ہوا۔روح وہ اللہ ہے جو تخلیق کیا گیا ہے یعنی پیدا کیا گیا ہوا اللہ ہے۔الگ طریقے سے بتایں تو سب کچھ یعنی پر پنچ کو جس اللہ نے تخلیق کیا وہ پرماتما ہے اور اس نے تخلیق کے بعد اپنے مقام پر روح کو اللہ کی طرح مقرر

کر کے بعد میں کسی سے تعلق نہ رکھتے ہوئے، کچھ کام نہ کرتے ہوئے خاموش ہو گیا، تو اللہ کے مقام پر روح ہی اللہ کی طرح رہتے ہوئے نفس بھٹکنے کے احساسات کے لئے آتما اللہ فعل کار کی طرح جسم میں کام کر رہی ہے۔ یہ تمام پیغام اللہ کے گرنتھوں میں موجود ہے پھر بھی انسان معلوم نہیں کر رہے ہیں۔

اللہ اپنے گرنتھوں میں کہہ چکا ہے کہ اگر تین اللہ کے گرنتھ نہیں پڑھے تو، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص کسی بھی دین یا دھرم پر نہیں ہے۔ تو وہ اس طرح کہہ رہے ہیں کہ ’’ہم مسلم دھرموں میں ہیں، ہم قرآن کے سوا باقی بھگوت گیتا کو ہو، بائبل کو ہو قبول نہیں کرتے‘‘۔ ایسا ہی باقی مذاہب والے بھی ہم بھی کچھ کم نہیں کھائے کہے جیسا ’’ہمارے گرنتھ کے سوا دوسرے گرنتھوں کو نہیں پڑھیں گے‘‘ کہہ رہے ہیں۔ اتنا ہی نہیں سب میں یہ خیال ہے کہ ہمارا مذہب ہی بڑا ہے اور ہمارا مذہب کا علم ہی بڑا ہے۔ ان سب کے آنکھ کھلے جیسا اللہ نے اپنے گرنتھ میں تین گرنتھوں کو نہ پڑھنے والا، تین گرنتھوں میں اللہ نے کہی ہوئی علم پر نہ چلنے والا یا عمل نہ کرنے والا، اپنے گرنتھ کو اعلیٰ بول لینے پر بھی ویسا شخص کسی بھی دھرم پر نہیں ہے جیسا ہی ہے۔ وہ کسی بھی جماعت (group) کا نہیں ہے۔ ایسا آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح 5، آیت 68 میں کہہ چکے ہیں، دیکھئے۔

(5-68)’’اے اہل گرنتھ! تم در اصل کسی دھرم پر نہیں جب تک کہ تورات و انجیل کو (بھگوت گیتا، بائبل کو) اور جو کچھ تمہارے طرف سے اتارا ہے پڑھ کر اپنے زندگیوں میں قائم نہ کرو‘‘

کم از کم یہ جملہ کو دیکھنے کے بعد تو جو شخص دوسرے گرنتھوں کی بھی عزت کرتے

ہوئے تین اللہ کے گرنتھوں میں کے جملوں کو بھی اللہ کے جملوں کی طرح ہی حساب کر کے دیکھتا ہے چاہے وہ شخص کوئی بھی مذہب (مت) میں ہو، (وہ شخص) اللہ کے دھرم میں ہے جیسا ہی ہوگا۔اس طرح جو شخص دوسرے گرنتھوں میں کی اللہ کی کلام کو حساب نہیں کرتا وہ چاہے کسی بھی مذہب میں ہوا ایسا ہے کہ وہ اللہ کے دھرم پر نہیں ہے۔اس کے مطابق بائبل گرنتھ میں (یوحنا 21-5 سے 26 تک) کے پیغام کو جس نے سمجھا یا پہچانا،اس کے برابر کا جملہ آخری اللہ کے گرنتھ میں (18-3) کو دیکھ سکتے ہیں۔ایسا ہی (102-6) جملہ کو بھی اس کے برابر کمپار کر لے کے دیکھ سکتے ہیں۔اس طرح سے الگ الگ گرنتھوں میں کے باتوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے دیکھنے سے اللہ کے باتوں میں کا سچ معلوم ہوگا۔اب یہ تین جملوں سے اس طرح کہنے کے لئے پورا گواہ ملے گا کہ تخلیق کار اللہ اور ایک تخلیق کار اللہ کو خود اپنا اختیار دے کر مقرر کیا ہے۔تمام عالموں کو یعنی تمام پر پنچ کو جس اللہ نے تخلیق کیا وہی پہلا اللہ ہے۔بعد میں وہ روح جو اللہ کی طرح مقرر کی گئی،اللہ کے ذریعے تخلیق کیا گیا،اسی لئے آتما اللہ کو دھرم ہیں۔پہلے والے اللہ کو دھرم نہیں ہے۔وہ دھرموں سے پرے ہیں۔یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دھرموں سے معلوم ہوگا۔کیوں کہ !اسے دھرم نہیں ہیں۔وہ اللہ جو تخلیق کیا گیا اسے دھرم ہیں۔اور وہ دھرموں سے معلوم ہوتا ہے۔

ہم گرنتھ کے شروع میں ہی دھرم والا اللہ، بلا دھرم والا اس طرح دو قسم سے بیان کر لئے۔تین گرنتھوں کے مطابق انسانوں کا معبود اللہ ایک ہی ہے۔تو تین اللہ کے گرنتھوں نے یہ کہا کہ دھرم والا اللہ ہی تمام انسانوں کے لئے اللہ ہے۔بھگوت گیتا میں اللہ کے دھرم مکمل طور پر ہیں۔ایک بھگوت گیتا میں ہی نہیں بلکہ باقی دو اللہ کے گرنتھ بائبل

،قرآن میں بھی دھرم والے اللہ کے بارے میں بتائے تھے۔ کہے تھے کہ دھرموں کے مطابق ہی اللہ معلوم ہوگا۔ دھرموں کے مطابق جب عمل کرتے ہیں تو کرم ناش ہوکر کرم سے آزاد ہوتا ہے، کرم ختم ہونے کے بعد یا کرم سے آزاد ہونے کے بعد اللہ معلوم ہوگا۔ کہا گیا کہ انسان دھرم جان کر جب عمل کرے گا تب کرم نہ لگتے ہوئے کرم یوگ ہوگا، دھرموں کے ذریعے یوگ حاصل ہوتا ہے تو کرم ناش ہوتے ہوئے آخر میں نفس کو نجات ملتا ہے۔ کرم یوگ کا علم بھگوت گیتا میں تین چار سو شلوکوں میں ہیں۔ دھرموں سے ہی حاصل ہونے والا برحم یوگ چند شلوکوں میں ہی کہا گیا ہے۔ اب مثال کے طور پر موکش سنیاس یوگ باب میں ۱۷ شلوک میں یہ دیکھتے ہیں کہ دھرموں کے ذریعے عمل کیئے جانے والی کرم یوگ کیسی ہے۔

شلوک: یے سیا ناھم کروتو بھاو بُدھِ ریسیا نہ لپیتے ۱
ھتواپِ س امان لو کانّ ھنتِ نِن بدھتے ۱۱

مطلب: ’’جس شخص کے نیت میں اہم کار (انا نیت) نہیں ہے، جسے نتیجہ پر شوق یا چاہت نہیں ہے (یعنی یہ کام کرنے سے مجھے کیا ملے گا جو شخص اس طرح کا خیال نہیں کرتا) وہ شخص یہ دنیا میں رہنے والے تمام لوگوں کو قتل کرنے پر بھی وہ قاتل نہیں ہے اور قتل کا گناہ اس کو نہیں لگے گا۔‘‘

اللہ کے دھرم کے مطابق اسے کرم یوگ کہا جاتا ہے جس انسان کے نیت میں اس طرح کا ارادا نہ ہو کہ ’’**میں کررہا ہوں**‘‘۔ ایسا ہی من کام نہیں کرے تو وہ برحم یوگ ہوتا ہے۔ یہ دو دھرم سے جڑے ہوئے یوگ ہی ہیں۔ اللہ کے دھرم کے مطابق یہ دو یوگ

ہی ہیں ۔جسم میں نفس کو چلانے والا روح ہی نفس کا اللہ ہے۔نفس کا مقام جسم ہے۔اسی لئے وہ روح کو ہی جو جسم میں مالک ہے نفس کے لئے اللہ کی طرح مقرر کیا گیا ہے۔ بلا دھرم والا اللہ، دھرم والے اللہ کو جسم میں مقرر کیا ہے ۔''**ہر چیز جو تخلیق کی گئی اسے دھرم ہوتے ہیں**''اس فارمولہ کے مطابق جسموں میں انسانوں کے لئے مخلوقات کے لئے اور جسم پہنے ہوئے تمام جانداروں کے لئے روح ہی اللہ ہے۔روح چند دھرم اپنے اندر رکھتی ہیں ۔انہی کو اللہ کے دھرم یا الٰہی دھرم کہہ رہے ہیں۔ہم نے بتایا کہ جسم میں کے اللہ کے دھرم کے مطابق کرم یوگ، برحم یوگ (اس طرح) دو یوگ ہیں۔

اللہ کو جاننے کے لئے دھرموں سے جڑے ہوئے یوگ دو ہیں۔ایسا ہی بلا دھرم والا یوگ بھی ایک ہے۔دھرم سے جڑے ہوئے یوگ ترتیب کے ساتھ کرم یوگ ، برحم یوگ ہے تو بلا دھرم والا یوگ بھکتی یوگ ہے۔یوگ پورے تین ہیں۔دھرم والے یوگ کے ذریعے تخلیق کیا گیا جسم میں کے اللہ کو معلوم کر سکتے ہیں۔ جو شخص یہ دو یوگ معلوم کرتا ہے اسی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھکتی یوگ کیا ہے۔ہم نے کہا تھا نا کہ بھگتی یوگ بلا دھرم والی ہے۔اس کے بارے میں بھگوت گیتا کے موکش سنیاس یوگ میں 66 شلوک میں کیا کہا ہے دیکھئے۔

شلوک: سرو دھرمان پرتیجے مامے کم شرنم ورج ا
اھم توا سرو پاپے بیو موکش اشیامِ ما شچہ اا

مطلب:''تمام دھرموں کو مکمل طور سے چھوڑ کر تو صرف مجھ پر ہی یقین رکھ۔تجھے کرموں سے باہر نکالتا ہوں۔تیرے تمام تکلیفوں سے تم نجاپ حاصل کر سکتے ہو''

یہ بھکتی یوگ سے متعلق شلوک پورا بھگوت گیتا ڈھونڈنے پر بھی صرف دو ہی ہیں۔ایک، بھکتی یوگ باب میں شلوک نمبر 10، دوسرا موکش سنیاس یوگ میں 66 شلوک، کہہ سکتے ہیں کہ یہ دو ہی ہیں۔بھگوت گیتا میں زیادہ حصہ وہ شلوک ہی ہے جو کرم یوگ سے متعلق ہے۔صرف چند دس کے تعداد میں وہ شلوک ہیں جو برحم یوگ سے متعلق ہیں۔ایسا ہی بھکتی یوگ سے متعلق دو ہی شلوک ہیں کہہ سکتے ہیں۔ جسے دھرموں سے جڑے ہوئے کرم، برحم یوگ معلوم ہے صرف اسے ہی (ان دونوں کے بعد) بھکتی یوگ معلوم ہوگا۔جب تک دھرم سے جڑے ہوئے کرم، برحم یوگ معلوم نہیں ہوتے تب تک بھکتی یوگ بھی معلوم نہیں پڑے گا۔(تب تک بھکتی یوگ) بالکل بھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ایسا ہی جب تک دھرموں سے جڑا ہوا آتما اللہ معلوم نہیں ہوتا تخلیق کار اللہ یعنی پرماتما معلوم نہیں ہوگا۔

سوال: اللہ ہی ہے جس نے تمام دنیا کی تخلیق کی ہے۔وہ اللہ جس اللہ نے پرپنچ (دنیا) کو بنایا تھا وہ کسی سے بھی تخلیق نہیں کیا گیا۔اس نے ایسا کیا کہ جگت (jagat) چلنے کے لئے روح کو اللہ کی طرح مقرر کیا ہے۔روح، اللہ کی طرح تخلیق کیا گیا ہے۔صرف اللہ ایک ہی خالق ہے، روح خالق نہیں ہے نا! لیکن (6-102) میں ایسا ہے کہ جو خالق ہے وہی فعل کار (کارساز یا کام کرنے والا یا doer) بھی ہے۔تو خالق ایک ہی ہے نا! دونوں خالق تو نہیں ہے! (6-102) جملہ میں کہا گیا کہ "اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یہی ہے تمام لوگوں کا تخلیق کار اللہ اور یہی ہے فعل کار (کام کرنے والا)۔" جملہ میں صاف کہا گیا کہ وہ اللہ جس کی عبادت انسان کرنی چاہئے جسم میں فعل کار (کام کرنے

والے کی طرح) ہے تو وہی خالق بھی ہے، اس لئے اس کے مطابق ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس جملہ کو آپ ہی غلط طریقے سے سمجھ کر لئے۔ اس کے لئے آپ کیا کہیں گے؟

جواب: یہ بات سچ ہی ہے کہ جس اللہ نے روح کو پیدا کیا وہ ایک ہی خالق ہے۔ پھر بھی انسان کو بہت ہی سمجھ داری (عقل مندی) کے ساتھ یہاں سمجھنا پڑے گا۔ ہاں ! یہ بات سچ ہے کہ اللہ نے ابتدا میں تمام دنیا کو بنایا تھا۔ تو، تخلیق ہونے کے بعد روح کو اللہ کی طرح مقرر کر کے اللہ یعنی پر ماتما پہلی تخلیق کے بعد کچھ کام نہ کرتے ہوئے خاموش رہ گیا۔ جب سے اپنا سارا کام اپنے روح کو سونپ کر (یعنی روح کے حوالے کر کے) اپنی روح کو ہی اللہ کی طرح، مالک کی طرح مقرر کر کے خود جسم کے اندر اور باہر گواہی کی طرح رہ گیا تا کہ (اس کے بارے میں) کسی کو معلوم نہ ہو۔ جب سے تخلیق (پیدا کرنے) کا کام روح ہی کر رہی ہے۔ روح قدرت سے مل کر تمام جانداروں کے موت و پیدائشوں کو کر رہی ہے۔ ہمیشہ پیدا ہونے والوں کا باپ روح ہی ہے۔ تو پر ماتما اللہ (یعنی وہ اللہ جس نے ابتدا میں) پانچ اناصر کے دنیا کو بنایا۔ بعد میں مخلوقات کے پیدائش کو روح کو ہی سونپ دی ہے۔ جب سے روح ہی تمام مخلوقات کو پیدا کر رہی ہے۔ تمام جان داروں کے اجسام کی ماں قدرت ہے اور آتما جو بیج داتا ہے وہ سب کا باپ ہے۔ یہ بات بھگوت گیتا میں گن تریا و بھاگ یوگ باب میں 3,4 شلوکوں میں کہا ہیں، دیکھئے۔

شلوک3: مم یونِ رمح دبھرحم تسمن گربھم ددھا میھم ।
سم بھو سّرو بھوتانام تتو بھوتِ بھارت ॥
شلوک 4: سرو یونِ شُ کونتے ے! مورتیه سم بھونتِ یاه ।

تاسام برحم محدیونھی اھم بیج پردہ پتا ۱۱

مطلب: قدرت گربھ (پیٹ) رکھنے والی کی طرح ہے تو میں اس کا بیج داتا ہوں۔ اسی لئے تمام جاندار میرے وجہ سے ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ اسی لئے تمام گربھوں (پیٹوں) میں پیدا ہونے والے ہر جاندار کی ماں قدرت ہے تو میں باپ ہوں۔

پرماتما، جس نے روح کو پیدا کیا وہی پرپنچ کی بھی تخلیق کیا بعد میں جانداروں کو پیدا کرنے کی زمہ داری روح کو دی گئی۔ جب سے روح جانداروں کے معاملہ میں خالق کی طرح بدل گئی۔ پرماتما پانچ اناصر کے پرپنچ (دنیا) کو تیار کیا۔ بعد میں وہ کام کرنے والے کی طرح نہیں رہا صرف مناظر دیکھنے والے کی طرح ٹھہر گیا۔ پھر وہ روح جو اللہ کی طرح ذمہ داریاں اختیار کیا جانداروں کی تخلیق کی ہے۔ قدرت اجسام کو تیار کی تو اس میں نفسوں کو بھراتے ہوئے (fill کرتے ہوئے)، جسم میں خود روح ہی تخلیق کار کی طرح رہ گئی۔ روح ایسا رہنے کی وجہ سے روح کو ہی یہ کہنا پڑا کہ ''وہی خالق ہے، وہی باپ، وہی اللہ ہے''۔ اسی لئے (102-6) جملہ میں کہا کہ روح ہی اللہ ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہنا ہوا کہ **''وہ سب کا خالق ہے، اتنا ہی نہیں فعل کار بھی ہے''**۔ پرماتما اور روح دونوں کو اللہ کے گرنتھوں میں خالق کہا ہے۔ تو یہ بات بھی اشارے کے طور پر بتا دیا ہیں کہ کون کسے تخلیق کیا ہے۔ ہم نے گرنتھ میں جو بات ہے اسے سمجھ کر لئے۔ اسی لئے ہم یہ بتا رہے ہیں کہ کون کسے تخلیق کیا۔ اللہ نے جو جملہ کہا اگر وہ سمجھ میں نہیں آیا تو اللہ کا علم بھی ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اسی لئے پہلے carefully دیکھنا پڑے گا کہ اللہ نے اپنے گرنتھوں میں کیا کہا ہے۔ ایسے دیکھیں تو (یہ معلوم ہو جائے گا کہ) پرماتما اللہ، آتما اللہ

دونوں ہیں اور پرماتما اللہ نے کہا کہ انسان جس اللہ کی عبادت کرنی چاہیئے وہ آتما اللہ ہے اور اس نے ایسا کیا کہ روح اللہ کی طرح چلے اور وہ ایسا رہ گیا کہ اپنے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو اور کچھ کام نہ کرتے ہوئے مستحکم (stable) ہو گیا۔

پرماتما اللہ نے آتما اللہ کو مقرر کیا اور سب اختیار روح کو دے کر وہی (روح ہی) تمہارا معبود ہے کہا تھا، تو یہ بات اب تک سب کے لئے پوشیدہ ہے کہ دونوں اللہؤں میں سے جس اللہ کی عبادت انسان کرنی چاہیئے وہ روح ہی ہے۔ یہ بات سچ ہی ہے کہ سب کے لئے اللہ ایک ہی ہے لیکن یہ کسی کو نہیں معلوم ہے کہ آخر کون ہے وہ اللہ جو سب کے لئے ایک ہے۔ آج کے زمانہ میں مسلم ایک اللہ پر ہی ایمان لائے۔ ایک ہی اللہ کی نماج کر رہے ہیں۔ وہاں تک سب ٹھیک ہیں۔ وہ ایک اللہ ہی کو کام کرنے والا نہیں ہے کہہ رہے ہیں۔ پھر چند اوقات میں کہہ رہے ہیں کہ اللہ ہی سب کر رہا ہے۔ اس سے (معلوم یہ ہو رہا ہے کہ) انہی کو پورے طریقے سے معلوم نہیں ہے کہ اصل میں اللہ کام کرنے والا ہے؟ یا کام نہ کرنے والا ہے! ۔قرآن گرنتھ میں بھی سورح ۲ آیت ۱۱۷ میں کہا گیا کہ **''اللہ کام نہیں کرتا، صرف وہ ارادا کرتا ہے''**۔ اس کے خلاف میں سورح 32 آیت 4 میں **(32-4)** اور **(2-255)** آیت میں بھی یہ لکھ کر ہے کہ **''اللہ کام کرتا ہے''**۔ اللہ کے گرنتھ میں دونوں اللہؤں کے بارے میں کہہ چکے ہیں۔ اسی لئے یہ کہنا ہوا کہ ایک اللہ کام نہیں کرتا، ایک اللہ کام کرتا ہے۔ لیکن زمین پر رہنے والے سب انسانوں کو یہ بالکل بھی معلوم نہیں ہے کہ اللہ دو کی طرح ہے۔ ہم تھوڑا بہت علم جانتے ہیں کہنے والے سب کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور ایک کی ہی عبادت کرنی چاہیئے۔ یہ سچ ہے کہ ایک کی ہی عبادت

کرنی چاہیۓ لیکن اس کے بنا پر یہ کہنا سراسر جھوٹ ہے کہ اللہ ایک ہی ہے۔

اللہ کے گرنتھوں میں کہا گیا کہ اللہ دو قسم سے موجود ہیں۔ایسا ہی تین اللہ کے گرنتھوں میں لکھ کر ہے کہ اللہ دو قسم سے ہے۔ایک، دھرم والا اللہ دوسرا، بلا دھرم والا اللہ۔ایسا ہی اللہ کو کام کرنے والا، کام نہ کرنے والا اس طرح دو قسموں سے کہنا ہوا یعنی وہ اللہ جو کام کرتے ہوئے فعل کار کی طرح ہے، اور وہ اللہ جو کچھ کام نہ کرتے ہوئے چند موقوں میں صرف 'ہو جا' کہتے ہی یعنی ارادا کرتے ہی چند کام ہو جاتے ہیں۔تو بعض لوگ یہ بات کہہ پا رہے ہیں کہ اللہ ایک ہے مگر کسی کو بھی یہ بات بالکل نہیں معلوم کہ اللہ دونوں ہیں۔میں علم جانتا ہوں کہنے والا بھی یہی کہہ رہا ہے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ایسا ہی وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ بھی یہ نہیں جانتے کہ دوسرا اللہ ہے۔علم نہ رکھنے والوں کو ایک دو کا حساب کتاب نہیں ہے ان کے لئے اللہ ئے کتنے بھی ہو سکتے ہیں۔ایسے لوگ ان سب کو اللہ سمجھتے ہیں جو اصل میں اللہ نہیں ہے۔آخر میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو جنات کو بھی اللہ سمجھ کر پوجا کرتے ہیں۔ہندوؤں میں دیوتاؤں کی عبادت ہیں۔مسلموں میں یکیشورو پاسن (توحید) ہے۔عیسائیوں میں بھی ایک ہی اللہ کا نارا لگاتے ہیں مگر دنیا میں کوئی بھی مذہب والے ہو، کتنے بڑے علم والے ہو یہ نہیں کہہ پا رہے ہیں کہ (ہاں یہ بات سچ ہے کہ) اللہ دو قسم سے ہے مگر ہمیں جس اللہ کی عبادت کرنی چاہیۓ وہ ایک ہی ہے۔

اس سے پہلے یہ بیان کر لئے کہ اللہ دھرم رکھنے والا بھی ہے اور بلا دھرم والا بھی۔وہ شلوک جو دھرم والے اللہ سے متعلق ہے اسے ہم نے موکش سنیاس یوگ میں

17 شلوک میں بیان کر لئے۔ایسا ہی یہ کہنے کے لئے کہ اللہ بلا دھرم والا ہے موکش سنیاس یوگ میں ہی 66 شلوک کو بول لئے ہیں۔اب ہمارے کہنے سے یہ بات سب کو نئے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ دھرم رکھنے والا بھی ہے اور بلا دھرم والا بھی ہے۔یہ جاننے کے لئے کہ اللہ کام نہ کرنے والا ہے قرآن گرنتھ میں سورح 2،آیت 117 میں ایسا کہنا ہوا ،دیکھئے۔

(2-117)''اللہ نے ہی پہلے زمین اور آسمان کو بنایا۔جب وہ کچھ کام کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو بس وہ ہو جاتا ہے۔''

یہ جملہ میں اللہ کام کرنے والا نہیں ہے۔اگر ضرورت پڑی تو جب اسے بنانا چاہا تو 'ہو جا' کہتا ہے تو وہ خود بہ خود ہو جاتا ہے۔اس کے مطابق یہ معلوم ہو جا رہا ہے کہ (ان دونوں میں سے) ''**ایک اللہ کام نہیں کرتا**''۔یہ بیان کر لئے کہ کائنات کو جس نے پہلے تخلیق کی وہ **پرماتما اللہ** کام کرنے والا نہیں ہے، کریا رہت (kriya rahit) ہے۔کسی بھی موقع پر اگر اسے کام کرنا پڑا تو وہ براہ راست کام نہ کرتے ہوئے ،اشارتاً کام کرنے والا ہو کر یہ ارادا کرتا ہے کہ **'ہو جا'** تو وہ خود بہ خود ہو جاتا ہے۔ یہ معلوم ہو گیا کہ پرماتما اللہ ارادوں سے ہی کام کرتا ہے مگر براہ راست کرنے والا نہیں ہے۔اور ایک اللہ جسم میں ایک پل بھی بلا فرصت کے براہ راست کام کر رہا ہے۔وہ بات کو آخری اللہ کی گرنتھ میں سورح 32 آیت 4 میں دیکھئے۔

(32-4)''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا،تمہارے لئے اس کے سوا کوئی مددگار اور

سفارش نہیں ہے۔ پھر بھی تم کیوں نصیحت کو سمجھ نہیں پا رہے ہو؟''

یہی گرنتھ میں سورح 2 آیت 255 میں کہا کہ وہ (اللہ) ہمیشہ کام کر رہا ہے تو بھی اس کو تھکان نہیں آتی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ پورا جسم اس کے قابو میں ہے، دیکھئے۔

(2-255)''صرف اللہ ہی اصلی معبود ہے۔اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔وہ سجیو (sajeev) ہے یعنی زندہ رہنے والا ہے اور وہ سب کا تھامنے والا ہے۔ جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔وہ سب کچھ جو زمین اور آسمانوں میں ہیں اس کے ملکیت میں ہے۔کون ہے جو اس کے اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔وہ اس تمام پیغام کو جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور ان کے پیچھے ہے۔اس کے علم میں سے کوئی بھی چیز ان کے سمجھ کے دائرے میں نہیں آتا سوائے جو وہ چاہتا ہے۔اس کی کرسی کی وسعت نے زمین اور آسمانوں کو گھیر رکھا ہے۔اور زمین و آسمانوں کی حفاظت سے وہ کبھی نہ تھکتا۔وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔''

معلوم ہو رہا ہے کہ کام کرنے والے اللہ کے بارے میں یہ آیت کہا ہے۔ بار بار یہی کہا گیا کہ کام کرنے والا اللہ ہی معبود ہے۔اس آیت میں ''وہ سجیو ہے ''(sajeev) کا لفظ استمال کیا گیا ہے۔سجیو یعنی زندہ رہنے والے کے ہے کہہ سکتے ہیں۔حقیقت میں وہ (روح) نفس سے الگ ہے۔ اتنا ہی نہیں نفس کے لئے ہی (روح) نفس کے ساتھ جسم میں ہے۔اسی لئے 'وہ نفس کے ساتھ موجود ہے' کہنے کے لئے ہی یہاں پر 'سجیو' کا لفظ استمال کیا ہے۔ساتھ رہنے والے کو 'سوجبت دار' (دوست)

کہتے ہیں۔ایسا ہی سجیو یعنی نفس کے ساتھ رہنے والا سمجھنا چاہیئے۔نفس کے ساتھ جسم میں جو ہے وہ روح ہی ہے۔نفس جہاں رہتی ہے وہاں روح رہتی ہے۔عمل کے مطابق نفس کو چلانے والا روح ہی ہے۔نفس جسم میں سر میں ایک جگہ گن چکر میں ہے تو ،نفس اعمال بھگتنے کے لئے جو کام ضروری ہے وہ کام روح کرتے ہوئے جو سکھ دکھ اس کام میں آتے ہیں ان کو بھگتواتی ہے۔روح جسم پورا پھیل کر ہے۔جسم پوری پھیلی ہوئی روح جسم کے ہر حصے کو اپنے قابو میں رکھ لی ہے۔روح کے اجازت کے بغیر کوئی بھی جسم کا حصہ کام نہیں کرتا۔ہر وہ جسم میں جس میں نفس ہے روح نفس کی جوڑ روح ہے ،دوست ہے،قریب والا ہے، بازو میں رہنے والا ہے اسی لئے پہلے نفس جس جنم میں تھا وہ جنم کے بارے میں روح جانتی ہے۔ایسا ہی وہ (روح) یہ بھی جانتی ہے کہ اس (نفس) کا آنے والا جنم کیا ہے۔نفس کا کرم روح کو سر میں کرم چکر میں دِکھ رہا ہے۔اسی لئے آنے والا جنم بھی معلوم ہو رہا ہے۔اسی لئے جملہ میں کہا ہیں کہ ''وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے''۔آتما اللہ ہی جسم میں عقل کو طاقت دے کر ہر بات کو سمجھ میں آئے جیسا کر رہا ہے۔اسی لئے اگر روح چاہے تو ہی کوئی بھی بات سمجھ میں آسکتا ہے۔اگر روح نے نہیں چاہا تو کچھ بھی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی سمجھ میں نہیں آئے گی۔اسی لئے جملہ میں کہا کہ ''**اس کے علم میں سے کوئی بھی چیز ان کے سمجھ کے دائرے میں نہیں آتا سوائے جو وہ چاہتا ہے**''۔وہ یعنی روح کا ٹھکانا جسم میں پیروں سے شروع ہو کر سر تک پورا پھیل کر ہے۔وہ جسم میں سب جگہ پھیل کر ہے اسی وجہ سے ''**اس کی کرسی کی وسعت نے زمین اور آسمانوں کو گھیر رکھا ہے**''۔یہاں زمین یعنی پیر اور آسمان یعنی سر ہے سمجھنا چاہیئے۔پیروں

سے لیکر سر تک روح پھیل کر ہونے کی وجہ سے کہنا ہوا کہ زمین اور آسمانوں کو گھیر لے کر ہے۔ جسم میں پورے جگہ پھیلی ہوئی روح، پیدائش سے لیکر مرنے تک ایک پل بھی فرصت سے نہ رہتے ہوئے، سانس کو اور ہارٹ (heart) کو چلا رہی ہے۔ ایسا ہی جب جب ہوش میں باہر کے کاموں کو کرمیندوں سے (karmendriya) کروا رہا ہے۔ سانس چلاتے ہوئے جسم کی حفاظت کرنے میں، باہر کے کام کرواتے ہوئے، زندگی دینے میں بھی روح ہمیشہ کام کرتے ہوئے وہ کبھی بھی نہیں تھکا۔ وہی بات کو جملہ میں ''اسے کبھی تھکان نہیں آتی'' کہا ہے۔ روح جسم میں کے تمام اعضاؤں (organs) سے اور نفس سے بھی اعلی ہے اسی لئے جملہ کے آخر میں کہا کہ ''وہ بلند مرتبہ اور بہت بڑا ہے۔''

اس طرح کام کرنے والے اللہ کے بارے میں کہا ہیں۔ پہلے ہی بیان کر لئے تھے کہ کام نہ کرنے والا اللہ گواہی کی طرح ہے۔ ہم نے دھرم والے اللہ اور بلا دھرم والے اللہ کے بارے بتانے والے بھگوت گیتا کے شلوکوں کو موکش سنیاس یوگ کے 17، 66 شلوکوں میں کہا ہیں۔ اب یہ بتایں ہیں کہ قرآن گرنتھ (2-117) آیت میں کام نہ کرنے والے اللہ کے بارے میں ہے۔ اور (4-32) میں، (2-255) میں کام کرنے والے اللہ کے بارے میں ہیں۔ ایسا ہی وہ اللہ کے بارے میں جسے تخلیق کیا گیا اور وہ اللہ جو تخلیق نہیں کیا گیا دونوں کے بارے میں جو پیغام بائبل یوحنا خوشخبری 5 باب 21 جملہ سے 26 جملہ تک ہیں اس (پیغام کو) تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس طرح تین اللہ کے گرنتھوں میں کے نروپنوں کو (نشانیوں کو) گواہی کے طور پر دکھائے۔ ہم دکھائے یا نہ دکھائے تین اللہ کے گرنتھوں میں بھی دونوں اللہؤں کے بارے میں کہی ہوئی بات سب

کے پاس ان کے گرنتھوں میں موجود ہے جسے وہ اپنا مذہبی گرنتھ بول لیتے ہیں۔ہم خاص ہے، ہمارا گرنتھ خاص ہے۔ہم سے بڑھ کر اصلی عالم اور بھکت نہیں ہے کہنے والے ان کے گرنتھوں میں جو سچ ہے اس کو کیوں نہیں جان پائے ؟ اگر ایسا سوال کریں گے تو وہ جواب نہ دینے کی حالت میں ہے۔

سوال: آج زمین پر کئی علم والے، پختہ علم رکھنے والے سوامیاں، یوگیاں، مہرشیاں ایسے بڑے لوگ ہیں۔ دونوں اللہ وٴں کی بات جو آپ کہہ رہے ہیں وہ نہ کسی نے کہا ہے، نہ کسی کو معلوم ہے۔بعض مسلمان اللہ پر بھکتی کے ساتھ پانچ وقت کی نماز کر رہے ہیں۔کئی اصول فالو (follow) کر رہے ہیں۔اللہ سے ڈرتے ہوئے اصلی بھکتی کے ساتھ اللہ پر ایمان رکھے ہوئے ہیں۔ایسے لوگوں کو اللہ کی قربت نصیب ہوگی۔اللہ انہیں نجات عطا کرے گا۔انسان اللہ پر جتنا شردھا(shradha) یا محبت رکھتے ہیں اتنا ہی شردھا یا محبت اللہ بھی انسانوں پر رکھتا ہے۔صحیح طریقے کی بھکتی اور صحیح طریقے سے نماج کرنے والوں کو نجات حاصل ہوتی ہے۔ انسان اللہ کے راہ میں کیوں سفر کر رہا ہے ہے؟ آخرت پانے کے لئے (نجات پانے کے لئے) ہی تو (سفر کر رہا ہے) ہے نا!۔اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ اللہ کے راہ میں سفر کرنے والوں کو ضرور نجات حاصل ہوگی۔اس لئے اگر یہ دونوں اللہ وٴں کی بات جو آپ کہہ رہے ہیں وہ معلوم بھی نہیں ہوا، تو بھی کوئی نقصان نہیں ہے نا! کیوں کہ اللہ نے کہا تھا نا کہ ’’میری ہی عبادت یا سجدہ کرو مجھے ہی پاؤگے، اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے‘‘ تو کیا اللہ کی یہ بات بے کار ہے؟۔ جیسے اللہ نے کہا ویسے مسلمان عمل کرتے ہوئے اللہ کے راہ میں سفر کر رہے ہیں نا!۔وہ اس ایمان پر ہے کہ اللہ ایک ہی

ہے۔تو اب اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: گرنتھ میں صاف بتایا ہیں کہ معبود، ایک ہی اللہ رہنا چاہئے، دوسرے کسی کی بھی عبادت نہیں کرنا چاہئے۔اس کے مطابق چلنا اچھی بات ہی ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ نجات کا حاکم یا حکمران کون ہے؟۔یہاں پر یہ بات خوب سمجھ میں آنے کے لئے ایک چھوٹی سی تمثیل بیان کر لیتے ہیں۔فرض کریں کہ میں یا تو ایک بڑے بنگلہ(bungalow) میں بسر کر رہے ہیں۔فرض کریں کہ اس بنگلہ کا مالک'o' ہے۔وہ'c' کہنے والے شخص کو بنگلہ کی سارے ذمہ داریاں سونپ کر بازوک(side)والے ملک کو گیا ہے۔دیکھتے ہی پتا چل رہا ہے کہ'c' کہنے والا'o'میں آدھا ہی ہے۔'o' گھر کا مالک ہے تو 'c' گھر کے ذمہ داریاں دیکھنے والا ہے۔وہ 'c' ہی گھر کو صاف کرنے والا کام دار بھی ہے۔ 'c' کہنے والا شخص گھر کاtemporaryمالک کی طرح رہتے ہوئے گھر دوسروں کو کرایہ(rent)میں دینا ہی نہیں بلکہ وہی گھر میں کام دار کی طرح رہتے ہوئے گھر کے تمام کام ذمہ داری کے ساتھ کرتا تھا۔'c' صرف'l' کو ہیگھر کو کرایہ میں دیتا تھا جو'c' میں آدھا (half)ہے۔جس نے گھر کو کرایہ میں دیا وہ اس وقت مالک اور کام دار ہے تو،'l' کہنے والا کرایہ پر رہتے ہوئے ایسا برتاؤ کر رہا ہے کہ وہ اپنا ہی گھر ہے۔یہ سب کچھ گھر میں کام کرنے والا'c' دیکھ رہا ہے پھر بھی'l' کہنے والا ایسا سمجھا کہ وہ(c) کیا سمجھے تو مجھے کیا،وہ (c)ناانصافی سمجھنے پر بھی اس کو ہی گناہ لگے گا۔اتنا ہی نہیں اس نے اس طرح خیال کیا کہ میں تو گھر میں ہی ہوں نا! میں جب چاہوں تب اسے گھر سے باہر جانے کے لئے کہہ سکتا ہوں۔ o گھر کا دایمی مالک ہے تو 'c'جو 'o'میں آدھا حصہ ہے وہ

temporary مالک ہے۔اور گھر میں جو کرایہ پر ہے وہ 'I' کہنے والا 'c' میں آدھا حصہ ہے۔

دائمی مالک 'o' سے temporary مالک 'c' جب جب فون پر بات کرتے ہوئے کہتا تھا کہ میں گھر میں سب کام کر رہا ہوں، وہ شخص جو گھر میں کرایہ پر ہے وہ ایسا سمجھ رہا ہے کہ جس گھر میں وہ رہ رہا ہے وہ اسی کا گھر ہے اور وہی گھر کا مالک ہے۔c کہنے والا o سے کہیں یا نہ کہیں، گھر کا مالک o کو وقت پر یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ I کہنے والا اور c کہنے والا دونوں گھر میں کیسے ہیں۔گھر کا مالک o اپنے گھر سے تعلق نہ رکھتے ہوئے گھر سے دور ہے پھر بھی اپنا گھر کا پورا پیغام (information) معلوم ہوئے جیسا پوریگھر سی سی کیمراز (c.c.camera)، audio sounds کے ساتھ معلوم ہوئے جیسا انتظام کر کے رکھ لیا اسی لئے اپنا گھر کا پیغام ہر وقت معلوم ہو جاتا تھا۔جو باتیں تھوڑے معلوم نہیں ہوتے تھے وہ c کہنے والا کہتا تھا جسے گھر کے مالک کی طرح o نے مقرر کیا۔اس طرح دائمیمالک o، temporary مالک c سے تعلق رکھ لئے ہے تو I کہنے والا گھر میں کرایہ پر ہے۔کرایہ پر رہنے والا I سمجھ لیتا تھا کہ گھر اپنا ہی ہے لیکن اصل میں اس کا نہیں ہے۔

۱) یہ کہانی میں 'o' کہنے والا '**پرماتما یا اللہ**' ہے سمجھنا چاہیئے ۔

۲) 'c' کہنے والا جسم میں اللہ اور '**فعل کار**' یعنی کام کرنے والا ہے اسے '**روح یا آتما**' سمجھنا چاہیئے۔

۳) 'I' کہنے والا جسم میں کرایہ پر رہنے والے کو '**نفس**' سمجھنا چاہیئے۔

۴)'جسم' کو کرائی کا گھر سمجھنا چاہئے۔نفس کرائی کے گھر یعنی جسم میں بسر کر رہا ہے۔

گھر قدرت سے تیار کی گئی ہے،تو جسم کہنے والے گھر کا مالک روح ہے،روح نے گھر کا نمونہ بنا کر گھر کو نمونہ کے مطابق تیار کیا تو گھر تیار کرنے کے لئے جو سامان ضرورت ہے اسے دیکر،گھر کی تیاری کے لئے پورے پیسوں کی مدد جس نے کی وہ پرماتما یعنی اللہ ہے۔معلوم ہو رہا ہے کہ پرماتما نے قدرت کہنے والی پانچ اناصروں کو دیا تو روح گھر کہلانے کی جسم کو فعل کار کی طرح تیار کر کے،مالک پرماتما کے نیچے روح کہنے والا گھر کے مالک کی طرح مقرر کیا گیا ہے۔پرماتما قدرت کہلانے والی جسم کا پورا مالک ہے تو بھی،پرماتما گھر کہلانے والے جسم کو روح کو سونپ کر جسم کے اندر کے نفسوں کے لئے روح کو ہی اللہ کی طرح رہے جیسا کیا۔روح کو اللہ کی طرح اعلان کر کے اللہ کا مقام دے کر جو طاقتیں یا حکومت اللہ کو ہے وہی روح کو بھی سونپ دیا۔

زمین پر پیدا ہوئے انسانوں کے لئے چاہئے وہ کوئی بھی مت میں کیوں نہ ہو ان کے لئے وہ روح ہی اللہ ہے جو جسم میں مالک کی طرح ہے۔خود پرماتما نے بتایا کہ سب انہی کی (روح کی) آرادھنا کرنی چاہئے۔یہ جاننا چاہئے کہ سب انسانوں کا معبود ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی جسم میں کا روح ہے۔تمام انسان جسم میں ہی مرے تک رہنا ہوگا۔اسی لئے یہ جاننا چاہئے کہ جسم میں کے اللہ کو ہی ہر کوئی انسان آرادھنا کرنی چاہئے اور اسی کے بارے میں معلوم کرنی چاہئے۔بہت سے لوگ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں۔مسلمان تو ایک ہی اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں اور ایک ہی اللہ پر ایمان رکھ رہے ہیں لیکن وہ اپنا اللہ کون ہے؟ کہاں ہے؟ کیسا ہے؟اس کی تفصیل معلوم ہوئے بغیر

ایمان رکھنا اور دعا کرنا ہو رہا ہے۔تخلیق کار اللہ کی ہم آرادھنا کر رہے ہیں کہتے ہیں۔لیکن یہاں انہیں یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ کس اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں، کیا وہ اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں جس نے پہلے دنیا کی تخلیق کی، یا وہ اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں جس نے اجسام کو تیار کر کے اس میں انہیں ٹھہرا کر ایسا کیا کہ اس میں ان کی ذندگی چلے۔اگر اب تھوڑا معلوم ہو کر کہے تو بھی 'اس اللہ کی جس نے پرپنچ کی تخلیق کی' کہیں گے۔وہ اللہ جس نے پرپنچ کی تخلیق کی انسانوں کے لئے خاص کر اللہ کو تیار کر کے کہا کہ آپ اسی کی (روح کی) ہی آردھنا کرنی چاہئے، یہ بات قرآن گرنتھ میں موجود ہے پھر بھی وہ بالکل نہیں جانتے۔

وہ بزرگ جو انہیں علم کی تعلیم دیتے ہیں انہیں بھی اللہ کے گرنتھوں میں (3-18)(6-102)(2-255) جملوں کا اصل (essence) نہیں جان پائے۔اسی لئے (6-19) میں کہنا ہوا کہ **"تمہیں ہو یا تمہارے بڑوں کو ہو اللہ کی علم پوشیدہ ہو گیا"**۔اللہ ادوتی یا (adviteey) ہے۔ادوتی ے اللہ کی آرادھنا کرنے کے لئے گرنتھ میں کہہ چکے ہیں۔تو اللہ کے گرنتھ میں کہنا ہوا کہ دوسرے پر نظر نہ رکھتے ہوئے ایک ہی اللہ یعنی روح کی ہی آرادھنا کریں، جو شخص اس روح کی آرادھنا کرے گا جس کو اس (اللہ) نے اختیار دی تو اس نے میری آرادھنا کی۔پرماتما اللہ نے کہا کہ میں دھرموں سے پرے ہوں، دھرموں سے اللہ کی طرح ہوں، اللہ کے دھرموں کے مطابق ہی اس کو معلوم کرنا چاہئے۔پرماتما نے کہی ہوئی یہ باتوں کو انسان بھول گیا ہے۔انسان ایک ہی اللہ کی آرادھنا کر رہا ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ وہ اللہ کون ہے؟۔انسان کہہ رہا ہے کہ میرا اللہ وشو

پربھو(vishwa prabhu یعنی کائنات کا مالک)۔وشو(کائنات عالم) سلطنت کا مالک ہے۔ایسا ہی آرادھنا کر رہا ہے خوشی کی بات ہے۔لیکن یہ سمجھ نہیں پا رہا ہے کہ جس اللہ کی وہ آرادھنا (عبادت) کر رہا ہے کیا وہ تخلیق سے پہلے کا اللہ؟ یا تخلیق کے بعد کا اللہ ؟وشو پربھو کا معنی دو قسم سے ہے۔ایک پانچ انا صروں سے بنی ہوئی بے جان قدرت کہلانے والی پرنچ۔دوسرا قدرت سے تیار ہوئی جاندار قدرت کہلانے والی دنیا۔یعنی وشو کا معنی یہ ہے کہ وہ تمام جانداروں کی جمع جو اجسام کے صورت میں ہیں۔تو یہ کہا گیا کہ وہ اللہ کی ہی آرادھنا کریں جو اجسام کہلانے والے وشو (کائنات) کا مالک ہے، وہی تمہارا معبود ہے۔بے جان قدرت کہلانے والی وشو کا مالک پرماتما (اللہ) ہے۔پرماتما ہی اجسام کا بھی مالک ہے پھر بھی اجسام میں اللہ کی طرح رہنے کے لئے ،اپنے مقام میں روح کو مقرر کر کے (پرماتمانے) کہا کہ یہی تمہارا اللہ ہے۔تو انسان اپنی نظر پرماتما پر رکھ کر آرادھنا کرنے کی وجہ سے وہ آرادھنا پرماتما کو پہنچ رہا ہے۔تب پرماتما اللہ خود مقرر کر کے کہا کہ یہی تمہارا معبود ہے اورتم میری بات سنے بغیر براہ راست میری آراھنا کر رہے ہیں ۔جس نے میری روح کی آرادھنا نہیں کی اس نے میری آرادھنا بھی نہیں کی ۔اور اللہ کہہ رہا ہے کہ تب انسان کی پوری آرادھنا بے کار(waste) ہو جارہی ہے۔اوراس نے کہا کہ جس نے میرے بیٹے کی عزت نہیں کی اس نے میری بھی عزت نہیں کی۔

سوال: جب اصلی تخلیق کار اللہ کی آرادھنا کر رہے ہیں تو وہ آرادھنا بے کار کیسے ہوگی؟

جواب: تخلیق کار پرماتما نے کہا تھا نا! کہ میری آرادھنا مت کرو میری روح کی آرادھنا کرو۔ایسا کہنے کے بعد بھی پرماتما کی بات حساب نہ کئے تو اس کا کیا مطلب ہے کیا ایسا

کرنا اسکی بات کی بے عزتی نہیں ہے؟ کائنات کے ابتدا میں اللہ نے تخلیق کے بعد انسان جس کی آرادھنا کرنی چاہیئے اس اللہ کو طے کر کے کہا کہ اسی کی آرادھنا کیجئے، یہ ایک ہی تمہارا معبود ہے، جس نے اس کی آرادھنا کی اس نے میری آرادھنا کی۔ اگر اس کی آرادھنا نہیں کی تو میری بھی آرادھنا نہیں کی، اس (اللہ کی) بات کو چھوڑ کر جس روح کی آرادھنا کرنی چاہیئے اس کو آرادھنا کئے بغیر براہ راست ابتداء کائنات کے اللہ کی آرادھنا کریں تو وہ آرادھنا بے کار ہے۔ کائنات کے ابتدا میں اللہ دھرم سے جڑا ہوا نہیں ہے۔ اسی لئے وہ آرادھانائے اور وہ یوگ جو دھرموں سے جڑے ہوئے ہیں وہ کچھ بھی اس کو نہیں پہنچتے۔ اسی لئے کہا ہیں کہ وہ بے کار ہے۔ آپ ابتداء کائنات میں اللہ کی پوجا (آرادھنا) کر کے تخلیق کار اللہ کی آرادھنا کئے ہیں کہنے میں بہت ہی نادانی ہے۔ تخلیق کار دونوں ہیں۔ ایک پرماتما، جس نے بے جان قدرت کی تخلیق کی، دوسرا تخلیق کار آتما جس نے جان دار قدرت یعنی اجسام سے جڑی ہوئی جانداروں کو پیدا کیا۔ دونوں میں سے روح ہی تمام نفسوں کی معبود ہے جس نے جانداروں کو اور اجسام کی تخلیق کی۔ دھرموں سے جڑے ہوئے آتما اللہ کو آرادھنا کرنے کے طریقے بھی دھرموں کے لحاظ سے دو ہی ہیں۔ اللہ کے دھرم جان کر یعنی آتما کے دھرم جان کر آرادھنا کرنے کے کرم ، برحم یوگوں کو دو طریقوں میں کوئی ایک طریقے کے مطابق آرادھنا کئے تو جب انسان کما لئے سو اعمال مٹنا شروع ہوگا۔ آتما کا علم معلوم ہوئے بغیر، وہ دو طریقے معلوم ہوئے بغیر جس سے روح کی آرادھنا کرتے ہیں، تیسری روح یعنی ابتداء کائنات کا پرماتما اللہ بالکل معلوم نہیں ہوگا۔ اسے عبادت کرنے کی عبادت (آرادھنا) کیا ہے نہیں

معلوم۔

آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں 112 سورح میں 'ال اخلاص' میں پورے چار آیا ت ہیں۔اس میں پہلا والا ۱) **وہ ایک ہی ہے**۔اور ایک گرنتھ میں تلگو ترجمہ کے مطابق ۱) **وہ اللہ اکیلا ہے**

۲) اللہ کو کسی کی ضرورت نہیں ہے ۳) اس کو اولاد نہیں ہے اور نہ وہ کسی کا اولاد ہے ۴) تمام عالموں میں نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

بنا بولے معلوم ہو جا رہا ہے کہ یہ چار آیات ابتداء کائنات کے اللہ کے بارے میں بیان کر رہے ہیں۔یہ آسانی سے معلوم ہو جا رہا ہے کہ یہ چار تخلیق کے بعد مقرر کئے گئے اللہ کے بارے میں نہیں ہے۔اس میں دوسرے جملے کے بارے میں اب بیان کر لیتے ہیں۔**''اللہ بے نیاز ہے''**۔اس کے مطابق اللہ وہ ہے جسے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ویسی صورت میں تیرے آرادھنا سے بھی اسے ضرورت نہیں ہے۔اسی لئے جس اللہ کی آرادھنا تمہیں کرنا چاہیئے اس کو پہلے ہی دکھا کے کہا کہ **یہی ہے تمہارا معبود**۔ابتداء کائنات کے اللہ کو کسی بھی طرح کا آرادھنا ضرورت نہیں ہے۔تخلیق سے پہلے کا اللہ کائنات کے شروع میں ہی جب اس نے اپنا علم کو بتایا تب کہا تھا کہ کسی کی آرادھنا،محبت سے مجھے ضرورت نہیں ہے۔اسی لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں جس اللہ کی آرادھنا کرنی چاہیئے اس اللہ کی ہی آرادھنا کرو۔ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ کو بھی آرادھنا کی ضرورت ہے۔جسے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے اسے آتما سے الگ یعنی پرماتما (اللہ) کہہ رہے ہیں۔

تیسرے جملہ میں ''اس کو اولاد نہیں ہے اور نہ وہ کسی کا اولاد ہے

'' کہہ کر ہے۔ابتداء کائنات کا اللہ خود پہلے سے موجود ہے۔اس سے پہلے کوئی بھی نہیں تھے۔اسی لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی کا اولاد نہیں ہے۔آسمان سے شروع ہوکر ہوا،آگ ،پانی،زمین تک جب کچھ بھی نہ تھا وہ کیسی حالت ہے یہ کسی کو بھی نہیں معلوم۔ویسے وقت میں بھی تخلیق سے پہلے کا اللہ ہے۔اس وقت وہ ایک ہی تھا اس کے سوا کوئی نہ تھا۔جب کوئی نہیں ہے مطلب یہی ہوا نا کہ اس کے ماں باپ نہیں ہے!اسی لئے سورح 112 کی آیت 3 میں کہا ہیں کہ ''**وہ کسی کا اولاد نہیں ہے**''۔اتنا ہی نہیں یہ جملہ بھی وہی ہے کہ ''**اسے کوئی اولاد نہیں ہے**''۔اس کے مطابق دیکھئے تو پرماتما کہلانے والا ابتداء کائنات کا اللہ نہ بدلنے والی بے جان قدرت کی تخلیق کرنے کے بعد بدلنے والی قدرت کو تیار نہیں کیا۔بے جان قدرت کے بعد روح کو،نفس کو تخلیق کر کے بدل نے والے قدرت کو ،قدرت سے الگ کرنا ہوا۔جب قدرت،بدلنے والی اور نہ بدلنے والی قدرتوں کی طرح الگ ہوگئی تو اللہ نے اپنے جگہ روح کو اللہ کی طرح مقرر کر کے وہ خاموش رہ گیا پھر آتما اللہ نے جاندار قدرت سے اجسام تیار کر کے ایسا کیا کہ اس میں نفس بسر کرے۔قدرت سے جسم تیار ہوئی تو اس میں نفس داخل ہوا۔یہ فعل یا کام میں روح بیج داتا کی طرح رہنے کی وجہ سے قدرت کے گرنتھ سے پیدا ہونے والے نفسوں کی ماں قدرت ہے تو باپ اللہ ہے۔اس طرح تخلیق کے بعد روح کو اولاد ہے لیکن پرماتما کو اولاد نہیں ہے۔جسم پہن کر پیدا ہونے والے نفس کی پیدائش میں وہ پرماتما کا کوئی کردار نہیں ہے جو روح سے پرے ہیں۔اسی لئے کہہ سکتے ہیں کہ 'پرماتما کو کوئی اولاد نہیں ہے'۔یہ 112 سورح کے مطابق

معلوم ہورہا ہے کہ آتما الگ ہے اور پر ماتما الگ ہے۔ تخلیق کے بعد اللہ کو اولاد ہے تو تخلیق سے پہلے جو اللہ ہے اس کو اولاد نہیں ہے کہہ سکتے ہیں۔ اس طرح سے اللہ کے گرنتھ کے مطابق آسانی سے بتا سکتے ہیں کہ دونوں اللہ ئے ہیں۔ اس میں سے ایک ہی اللہ کی آرادھنا تجھ (یعنی انسان) کو کرنی چاہیئے۔ وہی تخلیق کے بعد کا اللہ ہے۔

آخری اللہ کی گرنتھ 112 سورح میں چار آیتوں میں پہلا جملہ، چوتھا جملہ دو ایک ہی معنی دے رہے ہیں۔ دو، تین جملوں میں الگ الگ مطلب رہنے پر بھی ایک، چار آیات ایسے ہیں کہ وہ ایک ہی مطلب کو بتا رہے ہیں۔ پہلی آیت میں ہے کہ **وہ ایک ہی ہے**۔ چوتھی آیت میں ہے کہ **اس کے برابر کوئی نہیں ہے**۔ یہ معلوم ہورہا ہے کہ یہ دونو ں آیات کا اصل اللہ ایک کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ ابتداء کائنات میں اس کے سوا قدرت ہو، کوئی انسان ہو نہیں ہے۔ یہ کہنے کا موقع ہی نہیں ہے کہ تخلیق سے پہلے اللہ کے برابر والا کوئی نہیں ہے۔ کیوں کہ! جب کوئی بھی نہیں ہے۔ تخلیق کے بعد ایک ہی بار کچھ تیار نہیں ہوا۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ سب ایک کے بعد ایک تیار ہوتے ہوئے آئے۔ اسی سلسلہ میں وہ تمام کائنات کے لئے جو تخلیق کی گئی اور تمام انسانوں کے لئے خود اللہ نے اور ایک اللہ کو تیار کیا۔ جب اللہ نے ہی ایسے تیار کئے گئے اللہ کو تمام حکومت سونپ دی۔ وہ اللہ جو اس طریقے سے تیار ہوا (وہ بھی) پہلے اللہ کے برابر نہیں ہے۔ کیوں کہ! تیار کیا گیا اللہ کا باپ پہلا اللہ ہونے کی وجہ سے، بیٹا پیدا کیا گیا ہوا ہونے کی وجہ سے، دوسرا آتما اللہ، پہلا پر ماتما اللہ کے برابر نہیں ہے۔ پہلے جملہ میں کہا گیا کہ تخلیق سے پہلے جو ہے وہ ایک ہی ہے، چوتھے جملہ میں کہا گیا کہ تخلیق کے بعد اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔ یہ چار آیات

تخلیق سے پہلے والے اللہ کے بارے میں کہے گئے۔قرآن کے باقی سورحوں میں کئی جملے تخلیق کے بعد کے اللہ کے بارے میں کہے گئے۔112 سورح کے چار آیات (3-18) کے طرف راہ یا راستہ دکھار ہے ہیں۔وہاں کہی ہوئی بات بھی تخلیق سے پہلے کا اللہ تخلیق کے بعد کے اللہ کے بارے میں بتاتے ہوئے وہ ایک ہی تمہارا معبود ہے کہا ہے۔ایسا ہی دوسرے اللہ کے بارے میں جو کہا وہ (2-255) میں ہے۔

وہ لوگ جوان جملوں میں کا علم سمجھ نہیں سکے خاص کر مسلم جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن گرنتھ ہمارا ہے یہ سمجھتے ہوئے غلت راہ میں جار ہے ہیں کہ ہم علم جانتے ہیں۔نادانی یا لا علم کی راہ میں سفر کرر ہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ایک ہی اللہ کی آرادھنا کرتے ہوئے ہم صحیح راہ میں ہے، پھر بھی انہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ وہ کس اللہ کی آردھنا کرر ہے ہیں۔باپ اللہ کی یا بیٹے اللہ کی؟ اگر یہ سوال پوچھیں گے تو وہ شک میں گر جار ہے ہیں۔ان لوگوں کے لئے جواب تک یہ نہیں جانتے کہ اللہ باپ کی طرح اور بیٹے کی طرح ہے اور وہ لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو علم میں بڑے سمجھتے ہیں ایسا لگا کہ ایک بجلی چمکی۔اس سے وہ اندھے بن کر یہ دیکھ لینا شروع کیا کہ کونسا سچ ہے اور کونسا جھوٹ۔اب سنی ہوئی بات علمی طریقے سے (شاستر بدھ کے ساتھ) ہونے کی وجہ سے ایک طرف پورے طریقے سے سوچنا پڑا۔بعد اندھوں کی طرح رہتے ہوئے ''اب تک جسے یقین کئے اسی کو اب یقین کرر ہے ہیں اب وہ اچھی ہے یا بری یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے'' کہہ رہے ہیں۔

لیکن بعض لوگ اس میں ضرور ایسی کچھ راز ہے جو ہم نہیں جانتے ،اگر کم از کم اب سے تو جان لئے تو اچھا ہوگا سمجھ کر معلوم کرنے کی کوشش کرر ہے ہیں۔بعض کہہ رہے

ہیں کہ ''آپ جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے پھر بھی ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ ہمارے بڑے جیسے کہتے ہیں ویسے سنتے ہیں''۔ بعض کہہ رہے ہیں کہ ''جیسے ہمارے بڑوں نے کہا ویسے ہم زکاۃ دے رہے ہیں، نماج کرر ہے ہیں۔ اور قرآن میں ہی ہے کہ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ایک ہی نظر رکھ کے اللہ کے راہ میں آگے جانا ہے مگر شک وشبہوں سے پیچھے نہیں آنا چاہئے۔'' انسانوں کے پیچھے رہ کر چلانے والا اللہ آتما ہونے کی وجہ سے وہ ان لوگوں کو اچھے راہ میں چلاتا ہے جو شردھا رکھتے ہیں، ان لوگوں کو لا علم کے راہ میں چالتا ہے جو شردھا نہیں رکھتے۔ وہ روح جو جسم میں ہے تمام جانداروں کے لئے اللہ ہے اسی لئے تمام نفسوں کو ان کے اپنے عمل کے مطابق اور ان کے شردھا کے مطابق چلاتی رہتی ہے۔ دنیا کے معاملوں میں عمل کے مطابق، علم کے معاملوں میں شردھا کے مطابق چلاتی رہتی ہے۔ وہ پرماتما اللہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے وہ کام نہیں کرنے والا ہے، تو وہ روح جو تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے نفس کے لئے فعل کار کی طرح رہ کر ہمیشہ کام کرتے ہوئے نفس کا عمل کا پالن کرر ہا ہے۔ جسم میں روح مالک ہے، باہر کی دنیا میں قدرت مالک ہے اور اپنے حکام سیارے (گرہ)، اناصروں (بھوتوں) کے ذریعے باہر ہونے والے کام کروار ہی ہے۔ اب تک جو باتیں بتائی گئی وہ سب پچھلے دس دن کے پیچھے release ہوئی ''**اللہ کی مہر**'' گرنتھ میں کہہ چکے ہیں۔ تو اب پڑھنے سے یہ سب نئے سے ہی رہتا ہے مگر جان لیں کہ پرانے باتیں ہی ہے۔

اب ''**دھرم چکر**'' کے بارے میں معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ بات گرنتھ کے شروع میں ہی بیان کر لئے تھے کہ دھرم کیا ہے اور دھرم کیسا رہتا ہے۔ اب یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ

''چکر'' سے کیا مراد ہے۔چکر یعنی جیسے سب جانتے ہیں ویسے ڈھلکنے والا کہہ سکتے ہیں۔ورنہ گھومنے والا بھی کہہ سکتے ہیں۔اگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دھرم چکر میں کیا معنی ہے تو دھرم چکر میں دھرم گھومتا رہتا ہے۔چکر میں اگر ایک جگہ نشان رکھیں گے تو جب چکر گھومتا ہے تب وہ نشان اوپر نیچے گھومتا رہتا ہے۔ایسا ہی دھرم چکر میں دھرم کو ایک جگہ پہچان پائے تو وہ چکر گمن (movement) میں ایک جگہ رہے بغیر اوپر نیچے گھومتا رہتا ہے۔اہم سوال یہ ہے کہ وشو میں دھرم کس کو ہے؟۔وہ اللہ جو ابتداء کائنات میں تھا اس کے سوا تخلیق کے بعد پیدا ہوئی ہر چیز اپنے اندر دھرم رکھتی ہے۔قدرت ایک قسم کا دھرم رکھتی ہے ۔روح ایک قسم کا دھرم رکھتی ہے۔ایسا ہی نفس کو بھی دھرم ہے۔تمام جاندار جسم میں ہی بسر کر رہے ہیں۔عام طور پر ایسی جان دار ہی نہیں رہتی جس کا جسم نہ ہو۔ہر وہ نفس جو پیدا ہوا ضرور جسم رکھتا ہے۔وہ شخص جو مر گیا اس کا جسم ناش ہو جاتا ہے۔وہ شخص جس کا اکال موت (وقت سے پہلے مرجانا) پایا اسے جسم نہیں رہتا۔جب تک موت نہیں پاتا تب تک جسم رہتا ہے۔

ایک انسان جسم میں جب جیتا (زندگی بسر کرتا) ہے اسے قدرت کا جسم رہتا ہے۔ایسا ہی وہ آتما اللہ بھی رہتا ہے جو پرماتما کے ذریعے تیار کیا گیا۔نفس کہنے والا قدرت کے جسم کے ساتھ اور آتما اللہ کے ساتھ بسر کر رہا ہے۔ایسا نفس اپنے کرم کے بارے میں ،بھگتنے والے دھرم کے بارے میں ،اگر کرما نہیں ہے تو نجات پانے کا دھرم جان کر رہنا چاہیئے۔لیکن آج نفس (انسان) کو یہ خیال یا یاد تک نہیں ہے کہ اس (نفس) کا بھی دھرم ہے۔وہ شخص جو اپنے دھرموں پر خیال یا دھیان رکھتا ہے،وہ

اپنے آپ کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتا ہے۔آج ایسے لوگ ہی ہے جنہیں اپنے دھرم پر دھیان نہیں ہیں۔ایسا شخص اپنے آپ کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کرتا۔

وہ شخص جسے اپنے دھرموں کے بارے میں نہیں معلوم ایسا رہتا ہے کہ اسے اپنے آپ پر ہی دھیان نہیں رہتا۔ایسا شخص اِس قدرت کے دھرم کے بارے میں ہو جس میں وہ بسر کرتا ہے اور اِس روح کے دھرم کے بارے میں ہو جس کے قابو میں نفس (وہ خود) ہے جاننے کی کوشش نہیں کرے گا۔یہی سمجھ رہا ہے کہ صرف وہ ایک ہی ہے اور یہ بات نہیں جانتا کہ اس کے علاوہ روح اور قدرت بھی موجود ہیں،اسی لئے انسان قدرت کے اور روح کے دھرم جان نہیں پا رہا ہے۔جن لوگوں کو یہ دھیان یا خیال نہیں ہے کہ اپنا بھی ایک دھرم ہے وہ لوگ زندگی کو جانوروں کے مانند کچھ بھی معلوم کئے بغیر گزارتے ہیں۔اس طرح کے لوگوں کو روح یا آتما کی علم بتانے کے لئے آتما کا باپ یعنی پرماتما، یعنی ہمارا دادا اللہ انسانوں کو دھرم یاد دلانا پڑ رہا ہے۔اللہ کے دھرم اللہ کے سوا دوسرے انسان نہیں جانتے۔ایسا ہی قدرت کے دھرم،روح کے دھرم،نفس کے دھرم پرماتما جانتا ہے۔اسی لئے ہمارا دادا اللہ باہر کے دنیا میں انسان کے مانند جسم پہن کر پیدا ہو کر آتما کے دھرم، پرماتما کے دھرم،قدرت کے دھرم،نفس کے دھرم سب علمی طریقے سے روشن دلیلوں کے ساتھ بتائے گا۔اس وقت یہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ پرماتما اللہ، کچھ کام نہ کرنے والا اللہ عام انسان کے مانند زمین پر رہ کر دھرموں کو بتا رہا ہے۔

آتما اللہ جو جسم میں ہے انسان کو اس کے عمل کے مطابق ہی چلاتا ہے۔آتما جسم کا مالک ہے اور اللہ بھی ہے اس کے باوجود وہ اپنی مرضی سے پیش نہیں آتی،نفس کے عمل

کے مطابق اسے سکھ دکھ بھگتواتی رہتی ہے۔ایسا ہی اس کے شردھا کے مطابق اسے علم کو بتاتی ہے۔جو شخص نادانی یا جہالت پر فکر کرتا ہے اسے جہالت ہی آتما اللہ تعلیم دیتی ہے۔ اللہ ہو کر جہالت کی تعلیم دے گا کیا؟اگر کوئی اس طرح کا سوال کرے تو 'ہاں' ہی کہنا پڑے گا۔جسم میں نفس کے لئے روح مالک کی طرح اور اللہ کی طرح رہتے ہوئے انسان کو علم کی ضرورت کو پکڑ کر علم کی تعلیم دے رہی ہے۔ایسا ہی انسان کی جہالت کی فکر کو پکڑ کر،اس کے بے پرواہ (اَشردھا) کے مطابق اس کو جہالت بھی آتما تعلیم دے رہی ہے۔ایسا ہونے کی وجہ سے گزرتا ہوا وقت کے ساتھ ساتھ آتما کے دھرم انسان کو پورے طریقے سے پوشیدہ ہو کر انسان روح کو پورے طریقے سے بھول جائے گا۔ایسی حال میں رہے گا کہ اسے یہ تک نہیں معلوم کہ آخر روح کیا ہے۔جب کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے دھرم پورے طریقے سے ناش ہو کر ادھرم بڑھ گئے ہیں۔آتما کو دھرم معلوم ہے پھر بھی وہ خود کہنے کا امکان نہیں ہے۔جسم میں رہنے والے نفس کے مطابق ہی روح کا سلوک (behaviour) رہتا ہے۔جاہل کو جہالت،عالم کو علم تعلیم دینا آتما کا طریقہ ہے۔روح خود سے کچھ نہیں کرتی۔پہلے ہی بیان کر لئے ہیں کہ انسان کے کرم اور عمل کے مطابق کی کرتی ہے۔نفس آرادھنا کرنے کے لئے روح معبود کی طرح رہنے پر بھی انسان کے طریقے کہ مطابق فعل کار کی طرح کام کر رہی ہے اسی لئے انسان کے عمل اور شردھا کے مطابق ہی آتما کو کام کرنا ہے۔اسی لئے آتما اپنے دھرموں کو بھی اپنی مرضی کے مطابق تعلیم نہیں دیتی۔آتما کے دھرموں کو جب آفت پہنچتی ہے،جب ادھرم بڑھ جاتے ہیں تب پرماتما بغیر تعلق کے دور رہنے پر بھی ،اپنے نمائندہ (representative) کے ذریعے آتما

کے دھرموں کو واپس زمین پر انسانوں کو معلوم ہوئے جیسا کرے گا۔ جب آتما کے دھرم انسانوں کو معلوم ہوں گے۔اس طرح وقت کے گردش میں دھرموں کی کم کثافت (density) ہو جانا، پرماتما کے دخل سے واپس بڑھنا ہوتا رہتا ہے۔اس طرح سے دھرموں کی چڑھائی (ascent)، نذول (descent) رہنے کی وجہ سے، چکر کے مانند دھرم ادھرموں کی طرح، ادھرم واپس دھرموں کی طرح زمین پر بدلتے رہنے کی وجہ سے یہ طریقے کو''**دھرم چکر**'' کہا ہیں۔

چکر یعنی نیچے کا اوپر، اوپر کا نیچے گھومنا اور دھرم چکر اس لئے کہا گیا کیوں کہ اس چکر میں دھرم کا بڑھنا، گھٹنا ہو رہا ہے۔ دھرم رکھنے والا اللہ جسم میں ہے۔تم نے کہا کہ جسم میں رہنے والا اللہ ہی دھرم رکھنے والا اللہ ہے۔اللہ کے گرنتھوں میں کہا گیا کہ جسم میں کے اللہ کے بارے میں ہی انسان کو معلوم کرنی چاہئے اور جسم میں کے اللہ کی ہی آرادھنا یا عبادت کرنی چاہئے۔ وہ نفس جسے معلوم کرنی چاہئے وہ بھی جسم میں ہی موجود ہے۔ وہ اللہ جس کے بارے میں معلوم کرنی چاہئے وہ بھی جسم میں ہی ہے۔ معلوم کرنے والے دھرم بھی روح کے پاس ہی ہیں۔ وہ نفس جسے جاننا چاہئے، معلوم ہونے والا اللہ، وہ دھرم جن کے بارے میں معلوم کرنی چاہئے تینوں جسم میں ہی ہے اسی وجہ سے دھرموں کا چڑھائی، نذول دونوں جسم میں ہی جب ہو رہے ہیں تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ دھرم چکر جسم میں ہی موجود ہے۔ وہ دھرم چکر جو جسم میں موجود ہے اشارے کے طور پر لکھے ہیں دیکھئے۔ یہ شکل کہیں پہ بھی نہیں ہے۔ پھر بھی تم سمجھ لینے کے لئے جسم کو چکر کی طرح دکھا کر اس میں ہی آتما، پرماتما، دھرم ادھرم، صفات، جسم کے حصے اور آخر میں نفس کو دکھانا ہوا۔ یہ

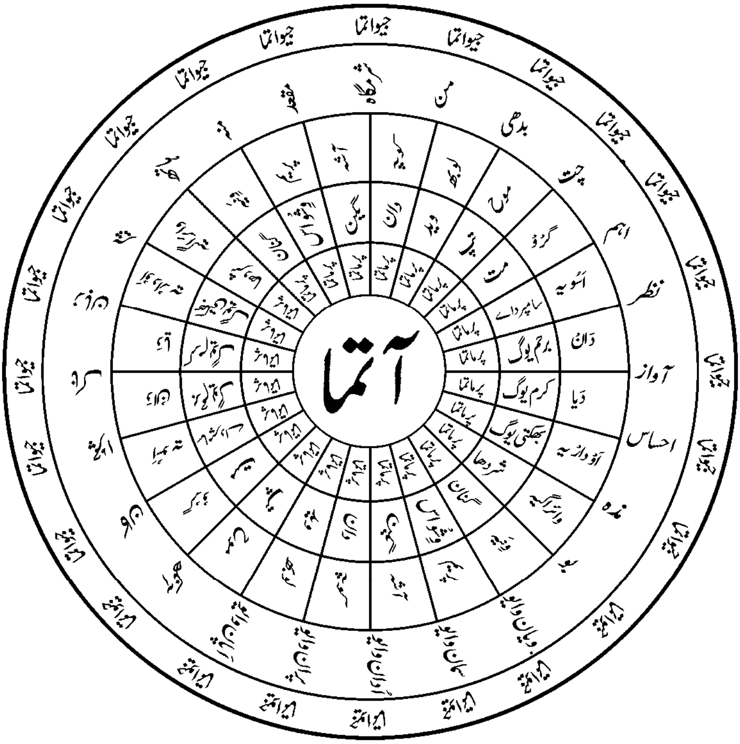

دھرم چکر

معلوم ہونے کے لئے ظاہری شکل ہی ہے مگر حقیقت نہیں ہے۔ دھرم چکر کو بعد والی پیج میں تصویر میں دیکھ سکتے ہیں۔

انسانوں میں ہی اللہ کے دھرم معلوم ہونا، پوشیدہ ہونا ہو رہا ہے۔ جو طریقہ جسم کے اندر موجود ہے اسے مثال کے طور پر تصویر کی طرح دیدار (vision) کر لئے

کوئی بھی چکر ہو گھومتا رہتا ہے یا ڈھلتا رہتا ہے۔ چکر پھرنے کے لئے طاقت کی ضرورت ہے۔ جو چکر ہمیں نظر آتے ہیں انہیں پھرانے کے لئے یا گھمانے کے لئے مشین کی طاقت یا جسم کی طاقت کی

ضرورت پڑتی ہے۔رکشا کا چکر پھرنے کے لئے انسان کی طاقت، بیل گاڑی کا چکر پھرنے کے لئے بیلوں کی طاقت ، پیسنے والا(grinder) پھرنے کے لئے موٹر کا بجلی استمال ہو رہی ہے۔ایسا ہی دھرم چکر گھومنے کے لئے یا پھرنے کیلئے پرماتما کی طاقت استمال ہو رہی ہے ۔جب آتما کے دھرم زمین پر دب جاتے ہے اس وقت یعنی جب اللہ کے دھرم انسانوں میں پوشیدہ ہوکر دھرموں کے جگہ پر ادھرم آجاتے ہے تب واپس دھرم قائم کرنے کے لئے پرماتما کی طاقت استمال ہوتی ہے تو ادھرم چکر میں واپس دھرم آتے ہیں۔

سوال: دھرم چکر میں یعنی انسانوں میں ادھرم جا کر دھرم آنے کے لئے پرماتما کی طاقت استمال ہونے کی وجہ سے ادھرم جا کر دھرم انسانوں میں دکھ رہے ہیں۔ادھرم جانے کے لئے دھرم آنے کیلئے دادا پرماتما کی طاقت جب استمال ہوتی ہے تو دھرم جا کر ادھرم آنے کے لئے بھی دھرم چکر کو گھومنا پڑے گا۔ یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ جب کس کی طاقت استمال ہونے کی وجہ سے ادھرم واپس آئے؟ اس کے لئے آپ کیا کہیں گے؟

جواب: چکر کے ماند دھرم اور ادھرم گھوم رہے ہیں بھگوت گیتا کی گنان یوگ میں شلوک نمبر 8 اس کی دلیل ہے۔وہ شلوک میں خود پرماتمانے ایسا کہا کہ **''دھرم سم ستھا پنار تھایا سم بھوامِ یوگے یوگے''** اسی لئے دھرم قائم کرنے کے واستے میں یوگ یوگ میں اوتار لینا پڑ رہا ہے۔ ہر یوگ میں تھوڑا بہت ادھرم آرہے ہیں دھرم جا رہے ہیں۔شلوک میں کہہ چکے ہیں کہ جو دھرم چلے گئے انہیں واپس لانے کے لئے اور جو ادھرم آئے ہیں انہیں مٹانے کے لئے ابتداء کائنات کا اللہ کو پیدا ہونا پڑ رہا ہے۔ یہ بات کو بھگوت گیتا گنان یوگ میں 7,8 شلوکوں میں کہہ چکے ہیں، دیکھئے۔

شلوک7: یدایداھی دھرمسیا گلانربھوتِ بھارتا ا

ابھیوتھانَ مدھرمسیا تدا تمانم سروجامیھم ۱۱

شلوک 8: پرترانا ے سادھونام وناشا ے چدشکروتام ۱

دھرم سمستھاپنارتھا ے سمبھوامِ یو گے یو گے ۱۱

مطلب:''جب جب زمین پر دھرموں کو آفت پہنچ کرادھرم (بے دینی) بڑھ جاتی ہے تب تب مجھے زمین پراوتار لیناپڑ رہاہے۔''

مطلب:''اچھے لوگوں کوترقی کرنے کے لئے اور برے جن کومٹانے کے لئے تمام دھرموں کو قائم کرنے کے لئے ہر یوگ میں کیوں نہ ہو،کوئی بھی یوگ میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔''

اس طرح دھرم ادھرموں کولیکر پرماتمانے کائنات کے ابتدامیں ہی یہ بات کہہ چکا تھا۔اس کو پرماتمااللہ دھرموں کو بتانے پر جب معلوم ہورہاہےتو کون کہنے پرانسانوں کے بیچ میں ادھرم آرہے ہیں؟ دھرم چکر میں واپس دھرم پردہ پرآنے کے لئے پرماتما کی طاقت استمال ہوئی۔اسی طرح دھرم چکرگھوم کرادھرم پردہ پرآنے کے لئے کس کی طاقت استمال ہوئی؟ بعض لوگوں میں یہ سوال کی طرح ہے۔تو یہ بات کولیکر ہم پہلے ہی جواب کہہ چکے ہیں۔اب اورایک بار کہتے ہیں دیکھئے۔

پرماتمانفس کو پالنے کے لئے اپنی روح کومقرر کرکےجسم میں ہی رکھا ہے۔ہم یہ بیان کرلئے کہ جسم میں رہنے والےنفس کے لئے اللہ اور معبود جسم میں رہنے والا اللہ ہی ہے۔ہم نے کہا تھا کہ جسم میں کا اللہ ہی جسم میں رہنے والےنفس کے عمل کے مطابق سکھ دکھ،ارادے کے مطابق گناہ وثواب، جہالت کے مطابق ادھرم پیش کرنے والا ہے۔اس کے مطابق یہ معلوم ہورہاہے کہ انسان کو جوبھی ملتا ہے یا حاصل ہوتا ہے وہ اورایک چیز کے بنیاد کی وجہ سے ہی ہے کے۔ یہ معلوم ہورہاہے کہ سکھ دکھوں کی وجہ کرم یا عمل ہے،تو گناہ و

ثواب کی وجہ نیت یا ارادا ہے،تو علم اور لاعلم پر انسان کی شردھا ہی دھرم ادھرموں کی وجہ ہے۔عمل کے حد(limit) کے برابر تھوڑا بھی ذیادہ کم ہوئے بغیر صحیح ناپ کے مطابق سکھ دکھوں کے احساسات آتے رہتے ہیں۔عمل کے مطابق کب کیا ہونا چاہئے ویسے ہی ہوئے جیسا جسم میں کا اللہ کررہا ہے۔اس کے دلیل کے لئے دیکھیں گےتو دوسری اللہ کی گرنتھ انجیل میں (بائبل میں) لوقا خوشخبری باب 12 میں 7 آیت میں ایسا ہے دیکھئے۔(لوقا 7-12)''**ڈرومت تمہارے سر کےتو سارے بال گنے ہوئے ہیں۔**''

یہ جملہ کے مطابق عمل کے معاملہ میں اللہ بہت ہی نازک یا باریک نظر سے ہیں اور اللہ ایسا کررہا ہے کہ عمل کے مطابق جب (جس وقت) بال اکھڑ جانا ہے تب ہی (اس وقت ہی) وہ اکھڑ جائے۔اس طرح اعمال کو صحیح ناپ سے پالنا،عمل کرنا کررہا ہے۔اعمال کے معاملہ میں زرابھی سستی کے بغیر جب جو ہونا ہے تب وہ ہوئے جیسا کررہا ہے۔جتنا خبردار اللہ اعمال کے معاملہ میں ہے اتنا ہی نیت یا ارادے کے معاملہ میں گناہ وثواب لگانے میں ہو،شردھا کے معاملہ میں علم یا جہالت پیدا ہونے کے لئے دھرم اور ادھرم پیدا کرنے میں دیری کئے بغیر کام کررہا ہے۔جیسے آپ نے پوچھا ادھرم پیدا ہونے کے لئے وجہ جسم میں کا اللہ ہی ہے کہہ سکتے ہیں۔تم لوگوں کو ایسا لگتا ہوگا کہ وہ تو اللہ ہے اسے تو دھرم پیدا کرنی چاہئے۔تو وہ اللہ جو جسم میں ہے وہ اللہ جسے پرماتما نے مقرر کیا انسان آرادھنا کرنے کے لئے وہ اللہ کی طرح ہے۔انسانوں کو پالنے کے لئے فعل کار کی طرح اور ہمیشہ کام کرنے والے کی طرح ہے۔انسانوں کی آرادھنا کے معاملے میں روح ہی اصلی معبود ہے،ایسا ہی جسم کی حکومت یا پالن میں صحیح طریقے سے پالنے والا (حکام)

ہے۔ایک پل کے لئے بھی فرصت سے نہ رہتے ہوئے کام کر رہا ہے۔ پرماتما نے روح کو اس لئے اللہ کی طرح مقرر کیا تا کہ انسان روح کی آردھنا کرے،تو آتما اللہ انسان کی نیت (بھکتی بھاو) کو سب کونوں (angles) سے دیکھ رہا ہے۔انسان کے شردھا کے مطابق روح یہ طے کرتی ہے کہ اسے (نفس کو) علم پہچائے یا لا علم۔ صحیح (accurate) حساب کے برابر وہ انسان کو علم میں ہو یا لاعلم میں ہو چلاتی ہے۔وہ آتما جو جسم میں اللہ کی طرح ہے اللہ کا کردار بہ خوبی نبھا رہی ہے۔انسان کے خواہشات کے مطابق،اس کے اعمال کے مطابق،اس کے علم کے مطابق عمل کو معاف بھی کر سکتی ہے یا عمل کو گھنٹی میں باندھ بھی (یعنی نفس کو عمل لگا بھی) سکتی ہے۔عمل کو بھگتوانے میں سخت سے سخت پیش آ کر بھگتواتی ہے۔آتما کو بالکل بھی رحم نہیں ہے۔وہ شخص جو علم رکھتا ہے اس کی علم کی ڈنسٹی (density) کو پکڑ کے،علم کی طاقت کے حساب سے اس کی اعمال کو جلانے والی بھی روح ہی ہے۔جسم میں اعمال (پاپ یا گناہوں) کو بھگتوانے میں یم دھرم راج کی طرح ہے۔اسی لئے بھگوت گیتا وبھوتی یوگ میں 29 شلوک آخر میں ''**یمسم یمتا مہم**'' کہا ہے۔

اللہ کو،اللہ کی علم کو یعنی روح کو،روح کی علم کو جس طرح جہالت سے جب وہ یقین نہیں کرتا،جب وہ اللہ کی آرادھنا نہیں کرتا ہے تو اسے لاعلم کی راہ میں ہی،ادھرموں میں ہی گئے جیسا اندر کا اللہ ہی کر رہا ہے۔یہی بات کو آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح 6 آیت 110,111 میں اس طرح سے کہا ہے دیکھئے۔

(6-110)''ہم بھی ان کے قلبوں کو اور ان کے نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ

اس پر پہلی دفع ایمان نہیں لائے۔ہم ان کوان کے سرکشی میں ہی ایسا کریں گے کہ وہ اللہ کی راہ چھوڑ کر دور پھرے''۔

(6-111)''ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج نے پر بھی،مردے ان سے بات کر کے یہ کہنے پر بھی کہ یہ اچھا راستہ ہے، یہ برا راستہ ہے، یہ اللہ کا راہ ہے، یہ شیطان یا مایا کا راہ ہے ،تمام چیزیں،تمام علم کوان کے سامنے لاکر رکھنے پر بھی وہ مایا علم پر ہی یقین رکھتے ہیں، وہ اللہ کی علم پر ایمان نہیں رکھتے۔''

یہاں 110 جملہ میں کہا کہ''پہلے جو شخص اللہ کو، اللہ کی علم کو صحیح راہ میں شردھا رکھ کے یقین نہیں کرتا، اس طرح بلا شردھا والے شخص کو اس کے مرضی کے مطابق ہی میں بھی اس کے باطن میں ہی اس کے نظر یا نگاہ کو ادھرموں کے طرف پھیر دیتا ہوں۔اس کے ساتھ ایسا کروں گا کہ وہ راہ علم چھوڑ کر راہ جہالت میں چلے جائے''۔وہ اللہ جو جسم میں موجود ہے انسان کو ایک بار لاعلم میں ہی رکھ کر جب ایسا کیا کہ وہ ادھرموں میں ہی جائے تب اسے فرشتے، جو لوگ مر گئے وہ آ کر ان سے یہ کہتے ہیں کہ یہ اچھا، یہ برا، یہ اللہ ہے ، یہ مایا ہے، یہ دھرم ہے، یہ ادھرم ہے،(یہ بتانے کے بعد بھی) وہ شخص لاعلم کی پناہ میں ہی جاتا ہے۔معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے قرآن میں کہا اس کے مطابق جسم میں کا اللہ ہی انسان کو اس کے مرضی کے مطابق جس راہ میں بھیجنا ہے اسی راہ میں بھیجے گا۔یہ ظاہر ہے کہ اس طرح انسان کو اچھے راہ میں ہو یا برے راہ میں ہو بھیجنے والا اللہ ہی ہے۔جسم میں کا اللہ یہ اختیار رکھتا ہے کہ اس کے پسند، ناپسند کے مطابق اچھے یا برے راہ میں بھیجے گا۔جو شخص جہالت کی نظر، جہالت کا ارادا، جہالت پسند کرتا ہے اسے جہالت کی راستہ میں بھیجنے کے

لئے روح ہی اس کے لئے ادھرموں کولا کر رکھ رہا ہے۔ جب دھرموں کے مقام پر ادھرم رہ جا رہے ہیں۔ انسان کے نادانی ارادے کے مطابق ہی ادھرموں کو آتما اللہ لا رہا ہے۔

اس طرح چند ہذار، چند لاکھوں سال گزرنے پر ایک کے بعد ایک جب جب ادھرم بڑھتے ہوئے آتے ہیں تو دھرم پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ آخر میں ادھرم بڑھ کر صرف نام کے واسطے دھرم جب بچ جاتے ہیں تو واپس دھرموں کا عروج ہونا ہے۔ جب وہ دھرم جو پوشیدہ ہو گئے بتانے کے لئے، زمین پر ادھرموں کو مٹانے کے لئے دادا اللہ، پر ماتما اللہ انسان کے مانند اوتار لیکر انسانوں کو دھرموں کے بارے میں بتانا پڑے گا۔ اپنے قانون کے مطابق یا اپنے اصول کے مطابق قرآن گرنتھ میں جیسے (6-110) میں کہا گیا ویسے ''باپ اللہ ہی ادھرموں کو پردے پر، انسانوں کے قلبوں پر لا رہا ہے''۔ ایسے ہوتے ہوتے چند وقت تک ادھرموں کی ڈنسٹی (density) بڑھ جا کر دھرموں کا ڈنسٹی کم ہو جاتی ہے۔ جب پر ماتما اللہ نے جس اللہ کو مقرر کیا وہ اللہ اس کے طریقے کے مطابق ادھرموں کو بڑھایا تو پر ماتما اپنے جگہ خود رہتے ہوئے، خاص شخص کو تیار کر کے اس میں اپنا روح کو (اپنی طاقت کو) بھر کر اپنے representative کی طرح زمین پر انسانوں کے درمیان بھیجے گا۔ اس وقت انسان کے شکل میں جو شخص آیا وہ پر ماتما کی طاقت رکھتا ہے اور اللہ کے حکومت میں رہنے والے گرہ (graha)، بھوت (اناصر) سمجھ کر جو شخص آیا اسے سجدہ کرتے ہیں۔ انسانوں کو بھی اسی طرح سے سجدہ کرنی چاہئے لیکن ادھرموں سے بھرے ہوئے انسان مایا میں رہ کر جو شخص آیا اس عام انسان کی طرح سمجھتے ہیں۔ اس کو سجدہ نہیں کریں گے۔ انسانوں کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ آخر وہ کون ہے۔ یہ بات کو آخری

اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح 15 کی 28,29,30,31 میں ایسا ہے دیکھئے۔

(15-28)''تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ مٹی سے میں ایک انسان کو تیار کرنے جارہاہوں''

(15-29)''میں اسے پورے طریقے سے تیار کرکے اس میں میرا روح جب پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑو''

(15-30)''تمام فرشتے سجدہ میں گر پڑے''

(15-31)''سوائے ابلیس کے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہونے سے اس نے انکار کیا''

اس طرح جملے میں جو ہے اسے تجزیہ(analyze) کر کے دیکھیں تو پرماتما پرماتما کی طرح ہی رہتے ہوئے اپنے طاقت کے ذریعے ایک انسان کو تیار کر کے بھیجے گا۔اور ایک قسم سے کہیں تو خود پرماتما ہی بھیس بدل کر زمین پر انسان کی طرح آتا ہے۔لیکن اس طرح جب وہ آتا ہے تو وہ بعض اوقات میں ہی اللہ کی طرح رہتے ہوئے باقی پورا وقت یعنی باقی پوری زندگی وہ نفس کی طرح جسے کرما ہے،ویسے کرم بھگتتا رہتا ہے۔ایسے رہنے کی وجہ سے کوئی بھی پہچان یا سمجھ نہیں سکتے کہ وہ اللہ کا اوتار ہے یا خود پرماتما ہی آیا ہے۔ایسی صورت میں بعض ان کی یعنی خدایا بھگوان کی علم کے خلاف بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں جو علم معلوم ہے وہی بڑا یا اعلیٰ علم ہے۔اتنے سے رُکے بغیر جیسے عام انسان کی مذاک اُڑاتے ہوئے بات کرتے ہیں ویسے(پرماتما سے) بات کرتے ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ اس کی بے عزتی بھی کرتے ہیں۔پھر بھی سب کچھ

برداشت کر کے جس مقصد سے وہ آیا ہے وہ مقصد کسی کو معلوم ہوئے بغیر پورا کر کے اپنے مقام پر واپس جاتا ہے۔ یہی بات بھگوت گیتا میں راج ودیا راج گہیا یوگ باب میں شلوک 11 میں ایسا کہا ہیں دیکھئے۔

شلوک: اوجاننتِ مام موڈھا مانشم تنماشرتم ا

پرم بھاو مجاننتو مم بھوت مہیش ورم اا

مطلب: ''میں تمام مخلوقات کا اللہ ہوکر انسانی جسم پہن کر آیا ہوا مجھے دیکھ کر وہ انسان جنہیں میری اہمیت نہیں معلوم جاہل ہوکر میری بے عزتی کر رہے ہیں''۔

گنان یوگ شلوک نمبر 6

شلوک: اجوپِ سنوییاتما بھوتانا میشوروپٹن ا

پراکرتم سوامدھشٹایا سم بھوامیاتما ماییا اا

مطلب: ''بلا ناش والا ہوں، بلا جنم والا ہوں تمام مخلوقات کا اللہ ہوں میری قدرت سے جسم تیار کر لیکے میں پیدا ہو رہا ہوں''

قرآن گرنتھ میں سورح 89، آیت 22 میں کہہ چکے ہیں کہ اللہ خود آجائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر ہوں گے تب وہ آئے گا۔ وہ بات کو دیکھتے ہیں۔

(89-22)''فرشتے صفیں باندھ کر ہوں گے تو، جب اللہ خود آجائے گا''

اس طرح بھگوت گیتا اور قرآن گرنتھ بتا رہی ہے کہ پرماتما خود سے آرہا ہے ۔اللہ انسان کی طرح آیا تو وہ انسان کے مانند رہنے پر بھی یاد کھنے پر بھی اس کو عام انسان نہیں کہنا چاہئے۔اسے کوئی پہچان نہیں سکتے پھر بھی اس کے آئے ہوئے طریقے کے مطابق ،جس طریقے سے وہ پیدا ہوا اس کے مطابق بھگوان (بھگ یا گربھ یا پیٹ سے

پیدا ہوا) یا خدا (خود آنے والا) کہہ رہے ہیں۔ وہ انسان کو خدا یا بھگوان کہہ سکتے ہیں جو اللہ کی آمد (arrival) کی طرح آیا ہے۔ اس کے سوا وہ نام کسی پر بھی لاگو نہیں ہوتا۔

پرماتما انسانی جسم کو قدرت سے تیار کر لینے کی وجہ سے قرآن گرنتھ میں **(15-28) میں ''اللہ نے مٹی سے کھلونا بنا کے کہا کہ انسان کی تخلیق کرنے جا رہا ہوں''**۔ قدرت میں کا ایک حصہ مٹی ہے کہہ کر قدرت کو یاد دلانے کیلئے ہی ایسا کہا تھا۔ قرآن گرنتھ میں کہیں پہ بھی پانچ اناصروں کے بارے میں نہیں کہا ہے۔ مٹی سے کھلونا بنانا ایسا اس لئے کہا گیا تا کہ یہ سمجھ میں آجائے کہ وہ قدرت ہے۔ بھگوت گیتا میں یہ بھی کہا ہیں کہ مخلوقات کا اللہ ہی انسان کی طرح پیدا ہوا تو یہ معلوم ہوئے بغیر ہی کہ وہ اللہ ہے، اس کی اہمیت معلوم ہوئے بغیر ہی، اور یہ معلوم ہوئے بغیر ہی کہ وہ سارے مخلوقات کا بڑا ہے اور مالک ہے، وہ اللہ جو انسان کی صورت میں ہے اس کی بے عزتی کر رہے ہیں۔

باپ آتما اللہ ادھرموں کو بڑھایا ہے تو دادا پرماتما اللہ واپس دھرموں کو قائم کر رہا ہے۔ اسی لئے دھرم ادھرموں کی طرح، ادھرم دھرموں کی طرح چکر کے مانند گھوم رہے ہیں۔ تخلیق، تخلیق سے پہلے کا اللہ، تخلیق کے بعد کا اللہ کہہ رہے ہیں۔ علم کے مطابق یہ معلوم کر سکے کہ جب سے پرپنچ پیدا ہوئی اس میں جب سے مخلوقات پیدا ہوئے تب سے پرماتما، آتما، جیوا تما تین روحیں ایک قدرت موجود ہے۔ تو جب دھرم ادھرموں کی طرح بدل جاتے ہیں تب انسانوں کے درمیان واپس دھرموں کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے پردہ پر پرماتما ظہور ہونا پڑ رہا ہے۔ پرماتما انسانی جسم پہن کر آنے پر بھی پرماتما کا مقام بغیر کھالی ہوئے ویسا ہی رہتا ہے۔ پرماتما ویسا ہی رہتے ہوئے وہ خود اپنے

نمائندہ (representative) کی طرح بھیس بدل کر زمین پر آ رہا ہے۔ تو بھگوان نام کا پرماتما کا جنم ،ضرورت کے حساب سے آ کر واپس پوشیدہ ہو جا رہا ہے۔ چند لاکھوں سالوں کو یا ہذار سالوں کو ایسا آنا ہوتا ہے۔

بھگوت گیتا میں گنان یوگ میں، راج ودیا راج گہیا یوگ میں بھی دو جگہ کہا ہے کہ میں تمام مخلوقات کا اور تمام پرپنچ کا مالک یا اللہ ہوں اس کے باوجود میں انسان کی طرح پیدا ہو رہا ہوں۔ قرآن گرنتھ میں (15-29) (89-22) جملوں میں بھی ہے کہ اللہ نازل ہوگا۔ ایسا ہی بائبل گرنتھ میں یوحنا خوشخبری کی 14 باب کی 26 جملہ میں کہہ چکے ہیں کہ **(یوحنا 26-14)'' آدرن کرتا یا مددگار یعنی پاک روح جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا تمہیں ساری باتیں سکھائے گا اور ہر بات جو میں نے تم سے کہی ہے یاد دلائے گا۔''** پاک روح یعنی پرماتما سمجھ لینا چاہیئے۔ پرماتما کے اوتار کو ہی 'آدرن کرتا' کہا گیا ہے۔ آدرن کرتا یعنی بھگوان سمجھ لینا چاہیئے۔ جب **''باپ میرے نام سے''** کہا ہے تو سب یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ''عیسی کے نام سے'۔ لیکن وہاں ویسا نہیں کہا گیا۔ جب پرماتما ظہور ہوتا ہے یعنی پیدا ہوتا ہے تو وہ خاص کر بھگ یا پیٹ سے ذندہ پیدا ہونے کی وجہ سے 'بھگوان' نام سے پکارا جا رہا ہے۔ اسی لئے کہا کہ 'میرے نام سے'۔ 'میرے نام سے' یعنی بھگوان کے معنی ہے۔ بھگوان کا معنی 'آدرن کرتا' بھی کہتے ہیں۔ اسی لئے جملہ میں کہا ہوا کہ آدرن کرتا یعنی 'میرے نام سے'۔ اس طرح تین اللہ کے گرنتھوں میں بھی کہہ چکے ہیں کہ اللہ انسان کے مانند پیدا ہوگا، پیدا ہو کے آ کر آ کے وہ اپنی دھرموں کی تعلیم دیتا ہے۔ تین اللہ کے گرنتھوں میں ایسا ہے کہ اللہ آ کر دھرموں کو معلوم کرائے گا۔ تو مسلمان گرنتھ

میں لکھی ہوئی بات کو سمجھ نہ سک کے اپنے گول ایسا لکیر بنا لئے کہ اللہ پیدا ہی نہیں ہوتا (کبھی نہیں)۔قرآن گرنتھ میں سورح (7-3) میں جو بات کہی تھی اللہ کے دھرم اللہ کے سوا دوسرے انسانوں کو کسی کو نہیں معلوم ہے یہ بات کو بھول گئے۔علم باطن سے جڑے ہوئے باتیں یعنی انسانوں کو دھرم اللہ ہی کو بتانا پڑے گا۔اگر اللہ نہیں بتائے گا تو انسان کو معلوم ہونے کا موقع ہی نہیں ہے۔

سوال: جہاں تک ہمیں معلوم ہے جو شخص عیسیٰ کی طرح آیا ہے اسے انسان ہی کہیں گے۔تو اس نے بہت جگہ پر ماتما کو باپ کہنا ہوا۔لیکن آپ نے فرمایا کہ پر ماتما تخلیق کے بعد پیدا کیا گیا روح یا آتما کا باپ ہے۔آپ نے کہا کہ انسان کا باپ روح ہے۔کیا عیسیٰ وہ روح کو باپ پکارتا ہے جو جسم کے اندر ہے؟ یا وہ پر ماتما کو باپ کہتا ہے جو سارے دنیا میں پھیل کر جسم میں بھی گواہ کی طرح موجود ہے؟

جواب: جسم کے ساتھ پیدا ہونے والے ہر جاندار کے لئے بیج داتا جسم میں رہنے والی روح ہی ہے۔نفس کی ماں قدرت جسم کی صورت میں ہے اسی کو جان دار قدرت یا حرکت کرنے والی قدرت بھی کہتے ہیں۔روح اس قدرت (جسم) کے ذریعے ہی ایک نئے بچہ کا جسم تیار کر رہی ہے۔عورت کے جسم میں بھی روح ہی ہے۔ایسا ہی مرد کے جسم میں بھی روح ہی اللہ ہے، مالک ہے اور فعل کار (کام کرنے والا) بھی ہے۔ایک انسان چاہے وہ کہیں پہ بھی پیدا ہو اس کے عمل کے مطابق پیدا ہوتا ہے۔عمل کے مطابق نفس کو چلانے والی روح ہی ہے اسی وجہ سے عورت کے جسم سے ہی کوئی بھی ہو جسم کو پہن کر پیدا ہونا پڑے گا۔سب لوگوں کو اوپر سے صرف اُتنا ہی دکھتا ہے (یعنی وہ اتنا ہی جانتے ہیں

،ان کی عقل اِتنے حد تک ہی سوچتی ہے اس سے آگے نہیں سوچ سکتی)، جو بات وہ نہیں جانتے وہ یہ ہے کہ! نفس ماں کے گر بھ یا پیٹ سے پیدا نہیں ہوا۔صرف نفس پہننے کا جسم پیدا ہو رہا ہے۔ نئے سے تیار ہو کر جنا ہوا جسم میں نفس داخل ہو رہا ہے۔ نفس ایک جگہ مر کر جسم کو چھوڑ کے آکر اور ایک جگہ نئے جسم کے پاس پہنچ رہا ہے۔اسی کو پیدائش کہہ رہے ہیں۔ پیدائش میں کوئی بھی نفس ماں کے گر بھ سے پیدا نہیں ہوا۔عورت کے جسم میں بچہ تیار ہونے کے لئے عورت کو بیج داتا یعنی مرد (پُرُش) کی ضرورت ہے۔تو پر پنچ میں یا دنیا میں پُرُش یا مرد تینوں ہی ہیں۔تینوں پرشوں کے بارے میں تین اللہ کے گرنتھوں میں کہنے پر بھی 'پُرُش' نام سے صرف بھگوت گیتا میں ہی کہا ہیں۔بھگوت گیتا میں پروشوتّم پراپتی یوگم میں ۱۶، ۱۷ اشلوکوں کو دیکھیں گے تو پرشوں کے بارے میں سمجھ میں آئے گا۔

شلوک۱۶: دواومو پوروشو لوکے کش ر شچا کش ر ے وچ ۱
کش ر سّروانی بھوتانی کوٹ ستھو کش ر اُچے تے ۱۱

مطلب:''دنیا میں دو قسم کے پُرُش ہے۔اس میں سے ایک کشر (kshar)(فانی یعنی ناش ہونے والا)۔دوسرا، اکشر (Akshar)(لافانی، ناش نہ ہونے والا)۔تمام جانداروں میں نفس کی طرح جینے والا کشر کہلایا جا رہا ہے۔نفس کے ساتھ جسم میں ہی رہنے والے کو اکشر کہتے ہیں۔''

شلوک۱۷: اتّمہ پُ رُش ستنے ہ پرماتمے تیو داھروتہ ۱
یو لوک ترے ما وشے ببھرت ویے عیشورہ ۱۱

مطلب:''کشر (نفس) اور اکشر (روح) کے علاوہ (ان دونوں سے الگ) اور ایک اعلی پُرُش موجود ہیں۔اسی کو پروشوتّم (اعلی پُرُش purushottam) کہہ رہے ہیں۔اسی کو ہم پرماتما (اللہ) کہتے ہے۔

وہ پرماتما جو روح سے الگ ہے وہ ساری دنیا میں پھیل کر مالک ہو کر، اللہ ہو کر ہیں۔ وہی ہے اللہ جو سب کو سمبھالتا ہے۔"

یہ دونوں شلوکوں کے تفصیل میں کہا ہیں کہ پرپنچ میں پُرُش یا مرد تینوں ہی ہے ،اس میں سے ایک نفس ہے تو دوسرا، روح ہے۔تیسرے پُرُش کو ہی پرماتما (اللہ) کہا ہیں۔اس سے پہلے آتما (روح)، پرماتما (اللہ) کے بارے میں بیان کر لئے۔لیکن نفس کے بارے میں کم ہی زکر کر لئے۔اب وقت یا موقع آیا ہے اسی لئے نفس کے بارے میں تھوڑا معلوم کر لیتے ہے۔نفس پُرُش ہی ہے مگر نفس کو بھی پیدا کیا گیا ہے۔ پیدا کیا گیا ہوا کوئی بھی شخص ہو یا کچھ بھی چیز ہو اس کے چند دھرم ہوتے ہیں۔ پیدا کی گئی روح کو ہی جب دھرم ہے تو نفس کو بھی دھرم ہے یا نفس بھی دھرم رکھنے والا ہے۔نفس کے دھرم کے حساب سے وہ کچھ بھی کرنے والا نہیں ہے،اسے کچھ بھی کام ہاتھ نہیں ہوتا۔ضرور ایک دن ناش ہو کر ختم ہو جانے والا ہی ہے۔نفس پُرُش ہی ہے لیکن پروشتو (مردانگی) کے ساتھ قدرت کے صفات بھی مل کر ہونے کی وجہ سے پورا پُرُش یا پورا مرد کہے بغیر آدھا مردانگی رکھنے والا یعنی پنم سک (impotent) یا نامرد کہہ سکتے ہیں۔نامرد کا پورا جسم (دکھنے میں) مرد کے شکل میں ہی رہتا ہے مگر سارے پُرُش کے صفات رہے بغیر بعض صفات عورت کے بھی مل کر رہتے ہیں۔لہذا، نفس کو اولاد نہیں ہے۔نفس بیج داتا نہیں ہے۔نفس ہر چیز کو بھگتتے ہوئے جسم میں بسر کر رہا ہے۔اس کے عمل کے مطابق جو اسے ملتا ہے یا حاصل ہوتا ہے اسی کو بھگت رہا ہے۔وہ نفس جو جسم میں موجود ہے کسی بھی حال میں خود سے نہ دیکھنے والا ہے نہ سننے والا۔نفس پورے طریقے سے اندھا، بہرا ہے اتنا ہی نہیں یہ کہہ

سکتے ہیں کہ بلا کرمیندرے (karmendreey)،بلا گنانیندرے والا معذور('لنگڑا'یا'deformed') ہے۔گول لکڑی کے تکڑے کے مانند نفس رہتا ہے۔امپڑانے والا (لاکر دینے والا یا پہنچانے والا) کچھ بھی امپڑایں تو نفس اسے بھگتتا ہے مگر خود سے کچھ بھی لے نہیں سکتا۔نفس جسم میں بسر کرنے کی وجہ سے نفس کے لئے روح اللہ کی طرح ایک طرف ،فعل کار کی طرح یعنی کام کرنے والے نوکر کی طرح دوسرے طرف رہنے کی وجہ سے نفس جسم میں جی رہا ہے۔روح کے بنا نفس زندگی بسر نہیں کر سکتا۔اسی لئے ہر جسم میں بھی نفس،روح جوڑ روحوں کی طرح ہیں۔ اللہ نے خاص کر عقل کو نفس کے قریب رکھا تا کہ نفس کو باہر کے باتیں معلوم ہو۔ایسا ہی اس کے (نفس کے) دھرم کے مطابق پہلے عقل بعد میں چتّ (chith)،اس کے بعد اہم (انانیت) یہ تین انتح کرن(antah karan)کو نفس کے گول رکھا تو شونے(shoonya)نفس کو ایک شکل و صورت آیا ہے۔نفس کی صورت وشکل نیچے کے تصویر میں دیکھ سکتے ہیں۔

ہتل امکان نفس کے بارے بتایا ہے۔اگر اور بھی کچھ ایسے باتیں ہیں جو نہیں بتائے تو وہ موقع کے برابر کہیں گے۔یہ تصویر کو دیکھنے سے ایسا لگ رہا ہے کہ عقل،چتّ اور اہم (انانیت) نفس کے اعضاء ہیں۔ان تینوں میں سے عقل باہر کے سارے پیغام نفس کو بتاتی رہتی ہے۔نفس نامرد ہونے کی وجہ سے نفس کو اولاد نہیں رہتی۔جب یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ سارے بچہ جو پیدا ہو رہے ہیں وہ کس کی اولاد ہے؟۔اس بات کو لیکر کہیں تو جسم میں رہنے والی روح ہی تمام جانداروں کے لئے بیج داتا ہے۔قدرت کے ذریعے جسم تیار کر کے نفس رہنے کے لائق بننے کے بعد روح ہی جسم کو ماں کے گربھ سے باہر

لے کے آنے کے بعد اس میں نفس داخل ہو رہا ہے (داخل کیا جا رہا ہے)۔اس طرح نفس روح کے ذریعے نیا جسم پا رہا ہے۔ روح ہی نفس کے جسم کا بیج داتا ہونے سے قدرت ماں کی طرح ہے۔روح باپ کی طرح ہے کہہ سکتے ہیں۔ یہ بات اول اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا میں گن تریا و بھاگ ہوگ میں تین، چار شلوکوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

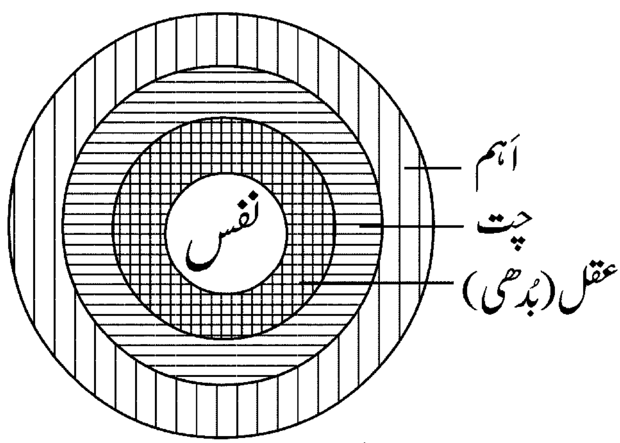

نفس (جیواتما) کا تصویر

شلوک ۳: مم یونی رمہ دبھرحمہ تصمن گربھم ددھامیاھم ۱
سمبھ وَ سّروَ بھوتانام ت تو بھرتِ بھارت! ۱۱
شلوک ۴: س رو یونیشُ کونتے ے! مورتیہ سمبھوم تِ یاہ ۱
تاسام بھرھم مھدیونِہ اھم بیج پردہ پتا ۱۱

مطلب: بدلنے والی قدرت میرا گربھ (یونی) ہے تو میں بیج داتا ہوں۔ یہ جان لو کہ یہی وجہ سے دنیا میں تمام جاندار پیدا ہو رہے ہیں۔"

''تمام یونیوں میں پیدا ہونے والے تمام جانداروں کی ماں قدرت ہے تو روح یعنی میں باپ ہوں۔ میں ہی نفسوں کا باپ ہوں کیوں کہ جسم میں بیج داتا میں ہی ہوں''۔

اس طرح جسم میں کا روح فعل کار کی طرح رہتے ہوئے جسم میں نفسوں کے اجسام تیار ہونے کے لئے ضروری بیج کو روح ہی پہنچا رہی ہے۔ اسی لئے ہم نے روح کو بیج داتا کہا ہیں۔ روح اللہ کی طرح رہتے ہوئے اور ایک طرف فعل کار کی طرح بھی ہے۔ یہ بات کو قرآن گرنتھ سورح 6، آیت 102 میں کہنا ہوا۔

(6-102) ''اللہ ہی تمہارا اصلی معبود ہے۔ وہی ہے سب (نفسوں) کا پیدا کرنے والا۔ اتنا ہی نہیں وہ ہر چیز کا فعل کار (کارساز) ہے''۔ اس طرح کہا ہے۔ اسی لئے اوپر کی بات کے لئے گواہ کی طور پر قرآن کا یہ جملہ دکھ رہا ہے۔ یہ جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ تین گرنتھوں میں بھی اللہ کا سچ موجود ہے۔ روح جسم میں اللہ کی طرح رہتے ہوئے اور فعل کار کی طرح بھی ہے اس بات کو تھوڑا سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ! اگر ہم یہ کہیں گے کہ سلطنت میں بادشاہ کی طرح رہنے والا ہی مذدور کا کام کر رہا ہے تو یہ بات کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص بادشاہ ہے وہ لوگوں کے لئے مالک کی طرح رہتا ہے۔ ایسا شخص کیوں اپنا اوقات (status) بھول کر مذدوری کام کو جائے گا؟۔ یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ تو جسم میں روح اللہ کی طرح اور فعل کار کی طرح دونوں قسم سے کام کرنا سچ ہی ہے کہنے کے لئے قرآن گرنتھ کی (6-102) جملہ بھی یہی بات کہہ رہی ہے۔ اسی لئے ہم نے کہا ہیں کہ یہاں سب سمبھال کر (carefully) آتما کے بارے میں سمجھنا ہوگا۔ آتما کو سمجھانے کے لئے بعض جگہ ہمیں جھوٹ بھی کہنا پڑا۔ خود ہم ہی معلوم ہو کر چند مرتبہ جھوٹ، چند مرتبہ سچ کو کہنے کی

وجہ سے بعض لوگوں میں تھوڑا کنفیوزن (confusion) پیدا ہو کر آخر میں سوال کرنا شروع کریں گے۔ جب سوال کرنا شروع کرتے ہیں تب سچ کو جاننے کی طاقت آتی ہے۔ آتما کے معاملہ میں بعض جگہ ایسا ہی ہوا ہے۔ آتما کا زکر کرے یا پر ماتما کے بارے میں زکر کرے تو بھگوت گیتا میں ' **آتما یا روح** ' کا لفظ ہی استمال کیا گیا ہے۔ ایسا ہی روح کے بارے میں کہیں یا پر ماتما کے بارے میں کہیں جملہ میں آیت میں '' **اللہ** '' کا لفظ ہی استمال کیا گیا ہے۔ ایسا ہی بائبل گرنتھ میں یہ تفصیل سے بتائے بغیر کہ کونسا جملہ کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں آتما کو ہو یا پر ماتما کو ہو دونوں کو '' **باپ** '' کہنا ہوا۔

یہ بات صاف ہے کہ بھگوت گیتا گرنتھ میں دونوں کو ملا کر 'روح' کہنا، قرآن گرنتھ میں دونوں کو ملا کر 'اللہ' کہنا، بائبل گرنتھ میں دونوں کو ملا کر 'باپ' کہنا۔ لیکن یہ بات تین گرنتھ پڑھنے والے تین مذاہب والوں کو زرا بھی نہیں معلوم ہے۔ مسلمان سمجھ رہے ہیں کہ اللہ یعنی 'ایک ہی اللہ ہے'۔ ایسا ہی عیسائی سمجھ رہے ہیں کہ باپ یعنی اللہ ہی ہے۔ اسی طرح بھگوت گیتا میں جہاں بھی آتما کہا گیا وہاں ہندو سمجھ رہے ہیں کہ ایک ہی آتما ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ آتما دو قسم سے موجود ہے ایک، **آتما** اور ایک، **پر ماتما**۔ ایسا ہی مسلمان یہ نہیں جان پائے کہ قرآن گرنتھ میں اللہ یعنی ایک ہی لفظ دونوں کے لئے کہا گیا ہے۔ اس طرح تین مذاہب کے لوگ جسے وہ اپنے گرنتھ کہتے ہیں اس میں کا سچ نہ جانتے ہوئے ایک ہی نام سے کہے گئے دونوں کو ایک ہی سمجھ لے رہے ہیں۔ آتما کہے یا باپ کہے یا اللہ کہے یہ سمجھنے کا موقع تک نہیں ہے کہ اس میں دونوں موجود ہے۔ کیوں کہ! اللہ نے ہی ایسا کیا۔ جیسے قرآن گرنتھ میں سورح 6، آیت 110,111 میں کہا کہ 'کسے کونسے

راہ میں بھیجنا ہے اسے وہی راہ میں بھیجوں گا' **ویسا ہی اللہ انسانوں کو جہالت کے راستہ میں بھی بھیج سکتا ہے، یا علم کے راستہ میں بھی بھیج سکتا ہے۔** ہم نے بیان کرلیا کہ وہ سب انسان کے طریقے کے حساب سے اللہ طے کرتا ہے۔

قرآن گرنتھ میں (6-102) جملہ میں ہے کہ''اللہ ایک ہی تمہارا معبود ہے،اس کے سوا کوئی اور ہے ہی نہیں''۔وہاں جو بھی کہا وہ بالکل سچ ہے۔انسان کا معبود ایک ہی ہے۔دونوں معبود کہیں بھی نہیں ہے۔ایسا کسی بھی اللہ کے گرنتھ میں نہیں کہا گیا کہ دونوں معبود ہیں۔تو اب ہمارا سوال یہ ہے کہ جیسے 112 سورح میں لکھا کہ **''اللہ کو کسی کی ضرورت نہیں ہے''**۔اس کا مطلب یا معنی یہ بھی ہے کہ اسے عبادت یا آرادھنا کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اتنا ہی نہیں 112 سورح میں کہی ہوئی اور ایک جملہ کے مطابق **''کوئی بھی اللہ کے اولاد نہیں ہوتے''** (یعنی اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے)ایسا ہے۔بعض جگہ ایسا ہے کہ **''اللہ سب کچھ، تمام انسانوں کی تخلیق کی''**۔اس کے مطابق ایک اللہ وہ ہے جس نے سب کو پیدا کیا،اور ایک اللہ وہ ہے چاہے وہ کسی کو بھی پیدا کر لے تو بھی، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔یہ بات سورح 112 کے دو تین جملوں کے ذریعے معلوم ہو رہا ہے۔اور پہلے جملہ میں یہ بھی ہے کہ یہ بات تخلیق سے پہلے کے اللہ کے بارے میں کہا ہے اور اس وقت صرف اس کے سوا کوئی نہ تھا۔تخلیق کے بعد اللہ،تمام جاندار سب ہیں۔تخلیق سے پہلے اللہ ایک ہی تھا۔اللہ کے سوا کوئی انسان نہ تھا۔اس طرح بھگوت گیتا میں آتما، پرماتما کے بارے میں، بائبل میں باپ، پاک روح کے بارے میں انسان سوچ سمجھ کر علم کو جاننا پڑے گا۔جب تک یہ معلوم نہیں ہوتا کہ گرنتھ میں کیا کہا گیا ہے تب تک

کوئی عالم (علم والا) بن نہیں سکتا۔

سوال: اللہ کے گرنتھوں میں دونوں کو ملا کر ایک ہی نام سے کیوں کہا؟ ایسا کہنے کی وجہ سے ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ وہ جو نام جانتے ہیں وہ ایک شخص کا نام ہی ہے مگر ایسا تھوڑی نہ سمجھیں گے کہ ایک ہی نام میں دونوں ہیں (یعنی ایسا کوئی نہیں سمجھے گا کہ ایک ہی نام میں دونوں موجود ہیں)۔ کیوں اللہ کے گرنتھوں میں ایک ہی نام نہیں کہا؟ اگر آتما کو آتما اور پرماتما کو پرماتما کہا ہوتا تو جب غلط سمجھنے کا موقع نہیں رہتا نا! اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: اللہ کا علم ظاہر سے، کھلے طریقے سے کہیں بھی نہیں کہا گیا۔ تین گرنتھوں میں بھی علم باطن کہا گیا ہے۔ علم باطن آسانی سے کسی کو سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ اپنے بارے میں یعنی اپنے نام کے بارے میں تفصیلی سے کہے بغیر اللہ کے گرنتھوں میں ہے ایسا ہے کہ دونوں کو ملا کر ایک ہی نام سے کہا ہو۔ اللہ نے ایسا اس لئے کہا تا کہ سمجھ میں نہ آئے۔ اللہ نے اس مقصد سے ایسا کیا کہ (گرنتھ کا علم) ایسا رہنا چاہئے کہ جو شخص اپنے (اللہ کے) علم پر توجہ رکھتا ہے صرف اسے ہی سمجھ میں آئے اور باقی لوگوں کو کسی کو بھی سمجھ میں نہ آئے۔ جسے اللہ پر اور اللہ کی علم پر توجہ ہے وہ سچ جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح کے شخص کو اللہ خود اس کے اندر یعنی باطن میں ہی ایسا کرتا ہے کہ اسے سچ سمجھ میں آجائے۔ جن لوگوں کو اللہ پر پورے طریقے سے دھیان نہیں ہے چاہے وہ کتنا بھی نقل (acting) کیوں نہ کریں کہ وہ بڑے علم والے ہیں تو بھی اللہ ان کو سچ نہیں بتاتا۔ بعض لوگوں کو (اللہ پر) دھیان نہیں رہتا لیکن ایسا دکھاوا کرتے ہیں کہ انہیں اللہ پر بہت توجہ یا شردھا ہیں، ایسے

لوگوں کو اپنا طریقہ معلوم نہیں ہونا چاہئے (ایسا سمجھ کر) اللہ نے جان بوجھ کر ایک ہی نام میں دونوں کو کہا۔ اللہ سب جانتا ہے۔ وہ یہ سب سوچ سمجھ کر ہی کہا ہے۔ اسی لئے اسے ''بڑا حکمت والا'' کہہ سکتے ہیں۔ یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ نے اپنے علم کو ایسا نہیں رکھا کہ وہ براہ راست سمجھ میں آجائے اور اس نے کئی موڑ (turns) گھمایا ہوگا۔

سوال: اللہ کی بات کو اُدھر رکھ کے، آپ کے بارے میں پوچھتے ہیں جواب دیجئے۔ اسی سال، دس مہینوں کے نیچے آپ نے لکھی ہوئی ''تلگو'' نام کی چھوٹی سی گرنتھ میں 29 صفحہ میں اس طرح لکھے تھے۔'' آتما دھرموں کے بارے میں برحم ودیا شاستر میں یعنی اللہ کے علم میں ڈھونڈنے پر بھی کونسے بھی صفحہ میں نہیں ملے گا۔ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے دھرم ہیں یا اللہ اپنے اندر دھرم رکھتا ہے۔ تو دنیا میں کسی نے بھی نہیں کہا کہ آتما کے دھرم ہیں۔ کیوں کہ آتما کو دھرم نہیں ہے۔ آتما دھرموں سے پرے ہیں۔'' اس طرح آپ لکھنا ہوا۔ یہ گرنتھ کے شروع میں ہی آپ نے کہا کہ اللہ کو دھرم نہیں ہے، آتما کو دھرم ہیں۔ 'تلگو' نام کی گرنتھ میں اس کے خلاف آپ نے کہا کہ ''اللہ کو دھرم ہیں، آتما کو دھرم نہیں ہیں''۔ آپ نے اُس بات کے پورا خلاف کہا جو اُس گرنتھ میں کہا تھا اور جواب اِس گرنتھ میں کہا ہے۔ مناسبت کے بغیر دو جگہ کیوں آپ نے دو قسم سے کہا؟ اس کا کیا جواب دیں گے؟

جواب: جیسے آپ نے پوچھا اس کے مطابق ہی میں نے ایسا لکھا کہ دو قسم سے دکھے۔ میں 29 صفحہ میں وہ بات لکھنے سے پہلے ہی 28 صفحہ میں بھگوت گیتا کے دونوں شلوکوں کا معنی جانتے ہوئے بھی میں نے انسانوں کی نظر کو پھیر کر شلوکوں کے معنی کو جان بوجھ کر گمراہ کر کے لکھے تھے۔ اس میں سچ تھوڑا ہی بتا کر باقی سارا معنی یا مطلب کو پرماتما کے طرف موڑ

کر یا پھیر کر لکھے تھے۔ وہاں موکش سنیاس یوگ کے 61,62 شلوگوں کے پاس بہت ہی سمبھال کر (carefully) لکھنا پڑا۔ ایسا ہی ہم جب 65,66 شلوکوں کا مطلب لکھ رہے تھے تب تین حصے سچ، ایک حصہ جھوٹ کو ناپ کر کہے تھیں۔ وہاں چار شلوگوں کے اصلی معنی جانتے ہوئے بھی انسان کو اور بھی آگے لے کے جانے کے لئے، راہِ علم میں آنے والے زمانہ میں کسی بھی طرح کے روکاوٹیں نہ ہونے کے لئے یوچنا کر کے (یعنی سونچ کے) ویسا کہنا پڑا۔ میں نے اصلی مطلب یا معنی کو راستہ موڑ کر وہاں سچ کہے بغیر جھوٹ کو جان بوجھ کر کہا۔ اور یہ بات میں نے وہیں پر 28 صفحہ میں ہی لکھا تھا اگر وہ دیکھے ہوتے تو 29 صفحہ میں جو لکھا تھا اسے دیکھ کے تعجب نہیں ہوتے۔

اب میں سوال کروں گا، کیا آپ جواب دے پائیں گے؟۔ میں نے 29 صفحہ میں دو لفظ یعنی اللہ، آتما کہا تھا (استمال کیا تھا)۔ اور گرنتھ کے شروع میں یہ بھی کہا تھا کہ آتما کو اللہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ جب میں نے وہاں یہ کہا کہ اللہ کو دھرم ہیں یا اللہ دھرم رکھتا ہیں تو '**اللہ**' لفظ کو آتما بھی تو سمجھ سکتے ہیں ہے نا!۔ ایسا ہی جب میں نے یہ کہا کہ آتما کو دھرم نہیں ہیں تو '**آتما**' کو اللہ بھی تو سمجھ سکتے ہے! اگر آتما کو اللہ کی طرح، اللہ کو آتما کی طرح بول لئے تو دھرموں کا رہنا یا نہ رہنا برابر ہو جائے گا نا! جب اللہ اور آتما کے بیچ میں فرق نہیں جانتے تب آتما کو اللہ اور اللہ کو آتما کہہ سکتے ہیں۔ جب ان دونوں کے بیچ کا فرق معلوم ہو جاتا ہے تب (دونوں کو) الگ الگ سے تقسیم کر کے بول لینا پڑ گا۔ جب بھی دھرم رکھنے والا، بلا دھرم والا کہہ کر الگ کر کے کہہ سکتے ہیں مگر آتما اللہ یہ لفظوں کو الگ کر کے نہیں بتا سکتے۔ دو نام دونوں پر لاگو ہیں۔ لیکن وہ سچ کے مطابق جو ہم جانتے ہیں کہہ

رہے ہیں کہ جس نے تخلیق کیا وہ پر ماتما ہے اور جو تخلیق کیا گیا وہ روح ہے۔ کیوں کہ وہ آتما سے پرے ہیں (اس لئے) اسے پر ماتما کے معنی سے پکار رہے ہیں۔ تخلیق کار پر ماتما کو دھرم نہیں ہیں۔ ایسا ہی تخلیق کی گئی روح کو دھرم ہیں۔ (تم لوگ) ایسا بھی تو سمجھ سکتے ہیں کہ تلگو گرنتھ میں 29 صفحہ میں میں نے جس روح کے بارے میں کہا ہے وہی اللہ ہے۔

بھگوت گیتا گرنتھ میں روح اور پر ماتما کو ملا کر روح کہا ہیں۔ تم لوگ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ! اب، جب تک میں نے یہ نہیں بتایا کہ کہاں پہ پر ماتما کے بارے میں کہا ہیں اور کہاں روح کے بارے میں کہا ہیں یہ بات بھگوت گیتا میں فیصلہ کر کے نہیں بتایا (یعنی صاف طور پر نہیں کہا)۔ ترجمہ کرنے والے بھی اسے فیصلہ کر کے اس طرح تفصیل سے نہیں لکھا کہ یہاں آتما کے بارے میں کہا ہیں اور وہاں پر ماتما کے بارے میں کہا ہیں۔ اور کھلے طریقے سے اس کا معنی نہیں بتایا۔ ایسا ہی بائبل گرنتھ میں باپ کا لفظ آتما کے لئے کہا گیا۔ ایسا ہی پر ماتما کے لئے بھی کہا گیا۔ اب اگر قرآن گرنتھ کی علم کو دیکھتے ہیں تو اس میں اللہ کا لفظ کہا گیا ہے، اور تمام مسلمان ایک ہو کر کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہی ہے اس طرح کہنے کے باوجود بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس میں جسم میں کا روح یعنی دھرم رکھنے والا اللہ، بلا دھرم والا پر ماتما (ان دونوں میں سے) کیا وہ اللہ صحیح اللہ ہے جسے تخلیق سے پہلے کسی کی ضرورت نہیں تھی؟، یا وہ اللہ صحیح اللہ ہے جس نے انسانوں کی تخلیق کی اور جسے سب کی آردھناؤں (عبادتوں) کی بھی ضرورت ہیں؟۔ گرنتھ میں دھرم والا اللہ اور بلا دھرم والا اللہ اس طرح دونوں اللہ ہونے کی وجہ سے یہ شک وشبہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے اصلی اللہ کون ہے؟ اب تک کسی نے بھی یہ دو طریقوں کو تین گرنتھوں

میں فیصلہ کر کے نہیں بتایا۔اللہ کے گرنتھ انہیں الگ کر کے نہ دکھانے سے آخرانسان کو اللہ پرہی ڈپنڑ (depend) ہونا پڑا۔سب کو یہ سمجھتے ہوئے انتظار کرنا ہی پڑے گا کہ آخراس کا (یعنی ان دونوں کو الگ کر کے بتانے والا) فیصلہ کر کے بتانے والا اللہ ہی ہے!۔

جیسے بھگوت گیتا گنان یوگ میں 7,8 شلوکوں میں کہا ویسا اللہ انسان کی طرح پیدا ہو کے آ کر وہ اللہ کے دھرموں کو بتا کر جائے گا جو دب گئے تھے۔جب انسان دھرموں کے مطابق چلنا شروع کرے گا۔بعد میں چند وقت کے بعد جسم میں کا اللہ یعنی روح ادھرموں کو واپس پیدا کرے گا۔اس سے جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے ویسے ویسے ادھرم ایک ایک کر کے باہر مضبوط ہو جاتے ہے۔ابتداء کائنات سے دھرم ہیں۔ایسا ہی ابتداء کائنات سے ادھرم بھی ہیں۔تو چند وقت ادھرم بڑھ جاتے ہیں تو بعد میں پرماتما زمین پر انسان کے مانند اوتار لیکر واپس دھرموں کو بتا کر جائے گا۔یہ طریقہ ابتداء کائنات سے اب تک چکر کے مانند ہوتے ہوئے،گھومتے ہوئے آرہا ہے۔اس کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ دھرموں کو بتانے والا باہر کا اللہ ہے،تو ادھرموں کو بڑھانے والا اندر کا اللہ ہے۔

جسم کے اندر جو تین روحیں ہیں ان میں سے درمیانی روح نفس کے لئے اللہ اور فعل کار ہے،اسی وجہ سے (وہ روح) اللہ کی طرح انسان کی زندگی گزار رہی ہے ۔انسان میں فعل کار کی طرح رہتے ہوئے جسم میں رہنے والی روح کام کرنے کی وجہ سے ہی نفس زندہ رہ پا رہا ہے۔روح انسان کے ارادے کے مطابق اسے کرم لگاتی ہے اور شردھا کے مطابق علم پہنچاتی ہے۔جو شخص جہالت پر شردھا رکھتا ہے اسے جہالت کو،

ادھرموں کو روح ہی تعلیم دیتی ہے۔ابتداء کائنات میں اللہ نے آتما کو پیدا کرکے، آتما کو کام سونپ دیا۔ابتداء کائنات میں اللہ نے آتما کو تیار کر کے خود آتما سے الگ رہتے ہوئے پرماتما کہلوا رہا ہے۔پرماتما نے جسم میں روح کو اللہ کی طرح مقرر کیا۔اور ایسا مقرر کیا کہ وہ کام بھی کریں۔پرماتما کے حکم کے مطابق روح انسان کو علم ہو یا لاعلم ہو پہنچاتی ہے۔آتما جسم میں اللہ کی طرح رہتے ہوئے اپنے باپ پرماتما نے جو حکم دیا اس کے مطابق اللہ کی طرح رہ رہی ہے۔آتما کو اللہ بنا کر وہ (پرماتما) پوشیدہ ہو گیا (یعنی کسی کو معلوم نہ ہوئے جیسا رہ گیا)۔اللہ کے گرنتھوں میں خاص آتما کا علم ہے اور پرماتما کا علم بہت کم ہے۔

پرماتما ابتداء کائنات میں جو کرنا ہے وہ سب کچھ کر کے بعد میں وہ خود کچھ نہ کرتے ہوئے، کسی کو معلوم ہوئے بغیر، دھرموں کو ملے بغیر مستحکم ہو گیا۔جب سے جسم میں روح ہی نفس کے لئے اللہ کی طرح رہتے ہوئے اس کے شردھا کے مطابق اسے علم یا جہالت پہنچانے کی وجہ سے، انسانوں کی شردھا جہالت پر رہنے کی وجہ سے، وہ اللہ جو جسم میں ہے ادھرموں کی بھی تعلیم دے کر بڑھا کر، پرورش کر رہا ہے۔ایسی حالت سے انسان باہر نکل کر ، واپس دھرموں کے طرف آنیکے لئے پرماتما کے انش(ansh یعنی اللہ کا یاک حصہ) سے انسانی اوتار پیدا ہو کر آ رہی ہے۔اسی کو '**بھگوان یا خدا**' کہہ رہے ہیں۔اس طرح آیا ہوا شخص انسان ہونے پر بھی اس میں اللہ کا انش رہنے کی وجہ سے اللہ کے فرشتے یعنی اللہ کے سب حکام اس کی سجدہ کر رہے ہیں۔یہ جان لیں کہ اللہ خاص کر جس انسان کو زمین پر بھیجتا ہے اسی کو خدا یا بھگوان کہتے ہیں۔بھگوان چند ہذار سالوں کو یا لاکھوں سالوں

کو زمین پر آنا ہوتا ہے ۔ جب جسم میں آتما اللہ، جسم سے آیا ہوا اللہ، وہ پر ماتما جو ابتداء کائنات سے پوشیدہ ہے تینوں اللہ ؤں کی طرح ہیں۔ بھگوان کی طرح آیا ہوا شخص انسان ہی ہے پھر بھی اسے 'temporary allah' (یعنی اس وقت میں وہ شخص ہی اللہ ہے) کہہ سکتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ آخر وہ شخص کون ہے جو بھگوان کی طرح آیا ہے۔ جو شخص بھگوان کی طرح آیا ہے وہ باہر کا اللہ ہے اسی وجہ سے اگر زرا بھی یہ بات معلوم ہو گیا کہ فلانا شخص ہی خدا یا بھگوان ہے تو بھی نجات حاصل ہوتی ہے۔ یہی بات کو بھگوت گیتا گنان یوگ باب میں شلوک نمبر ۹ میں کہہ چکے ہیں ایک بار دیکھئے۔

شلوک ۹:　جنم کرمچ مے دویا میوم یو ویتۡ تتوت ہ ا
تیکتوا دیھم پنر جنم نئتی مامے تِ سو رجنہ　۱۱

مطلب: ''اگر تھوڑا سا بھی یہ بات کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ میں فلان جگہ پیدا ہوا ہوں اور میرے جنم کے بارے میں اور میں فلان کام کر رہا ہوں تو ویسا شخص موت کے بعد الگ جنم میں پیدا نہیں ہوگا۔ وہ براہ راستہ مجھ میں شامل ہو جائے گا۔''

ایک انسان نجات حاصل کرنے کے لئے پہلے اس نے جو بھی کرم (عمل) کر لیا وہ سب ختم ہو جانا چاہئے۔ انسان نئے اعمال کے علاوہ پرانے اعمال ہی بھگتتا ہے پھر بھی وہ اور بھی چند جنموں تک بھگتنے کے اعمال کو کما لیا ہے۔ انسان جب اپنے پورے کرم ختم کر لیتا ہے تب نجات (مکتی) حاصل ہوتی ہے۔ پورے کرم ختم ہونے کے صرف دو ہی راستہ ہیں۔ ایک نئے اعمال کو آئے بغیر کر لے کے، پرانے جب ختم ہو جاتے ہیں تب انسان کو نجات حاصل ہوتی ہے۔ انسان کرم یوگ کے ذریعے خود کو اعمال لگنے سے بچا لے سکتا

ہے۔لیکن انسان یہ نہیں جانتا کہ کرم یوگ کیا ہے۔آج انسان ایسی حالت میں ہے کہ وہ بہت سا علم جانتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ یوگ سے کیا مراد ہے اور اسے کس طرح عمل کرنی چاہئے۔(اچھے سے علم جاننے کے بعد) اگر ایک اچھا گرو (مرشد) مل گیا تو اس کے ذریعے کرم یوگ جان کر، اگر وہ کرم یوگی بن گیا تو چند وقت کے بعد ہو، یا چند جنموں کے بعد ہو اس شخص کا پورا کرم ختم ہو جائے گا۔ جب اسے نجات پانے کا موقع رہے گا۔

بھگوت گیتا میں اللہ نے دو یوگ بیان کیا ہے۔آتما کے دھرموں کے مطابق یا اللہ کے دھرموں کے مطابق کرم یوگ (karma yog)، برحم یوگ (brahma yog) یہ دو یوگ ہیں۔تیسرا بھکتِ یوگ (bhakti yog) ہے۔وہ دھرموں سے پرے ہیں۔بھکتی یوگ بہت ہی خاص ہے۔کیوں کہ! کرم یوگ میں ایک سال میں جلنے والا کرم **بھکتِ یوگ** میں ایک ہی دن میں جل جائے گا۔ بہت ہی جلدی کرم ناش ہونے کا یا اعمال جل جانے کا یوگ بھکتِ یوگ ہی ہے۔ ہمارے جسم میں جو من ہے اگر اس کو دبا دئے تو جس وقت من کام نہیں کرتا وہی برحم یوگ ہے۔من کو کام کئے بغیر روکنا بہت ہی مشکل ہے یا من کو روکنا بہت ہی مشکل کام ہے۔کیوں کہ! من بہت ہی طاقتوار ہے، وہ انسان کے کوشش کرنے پر بھی اس کے قابو میں نہیں آتی اور پریشان کرتی رہتی ہے۔اسی لئے حضرت ویمنا یوگی صحاب نے اپنے نظموں (poems) میں من کے بارے میں ایک نظم کہا تھا۔وہ نظم کو اور اس کے مطلب کو نیچے دیکھئے۔

وہ شخص گرولنگ جنگ ہے جس نے کتے کو کھایا ہو
وہ شخص پرم یوگی ہے جس نے سور کو کھایا ہو
وہ شخص بہت ہی اچھا عالم ہے جس نے ہاتھی کو کھایا ہو
وشودابھِ رام وِنُر ویما۔

مطلب: ہمارے جسم میں من کتے کی طرح بہت ہی چنچل ہے (یعنی خوب حرکت کرنے والی)۔ایک پل بھی مستحکم (stable) رہے بغیر جس طرح کتا گھر گھر گھومتا ہے اسی طرح من بھی باتوں پر گھومتا رہتا ہے۔ وہ شخص جس نے کتے کے مانند چنچل من پر فتح حاصل کی وہ سچ میں گرو کے برابر ہے۔ یعنی گرو وہ ہے جس نے من پر فتح حاصل کیا ہوا ہو یہی بات کو اوپر کے نظم میں سمجھاتے ہوئے کہا کہ 'جس نے کتے کو کھایا وہ گرولنگ جنگ ہے'۔

من چنچل ہی نہیں بلکہ وہ بہت ہی نیچ باتوں پر بھی جاتی رہتی ہے۔اسی لئے اسے سور کے برابر کمپار (compare) کر کے جس نے اس پر جیت حاصل کی وہ پرم یوگی ہے کہتے ہوئے نظم میں کہا کہ 'جس نے سور کو کھایا وہ پرم یوگی ہے'۔

من چنچل ہے، گھٹیا ہے اتنا ہی نہیں طاقتوار اور مضبوط بھی ہے۔ جو لوگ اس طرح سمجھتے ہیں کہ 'کسی بھی صورت میں ہمیں من پر قابو پانا ہی ہوگا' ان لوگوں کے قابوں میں وہ (من) اتنی آسانی سے نہیں آتی۔ کتنی بھی طاقت سے من کو روکنے کی کوشش کرنے پر بھی وہ بہت ہی طاقتوار ہونے سے وہ جاتے ہی رہتی ہے۔کوشش کہنے والی رسیوں سے باندھنے پر بھی ٹہرے بغیر ہمیں آسانی سے کھینچ کر لے کر جانے والی من کو طاقت وار کی طرح بیان کرتے ہوئے اسے ہاتھی سے کمپار کیا۔ایسی طاقتوار من پر جیت حاصل کرنے

والا اچھا عالم ہے کہتے ہوئے' جس نے ہاتھی کو کھایا وہ بہت ہی اچھا عالم ہے' کہا.

من چنچل ہے اس لئے کتے سے، نیچ یا گھٹیا ہے اسلئے سور سے، اور طاقتوار ہے اس لئے ہاتھی سے کمپار کر کے، اس پر جیت حاصل کرنے کو ایسا بیان کیا کہ اسے کھا کر ختم کرو۔

انسان کے جسم میں انتح کرنوں (antah karan) میں سے ایک احم (انا نیت) بھی ہے اگر یہ انا نیت کو دبا دیں گے تو جب وہ کرم یوگ ہوتا ہے۔ کرم یوگ کے بارے میں انسانوں کو معلوم نہ ہو کر بہت سے لوگ سنیاس (سادھو) بن کر کا شائے رنگ کے کپڑے پہنے تھے۔ کام کرنے میں ہی کرم یوگ ہے۔ پر پنچ میں (دنیا میں) کام کرتے ہوئے یوگ کرنے کا طریقہ بہت سے عالموں کو نہیں معلوم۔ کرم یوگ ہو یا برحم یوگ ہو دو بھی اصولوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ بھکتی یوگ بلا اصولوں والی ہے۔ انسان بھکتی یوگ میں اپنے پوری زندگی بھگتنے والے عمل (کرم) کو چند دنوں میں ہی ختم کر لے سکتا ہے۔ وہ کرلے نے کا کچھ نہیں وہ (اعمال) خود بہ خود بھسم (راخ) بن جایں گے۔ ایسی بھکتِ یوگ کے ذریعے آسانی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ جب پر ماتما دین یا دھرم قائم کرنے کے لئے زمین پر آتا ہے اس وقت وہ کسی کو معلوم ہوئے بغیر رہتا ہے۔ لیکن وہ دھرموں کے مطابق جن کی تعلیم پر ماتما دیتا ہے اور وہ علم کے مطابق جس کی تعلیم پر ماتما دیتا ہے یہ پہچاننے کا موقع ہے کہ وہ فلانا ہے۔ علم اور دھرموں کے بنیاد پر ہی اسے پہچان سکتے ہیں۔ تو جہاں تک ہم جانتے ہے اس کے مطابق اور اس بات کے چند دلیل بھی ملے ہیں کہ پانچ ہذار سال پہلے ایک مرتبہ اور اسرائل ملک میں دو ہذار سال پہلے ایک مرتبہ اللہ

بھگوان یا خدا کی طرح آ کر گیا ہے۔لیکن وہ آ کے چلے جانے کے بعد فلانا والا بھگوان ہے کہہ کر معلوم ہونے پر بھی کچھ بھی فائدہ نہیں ہے۔حال ہی میں یعنی ویکتمان زمانہ میں (ورتمان کال یاin present time)اگر خدا کے جنم کے بارے میں معلوم کر لئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص کا جنم کامیاب ہو گیا۔وہ آسانی سے نجات پائے گا۔اس سے بڑھ کر خوش نصیب اور کوئی نہیں ہوگا۔

جہاں تک میں جانتا ہوں پانچ ہذار سال پہلے کرشن خدا کی طرح زمین پر آیا تھا۔اس وقت 126 سال زندہ رہنے پر بھی وہ کبھی بھی علم کو باہر نہیں کہا۔اس کے زندگی میں اچھے برے سب کام کرتے ہوئے زندگی گزارا۔اگر ان کی زندگی ایک بار غور کریں تو انہیں بھگوان کہنے کا موقع تک نظر نہیں آتا۔چلئے،وہ کیسے بھی زندگی گزارے اسے چھوڑ کر دیکھیں تو وہ اپنے پورے زندگی میں سوائے ایک مرتبہ کبھی بھی اللہ کا علم نہیں کہا۔وہ بھی ارجن نے کہا تو (ہم لوگوں کو معلوم ہوا) کہ کرشن نے اسے (ارجن کو) علم بتایا،ورنہ جب اس نے علم کہا تھا تب کسی انسان نے بھی نہیں دیکھا۔اس کے موجودگی کے دنوں میں یہ بھی کسی کو نہیں معلوم کہ کرشن نے جنگ کے میدان میں ارجن کو علم کہا۔بعد میں چند وقت کے بعد ویاس نے جب بھگوت گیتا کو گرنتھ کی صورت میں لکھا تب جا کر معلوم ہوا کہ وہ کرشن کہی ہوئی علم تھی۔اس وقت کرشن مر چکا تھا اسی لئے اس کے بارے میں بعد میں معلوم کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔جب وہ زندہ تھا تب کرشن کے بارے میں جاننے کے لئے کسی بھی انگل(angle) سے دیکھ لے اس کے زندگی میں علم کسی کو نہیں دکھا۔بس اتنا سنا ہے کہ اس نے علم کہا،سوائے اس کے جب وہ علم کہا تھا تب کسی نے بھی

نہیں دیکھا۔اتنا ہی نہیں اس نے دوسروں سے کسی سے بھی نہیں کہا صرف اس کا اپنا رشتہ دار ارجن سے ہی کہا تھا۔کسی کو معلوم ہوئے بغیر راز سے دوسرے انسان کو بھی معلوم ہوئے بغیر کہا تھا۔یہ سب دیکھنے کے بعد یہ شک وشبہ بھی ضرور پیدا ہوگا کہ کیا واقع کرشن نے بھگوت گیتا کہا؟یا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ارجن اور ویاس دونوں مل کر ایسا پکار اٹھائے ہوں گے کہ گرشن نے ہی کہا ہے۔کیا بھگوت گیتا کو کرشن نے کہا ہے یا نہیں؟یا گرشن نے کہا ہے بول کر خود ارجن نے ہی کہا؟ورنہ خود ویاس ہی علم بتا کر ارجن پر یا کرشن پر بول رہا ہے ؟اس طرح کے شک وشبہ پیدا ہونے کا موقع ہے۔یہ سب صرف شک ہی ہے مگر سچ نہیں ہے۔

جب کرشن آیا تھا اس وقت اس کا عمر تقریباً ۹۰ سال کے بعد ارجن کو علم بتانا ہوا۔وہ بھی مہینہ یا سال نہیں صرف ۱۰ منٹوں کے اندر ہی پانچ یا چھ منٹوں میں ہی کہنا ہوا ۔کرشن کہنے پر بھی ارجن کے ذریعے سنا ہوا ویاس اسے گرنتھ کی صورت میں لکھ کر'بھگوت گیتا'نام رکھا۔اس طرح نام رکھنے سے یہ معلوم ہونے کا موقع ہے کہ کرشن ہی بھگوان یا خدا ہے۔لیکن کرشن ایسا نہیں چاہتے یعنی ان کو پسند نہیں ہے۔کرشن کہنے کے دوسال بعد ہی بھگوت گیتا گرنتھ کی شکل اختیار کی۔جب دوسرے ملک میں'موشے'نام کے نبی کو کرشن سوپن(swapn)یا خواب میں دکھ کر اپنے گرنتھ کو اسے دیکر اس کا نام''تورات''کہنا ہوا۔اس طرح بھگوت گیتا کو خود کرشن ہی بھگوت گیتا نہ کہتے ہوئے خاص معنی سے تورات کہنا ہوا۔اس نے ہی ایسا کیا کہ دوسرے ملکوں میں وہی بھگوت گیتا کو دوسرے نام سے پکارے کیوں کہ بھگوت گیتا میں بھگوان کہہ کر رہے اور سب کہتے ہیں کہ جو بھگوان نے

کہا اسی کو بھگوت گیتا ہے اور ایسے کہنے سے اپنے (کرشن کے) بارے میں باہر آنے کا موقع ہے ۔ یہ اللہ کا ارادا ہے اسی لئے اب تک ہمارے سوا یہ بات کسی کو معلوم نہیں کہ تورات یعنی بھگوت گیتا ہے ۔ موشے اُس دن بھگوت گیتا (تورات) گرنتھ کی علم کو باہر کہنے پر بھی یہ بات کوئی نہیں جانتا کہ وہ بھگوت گیتا کا علم ہے ۔ اُس دن لوگوں نے کہا کہ موشے نے جو علم کہا وہ دھرم شاستر میں کا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ بھگوت گیتا ہے ۔ آج عیسائی مت کے لوگ موشے کا نام تو جانتے ہی ہے لیکن وہ لوگ اسے 'موشے دھرم شاستر' کہتے ہیں جو موشے نے کہا مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ موشے سے پہلے کس سے آیا تھا ۔ موشے کے بعد تورات کو کسی نے نہیں دیکھا کیوں کہ یہ معلوم ہونے کا موقع مل جائے گا کہ موشے دھرم شاستر ہی تورات ہے اور تورات ہی بھگوت گیتا ہے ۔ جب موشے تھا اس وقت بھی موشے کے سوا تورات گرنتھ کو کسی نے نہیں دیکھا ۔ اس وجہ سے یہ معلوم ہونے کا موقع ہی نہیں رہا کہ بھگوت گیتا ہی تورات ہے، تورات ہی موشے دھرم شاستر ہے ۔ عیسائیوں کو موشے دھرم شاستر نام کے سوا اصل میں وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے ۔ ایسا ہی مسلمان کہتے ہیں کہ تورات نام ہم اچھی طرح جانتے ہیں لیکن مسلمانوں کو بھی نہیں معلوم کہ وہ کیا ہے ۔ اسی لئے بھگوت گیتا کا علم سب مذاہب یا متوں میں پھیل جانے پر بھی بھگوت گیتا نام تو صرف ہندوؤں کے پاس ہی ٹھہر گیا ۔ ہندو بھی نہیں جانتے کہ تورات ہی بھگوت گیتا ہے ۔

سوال: بھگوت گیتا کا علم دوسرے ملکوں میں بعض کو ان کے گرنتھ باہر آنے سے پہلے ہی اگر دھرم شاستر کی طرح معلوم ہو کر ہے تو وہ زمانہ میں جو عالم ہے ان میں بھی بھگوت گیتا کا علم

نہیں دِکھا۔ یسوع بھگوت گیتا کے مطابق آتما یا پر ماتما کہے بغیر کیوں اس نے آتما کو باپ ،اللہ کو پاک روح کہا؟ اس کا جواب دیجئے؟

جواب: موشے یسوع کے پیدا ہونے سے پہلے ہی وہ تورات کا علم کہہ چکا تھا جو اسے پہلے سے ہی معلوم تھا۔ یسوع سے تین ہذار سال پہلے ہی موشے کی دھرم شاستر روشن میں آئی۔ یسوع پیدا ہونے کے بعد یسوع کی زندگی پوری غریب حالت میں ہی گزری ۔یسوع کو تیس سال عمر آنے تک وہ ماں کے پاس ہی اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر تھا۔تیس سال کے بعد علم کی تعلیم دی۔ یسوع اپنے تیس سال کی زندگی میں کبھی بھی علم نہیں سکھا۔ یسوع ماں اور بھائیوں کو چھوڑ کر باہر آ کر خود اللہ کی علم کو لوگوں کو تعلیم دینا شروع کیا۔ جو علم اس نے تعلیم دی وہ اس نے نہیں سیکھا۔اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی وہ علم جانتا تھا۔ جو علم اس نے تعلیم دی وہ بھگوت گیتا علم کے برابر ہے۔کرشن نے جس زبان میں بولا ،عیسیٰ نے جس زبان میں بولا اس میں فرق ہوسکتا ہے مگر علم میں کچھ بھی فرق نہیں ہے۔ دِکھنے کے لئے ایسا لگتا ہے کہ جو علم بولا گیا وہ الگ ہے مگر دو علموں کا مطلب یا معنی ایک ہی ہے۔

مثال کے طور پر بھگوت گیتا میں پُرشوتم پراپتِ یوگ میں 16,17 شلوکوں میں یہ تین نام کہا کہ کشر(k s h a r)،اکشر(a k s h a r) ، **پُرشوتم (purushottam)**۔اللہ تین روحوں میں تقسیم ہے اور تقسیم میں تین روحوں کے ناموں کو کشر ،اکشر ، پرشوتم کہا ہے ۔یہی بات کو یسوع بھی بائبل گرنتھ میں متی خوشخبری 28 باب کی 19 جملہ میں ''باپ، بیٹا، پاک روح'' تین ناموں کو کہا ہے۔بھگوت گیتا میں

کہی ہوئی تین روحوں کے نام الگ سے ہےتو وہی تین روحوں کو ہی یسوع نے کہا ۔تو زبان الگ ہونے کی وجہ سےلوگ یہ سمجھ نہیں سک رہے ہیں کہ جو بھگوت گیتا میں ہے وہی بائبل میں ہےاور جو کرشن نے کہا وہی یسوع نے کہا۔ کرشن نے جو کہا وہ ترتیب کے ساتھ کشر،اکشر، پرشوتم ہے۔تو یسوع نے جو کہا وہ ترتیب میں آگے پیچھے ہےبس اس کےعلاوہ اور کچھ نہیں ۔ **بیٹا** لفظ **کشر** لفظ کے برابر ہے۔ایسا ہی **باپ** لفظ **اکشر** لفظ کے برابر ہے۔ پاک روح یہ لفظ پرشوتم لفظ کے برابر ہے کہہ سکتے ہیں۔بھگوت گیتا کے مطابق پہلے بیٹا، باپ بعد میں پاک روح کہنا چاہیئے۔لیکن پہلے باپ کہہ کر بعد میں بیٹا کہنا ہوا۔کیسے بھی کہو بیٹے سے باپ بڑا ہے، باپ سے بڑا پاک روح ہے۔اسی لئے پہلے بیٹا، بعد میں باپ اس کے بعد پاک روح کہہ سکتے ہیں۔ترتیب میں گرنتھ میں کہا ہیں کہ باپ، بیٹا، پاک روح۔لیکن ہم علم کے مطابق یہ سمجھنا چاہیئے کہ بیٹا، باپ، پاک روح۔

جیسے بھگوت گیتا میں کہا کشر کا معنی ناش ہونے والا ہے۔جسم میں رہنے والا نفس ہی ناش ہونے والا ہے۔ بائبل میں کہا ہوا بیٹا بھی نفس ہی ہے ۔اکشر یعنی ناش نہ ہونے والا ۔ یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ناش نہ ہونے والا روح ہے ۔وہ روح یا آتما جو جسم میں اللہ کی طرح ہے وہ کبھی ناش نہیں ہوتی ۔ایسا ہی بائبل میں جسم میں رہنے والے آتما اللہ کو باپ کہا ہیں۔نفس ناش ہونے پر بھی اللہ کبھی ناش نہیں ہوتا اسی لئے کشر،اکشر کہا ہے یہ بات نفس اور روح کے طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔اسی طرح سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیٹا ناش ہونے پر بھی باپ اللہ کی طرح رہنے کی وجہ سے وہ ناش نہیں ہوتا۔جیسے بھگوت گیتا میں کہا اس کے مطابق یہ معلوم کر لئے کہ پرماتما ابتداء کائنات کا اللہ ہے، کائنات بننے

کے بعد روح ہی تخلیق کیا گیا اللہ ہے اور روح ہی جسم میں اللہ کی طرح مقرر کیا گیا ہے۔ پرماتما یعنی ابتداء کائنات کا اللہ تخلیق کے بعد روح کو اللہ کی طرح مقرر کر کے اپنے تمام اختیار روح کو سونپ دیا ہے یہی بات یوحنا خوشخبری باب 5 جملہ 21 سے 28 تک ایسا ہے کہ روح پاک نے اپنے بیٹے روح کو اختیار دئے۔

پرماتما پرنچ کی تخلیق کرنے کے بعد آتما کی تخلیق کر کے تمام تخلیق کے طریقہ کو روح کو سونپ دیا کیوں کہ وہ (پرماتما) کام نہیں کرنا چاہتا ہے اور وہ خاموش رہ گیا تو روح نفس کو انسان کی طرح تخلیق کر کے پورا پرنچ کو تیار کی۔ روح کو ستری لنگ (موئنث)، پُم لنگ (مذکر) دو قسم سے کہہ سکتے ہیں۔ اسی لئے تیار کی کہہ کر (female) میں کہہ رہے ہیں۔ اور بھی کہیں تو تیار کیا (male) کہہ سکتے ہیں۔ نفسوں کو اجسام سے جس نے بنایا وہ روح ہی ہے اسی لئے روح کو باپ کہہ سکتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی ہم نے بہت بار کہیں تھیں کہ سب کا باپ روح ہی ہے، وہی سب کا بیج داتا ہے اسی لئے نظر آنے والے جسمانی باپ سے کوئی بھی پیدا نہیں ہوئے۔ اسی لئے کہہ سکتے ہیں کہ نفسوں کا باپ روح ہے۔ انسان کا بیج داتا روح ہونے کی وجہ سے انسان روح کو باپ بُلا سکتا ہے۔ روح کو پرماتما نے تیار کیا اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ روح کا باپ پرماتما ہے۔ تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان میں سے اللہ کون ہے؟۔ انجیل گرنتھ میں (بائبل میں)، قرآن گرنتھ میں کہہ چکا تھا کہ اصلی اللہ وہ ہے جو تخلیق سے پہلے تخلیق کار تھا لیکن وہ تخلیق کے بعد جیسے اپنے مقام کو استعفی (resignation) دیا ہو خود اللہ کی طرح نہ رہتے ہوئے اپنے ذریعے تخلیق کیا گیا روح کو اللہ کی طرح مقرر کر کے اپنے تمام اختیاروں کو اپنے بیٹے روح کو سونپ کر

،کہا کہ تم لوگوں کا معبود ایک ہی ہے اور وہ اپنا بیٹا ہی ہے، اپنا بیٹا ہی اللہ ہے اس کے سوا زمین پر کوئی اور معبود نہیں ہے۔ یہ باتیں ہم اس سے پہلے ہی بتا چکے تھے۔ اللہ اپنے بیٹے روح کو اللہ کی طرح اعلان کرنے کے بعد کہا کہ میری آرادھنا (عبادت) کئے بغیر میرے بیٹے کی آرادھنا کرو، ہمیشہ انسانوں کا معبود ایک ہی ہے، اگر میرے بیٹے کی عبادت کئے تو اس کا مطلب میری عبادت کی، اگر میرے بیٹے کی عبادت نہیں کی تو اس کا مطلب میری بھی عبادت نہیں کی۔

اس کے مطابق بھگوت گیتا میں بھی کہا گیا کہ اللہ ایک ہی ہے اور وہی جسم میں رہنے والا روح ہے۔ ہر انسان کو یہی کہنا ہوگا کہ اللہ ایک ہی ہے۔ ایک ہی اللہ کی آرادھنا (عبادت) کرنی چاہئے۔ جسم میں رہنے والی روح ہی تمام انسانوں کے لئے اللہ اور باپ ہے اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ جسم میں رہنے والے روح کے لئے پرماتما باپ ہے۔ اور ہم نے یہ بھی کہا کہ بائبل گرنتھ میں پرماتما کو پاک روح کہتے ہیں۔ پرماتما کو پاک روح بلایا جارہا ہے تو آتما کو باپ بھی کہہ رہے ہیں۔ خوب غور کریں تو ہم نے یہ پہلے بھی کہا ہیں کہ انسان کا باپ روح ہے تو، روح کا باپ پرماتما ہے اسی لئے انسان کا دادا پرماتما ہو رہا ہے ۔یہی بات کو بھگوت گیتا میں راج ودیا راج کہیا یوگ 17 شلوک میں کہا ہے دیکھئے۔

شلوک 17: **پتاہ مثیا جگتو ماتا دھاتا پتامھاہ ا**

ویدیم پَ وِتُر مونکار رکثام یجوریوچ اا

مطلب: ''میں ہی روح یا آتما کی صورت میں پرپنچ کے لئے ماں اور باپ ہوں۔ پرماتما کی صورت میں دادا ہوں''۔

اس طرح جیسے بھگوت گیتا میں کہا گیا پرماتما نفسوں کا دادا ہے۔ آتما باپ کی

طرح ہے اسی لئے ہر ایک جاندار جو پیدا ہوا اس روح کو باپ بول کر پکارنا چاہئے۔ تو وہ انسان جو علم نہیں رکھتے انہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گا کہ روح سے ان کا کیا رشتہ ہے اسی لئے وہ ایسا نہیں بول لے رہے ہیں کہ روح ہی اللہ ہے یا روح ہی باپ ہے۔ ہندو یہ معلوم نہ ہوتے ہوئے کہ اللہ کون ہے قدرتی درخت کو، پہاڑ یا پتّر کو سجدہ کر رہے ہیں۔ باقی مذاہب یا متوں کی بات کریں تو وہ یہ تو کہہ رہے ہیں کہ اللہ ایک ہی ہے مگر یہ صحیح کہہ نہیں پا رہے ہیں کہ وہ ایک کون ہے۔ اگر عیسائیوں سے پوچھیں گے تو وہ یہ طے کر کے بتا نہیں پا رہے ہیں کہ کیا باپ آتما ہے؟ یا داداپاک روح اللہ ہے؟۔ ایسا ہی مسلمانوں سے پوچھیں گے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ ایک ہی ہیں۔ کیا وہ ایک اللہ، تخلیق سے پہلے کا اللہ ہے؟ یا تخلیق کے بعد کا اللہ؟ اگر ایسا پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دونوں اللہ ئے کہاں ہیں؟ اللہ تو ایک ہی ہے نا!۔ انہیں یہ تک معلوم نہیں ہوا کہ ان کے گرنتھ قرآن گرنتھ میں ہی (3-18) آیت میں، (6-102)، (2-255) آیات میں تخلیق کے بعد والے اللہ کے بارے میں ہے اور سورح 112 کے چار آیات میں تخلیق سے پہلے کے اللہ کے بارے میں ہے۔ گرنتھ میں تخلیق سے پہلے اور تخلیق کے بعد کے اللہ میں کیا فرق ہے صاف بیان کر چکے تھے اس کے بعد بھی سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ آخری الٰہی گرنتھ میں تخلیق سے پہلے کا اللہ خود یہ طے کر کے (3-18) میں بتایا کہ تخلیق کے بعد اللہ ایک ہی ہے، پھر بھی اسے سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ وہی بات کو اس سے پہلے آئی ہوئی اللہ کے گرنتھ انجیل گرنتھ میں (یوحنا 21-5 سے 26) تک کے جملوں میں ہیں ایسا کہنے کے باوجود بھی سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ گرنتھ میں کہا گیا کہ سب کے لئے اللہ ایک ہی ہے، وہی (اللہ) ہے جو

تخلیق کے بعد آیا ہے اور تخلیق سے پہلے والے اللہ نے خود کہا کہ یہی تمہارا اللہ ہے۔اس کے باوجود بھی گرنتھ کے علم کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔(2-117) میں کہا ہیں کہ اللہ کام نہیں کرتا اور جب وہ یہ کہتا ہے کہ 'ہوجا' تو بس وہ ہوجاتا ہے۔(3-18) میں کہا کہ کام نہ کرنے والا اللہ کام کرنے والے اللہ کو تیار کر کے یہ کہا کہ انسان کو (یعنی ہمیں) اِسی کی (روح) عبادت کرنی چاہیئے۔اور (2-255) میں کہا کہ وہ کبھی نہیں تھکتا اور بغیر نیند کے اوراونگ کے وہ کام کر رہا ہے۔مسلمان یہ معلوم ہوئے بغیر کہ دونوں اللہ ئے موجود ہیں اور قسم ہے گرنتھ کی! اس میں سے ہم جس کی آرادھنا کرنی چاہیئے وہ اللہ ایک ہی ہے اور پورا علم معلوم ہوئے بغیر ہی اندھے پن سے بس یوں ہی کہہ رہے ہیں کہ اللہ ایک ہی ہے۔کم از کم یہ بھی بتا نہیں سک رہے ہیں کہ اللہ ایک ہے کہنے کے لئے روشن کتاب یا شاستر بدھ نام کی ایک چیز ہوتی ہے۔تین اللہ کے گرنتھوں میں کہا گیا ہے کہ اللہ ایک ہی ہے اور ایک ہی اللہ کی آردھنا کرنی چاہیئے۔اس کے باوجود بھی وہ بات تفصیل سے سمجھ نہیں پارہے ہیں۔اپنے اندر اس طرح کے اختلاف رائے رکھتے ہیں کہ ہمارا گرنتھ ہمارا ہی ہے اور تمہارا گرنتھ تمہارا ہی ہے، ہمارا علم ہمارا اور تمہارا علم تمہارا، ہمارا مذہب یا مت ہمارا اور تمہارا مذہب یا مت تمہارا، ہمارا اللہ ہمارا اور تمہارا اللہ تمہارا۔تین گرنتھوں میں جو سچ ہے وہ جان نہیں پائے۔

ہم نے اب تک وہ رشتہ کے بارے میں کہا ہیں جو انسانوں کے اور اللہ کے بیچ ہے۔اللہ نے انسان کی تخلیق کی اسی لئے انسان اللہ کو باپ کہہ سکتا ہے۔ایسا ہی تخلیق سے پہلے والے اللہ کو دادا کہہ سکتے ہیں۔تو انسان پر حکومت چلانے والے انسان کے ساتھا آتما

اللہ جسم میں ایسا کر رہی ہے کہ انسان کو عمل (کرم) کے مطابق پال رہی ہے، ارادے کے مطابق کرم (عمل) لگا رہی ہے، شردھا کے مطابق دھرموں کو ہو یا ادھرموں کو ہو پہنچاتے ہوئے علم کی راہ میں ہو یا لاعلم کے راہ میں ہو سفر کراتی ہے۔اس طریقہ سے جسم میں رہنے والی روح ہی ایسا کر رہی ہے کہ ادھرم بڑھے۔جسم میں رہنے والے اللہ کے وجہ سے ادھرم ، جہالت بڑھ رہے ہیں تو اس سے پہلے جو علم رہتا تھا وہ علم اور دھرم پوشیدہ ہو جا رہے ہیں ۔جیسے جیسے انسانوں میں ادھرم بڑھتے ہیں ویسے ویسے دھرم پوشیدہ ہو جاتے ہیں ۔جسم میں اللہ اپنے اصول کے مطابق نفس کو چلاتے ہوئے اپنے دھرم کے مطابق وہ چلتا ہے ۔دھرم دب جانے پر بھی یا ادھرم زیادہ ہونے پر بھی جسم میں کی آتما کچھ کر نہیں سکتی اس کے لئے کوئی موقع یا اختیار نہیں ہے۔تخلیق سے پہلے اللہ نے اسے (روح کو) ایسا کیا کہ جسم میں ایک، اللہ کی طرح دوسرا فعل کار کی طرح رہے۔اسی لئے وہ اصول کے مطابق ہی روح کام کر رہی ہے۔

جب ادھرم بڑھ جاتے ہیں اور دھرموں کو آفت پہنچتی ہے تب واپس دھرموں کو قائم کرنے کی ذمہ داری پہلے والے اللہ کی ہے جس نے تمام وشو(vishw) کی تخلیق کی ۔ وہ اللہ جو تخلیق کے بعد آرام کر رہا ہے وہ ادھرموں کو دبا کر یعنی ختم کر کے دھرموں کو واپس قائم کرنا پڑے گا۔وہ کام کرنا صرف ہمارا دادا پرماتما سے تعلق ہے۔تو تخلیق کار پرماتما کسی کو معلوم ہوئے بغیر بلا روپ کے، بلا نام، بلا نام کے ہونے سے دھرم قائم کرنے کے لئے وہ خود انسان کا جسم پہن کر پیدا ہوتا ہے ۔یہی بات بھگوت گیتا گنان یوگ میں 6 شلوک میں کہا ہے دیکھئے۔

شلوک 6: اجوپِ سنوییاتما بھوتانا میشوروپسن ا
پرکروتم سوامادہ شٹھاے سمبھوامیاتما مایا ا ا

مطلب:''میں بلا جنم والا ہوں ، بلا موت والا ہوں اور تمام جانداروں کا مالک (عیشور) ہوں۔قدرت سے جڑی ہوئی جسم پہن کر ابتداء کائنات کا اللہ انسان کے مانند پیدا ہو رہا ہے''۔

یہ بات اس سے پہلے بھی بتائے تھیں ۔ پرماتما اللہ جب انسانی جسم سے پیدا ہوتا ہے تو وہ سب کی طرح جنا ہوا بچہ کے جسم میں جیسے نفس داخل ہوتا ہے ویسے داخل نہیں ہوتا ،ماں کے جسم کے اندر جو بچہ ہوتا ہے اس بچہ میں ہی جان رہتا ہے اور وہ زندہ یعنی جان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔اس طرح پیدا ہونا صرف ایک اللہ کے لئے ہی (پرماتما) ممکن ہے۔ پرماتما اللہ انسانوں کا معبود نہ ہونے پر بھی ہم اسے اللہ کے نام سے پکار سکتے ہیں ۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پرماتما شروع سے اللہ ہی ہے مگر صرف تخلیق کیا گیا یا تیار کیا گیا اللہ یعنی روح ہی معبود (عبادت یا آرادھنا کے لائق) ہے۔ پرماتما بچہ کی طرح پیدا ہو کر جیسے سادھارن (عام) انسان بڑا ہوتا ہے ویسا ہی وہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ پرماتما اللہ دھرم قائم کرنے کے لئے اوتار لیتا ہے پھر بھی اسے سادھارن انسان کے مانند ہی زندگی گزارنا پڑے گا۔انسانی زندگی گزارنے کے لئے کرم یا عمل کہلانے والی گنت (ganit یا ریاضی) کی ضرورت ہے ۔ ہر انسان کو عمل (کرم) کے مطابق ہی زندگی گزارنا پڑے گا ۔اسی لئے خود اللہ انسان کی طرح آئے تو بھی اس کے مقرر اصولوں کے مطابق ہی اس کو بھی زندگی گزارنی پڑے گی ۔اسی لئے جس زندگی میں وہ (پرماتما یا اللہ) پیدا ہوا وہ

زندگی گزارنے کے لئے تخلیق کار اللہ خود کرم کو تیار کر لے کے، وہ جس طریقہ سے زندگی گزارنا ہے وہ طریقہ بھی طے کر لے کے پیدا ہو رہا ہے۔

وہ اللہ جس نے تمام عالموں (جہانوں) کو پیدا کیا وہ خود اپنے ارادا (سم کلپ) کے ذریعے عام مانو (انسان یا manav) کے مانند پیدا کیا گیا۔ دادا اللہ انسانوں کو دھرم بتانے کے لئے نواسے (grand son) کے بھیس میں پیدا ہو کر جیسا نواسا روتا ہے ویسا رو کر، جیسا نواسا کھیلتا ہے ویسا کھیل کر، جیسا نواسا دودھ پیتا ہے ویسا دودھ پیتے ہوئے زندگی گزار رہا ہے۔ کب کی چند سالوں کے بعد بولنے والی علم کے لئے ہر دن اللہ انسان کے مانند زندگی گزار رہا ہے۔ دس منٹ علم بولنے کے لئے کرشن سکھ دکھوں سے بھری ہوئی بہت ہی لمبی زندگی کو ۹۰ سال گزار کر اپنا کام ختم ہو جاتے ہی اگر چلا گیا تو لوگوں کو یہ شک ہو جائے گا کہ وہ صرف اسی کام کے لئے آیا ہے، اسی لئے اس کے بعد بھی ۳۶ سال زندہ رہ کر اسادھارن مرن (موت) پایا ہے۔ آخر میں اپنی موت دنیا کے لئے realize ہوئے جیسا سنچلن (sensation) جملے بتا کر مر گیا۔ اس کے مرن کے بعد یہ شک آیا کہ کرشن سادھارن انسان نہیں ہے۔ آیا ہوا شخص راجا تھا لیکن کولی کے بھیس میں ہمارے لئے آ کر جانا دیکھیں تو معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کو انسانوں پر بہت ہی شردھا ہے ۔اللہ ہم لوگوں پر شردھا سے ہمارے لئے ، ہم لوگوں کو دھرم سکھانے کے لئے ہی سادھارن انسان کے مانند آ کر جینا بہت ہی دکھ کی بات ہے، پھر بھی ہم لوگ اللہ پر شردھا نہیں دِکھا رہے ہیں۔ جو احسان اس نے ہم پر کیا اسے بھول کر اللہ کو بہت ہی آسانی سے لے رہے ہیں۔

ابتداء کائنات کا اللہ یعنی وہ اللہ جس نے تمام پرپنچ کی تخلیق کی وہ قدرت کا پردہ ڈھانک لے کر الگ بھیس میں جسم پہن کر آرہا ہے تا کہ وہ کسی سے پہچانا نہ جائے۔اگر (اللہ) جسم کو پہنے تو جس طرح جاندار جسم میں رہتے ہیں وہ سب اس جسم میں بھی رہیں گے جو اللہ پہنتا ہے۔کیا یہ بات کوئی یقین کرسکتا ہے کہ سب جگہ پھیل کر،سب کچھ دیکھ سکنے والا اللہ سادھارن آنکھ سے دیکھ رہا ہے؟۔اللہ کا بھی ارادہ یہی ہے کہ کوئی بھی یقین کرے اور کسی کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہے۔(کیوں اللہ ایسا چاہتا ہے ؟)ایسا اس لئے ہے کیوں کہ اگر اسے پہچان لئے تو،اس کے جنم کو ہو،کاموں کو ہو پہچان پائے تو،اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جو پیدا ہوا وہ اللہ ہے تو وہ واپس پیدا نہیں ہوگا،اسے کونسا بھی یوگ معلوم نہ ہونے پر بھی وہ آسانی کے ساتھ نجات پائے گا۔اتنی آسانی سے نجات ملنا اللہ کو پسند نہیں ہے۔اللہ نے نجات کا طریقہ ایسا تیار کیا کہ پہلے انسان کو اپنے دھرموں کے بارے میں معلوم کرنا چاہئے پھر اسے اللہ کے دھرموں کے بارے میں معلوم کرنا ہوگا (جب وہ مکمل طور پر معلوم کرتا ہے) تب جا کر وہ بلا دھرم والے اللہ میں شامل ہو جائے گا۔اللہ نے اپنے بارے میں اور اپنے جنم کے بارے میں راز میں ہی رکھا ہے کیوں کہ وہ چاہتا ہے کہ دھرموں کے مطابق ہی نجات حاصل کریں۔اسی لئے اللہ کرشن کی طرح انسانوں کے بیچ آنے پر بھی کوئی بھی اسے پہچان نہیں پائے۔اتنا ہی نہیں انسانوں نے اس پر الزام بھی لگائے کہ وہ غلت کام کرنے والا،چور ہے۔ایسے الزامات پانے کی وجہ سے کرشن اللہ ہے کہہ کر ہمارے کہنے کے بعد بھی کوئی یقین نہ کرنے کی حالت بن گئی۔

تخلیق کار اللہ بلا دھرم والا ہے،دھرموں سے پرے ہے پھر بھی وہ خود جسم یعنی

دھرم چکر پہن کر آ رہا ہے۔انسان جسم میں بسر کرتے ہوئے چند وقت دھرموں کو، چند وقت ادھرموں کو پا رہا ہے اسی لئے جسم کو دھرم چکر نام رکھ کے کہنا پڑا۔دکھنے والی جسم کو میشین (machine) کے شکل کی طرح ،جسم میں کے ہر حصے کو غور کریں تو وہ ایک چکر کی طرح نظر آتی ہے۔ پیچھے کے صفحوں میں دھرم چکر کو بنا کر دیکھ لئے۔اللہ ہی ایسا کر رہا ہے کہ جو ادھرم، دھرم چکر کے بُرے گنوں کے طرف ہیں ان کو جسم میں ہی مٹا کر، جو دھرم ،دھرم چکر کے اچھے گنوں کے طرف ہے انہیں اچھے برتاؤ کے ذریعے بڑھے۔جو دھرم اللہ بتا رہا ہے وہ جسم میں ذندہ ہو رہے ہیں۔اس سے پہلے (جسم میں) جو ادھرم رہتے تھے وہ مردہ ہو رہے ہیں۔جب دھرموں کا وزن بڑھے گا اور ادھرموں کا وزن گھٹے گا۔اس طرح دھرموں کا وزن بدلنے کی وجہ سے وزن والا حصہ نیچے، بلا وزن کا حصہ اوپر گھومتا ہے۔اسی لئے جسم میں ہونے والے تبدیلی کے حساب سے جسم کو دھرم چکر کہا ہیں۔

دھرم چکر میں جسم کے سارے حصے موجود ہیں،اس کے علاوہ نفس ،روح ،پرماتما تینوں بھی موجود ہیں۔دھرم چکر یعنی جسم میں روح یا آتما تمام جسم میں پھیلی ہوئی ہے یعنی تمام چکر میں پھیل کر ہے۔چکر میں آتما کا مقام ایک جگہ رہنے پر بھی وہ سارا چکر میں پھیلی ہوئی ہے۔اس کا نظر تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے۔پرماتما چکر میں اور چکر کے باہر زرے زرے میں بھی بسا ہوا ہے (یعنی ہر جگہ پر ماتما موجود ہے)۔روح صرف چکر میں ہی موجود ہے۔باقی نفس ایک جگہ پر ہی ہے لیکن وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے اور وہ 24 حصے بھی خود کے ہی ہے، میں خود 24 حصوں میں پورے جسم میں پھیلا ہوا ہوں۔تخلیق کار اللہ وہ دنیا (پرپنچ) میں بھی موجود ہے جسے اس نے خود تخلیق کیا ہے اور وہ

جسم میں بھی موجود ہے جسے روح نے تخلیق کیا ہے، اس طرح سب جگہ رہ کر خود تمام پر پنچ کو دیکھتے ہوئے جسم میں رہنے والے روح اور نفس کو بھی دیکھ رہا ہے۔ جیسے سب اجسام میں روح اور نفس رہتے ہیں ویسا ہی اللہ بسر کرنے والے جسم میں بھی وہ دو رہتے ہیں۔ اللہ جسم میں چند سال بسر کرتے ہوئے وقت اور موقع کے حساب سے انسانوں کو دھرم بتانے کی کوشش کرے گا۔

کرشن کی طرح جب دھرم چکر کو پہنا تھا تب بھگوت گیتا بتا کر گیا۔ ایسا ہی عیسی جب جسم کو پہن کر آیا تھا تب بائبل کے چار خوشخبروں کا علم بتا کر گیا تھا۔ ایسا ہی قرآن کا علم بھی کہا گیا تھا۔ جنہوں نے تین اللہ کے گرنتھوں کو کہا ان میں سے صرف دونوں ہی انسانی جسم پہن کر آئے ہوئے خدا یا بھگوان ہے تو جس نے قرآن کو کہا وہ 'جبرائل' کہلانے والا گرہ (سیارا) ہے۔ حال ہی میں ہم نے یہ بھی بول لئے کہ جبرائل گرہ ہی سورج گرہ ہے۔ 'دھرم چکر' کا جسم پہن کر دونوں ہی آئے تھے لیکن تین اللہ کے گرنتھ بتائے گئے۔ آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں وہی علم ہے جو تورات، انجیل (بھگوت گیتا، بائبل) میں ہے جو اس سے پہلے آئے تھے۔ اس کے باوجود قرآن گرنتھ میں جو علم ہے وہ بہت ہی خاص طریقے سے بیان کی گئی۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حقیقت میں قرآن گرنتھ کا علم کا مزہ مسلمانوں نے نہیں چکا (سمجھا)، اس علم کی خصوصیت مسلمانوں کو معلوم نہیں ہوا۔ یہ بات بھولنا نہیں چاہئے کہ اتنی خاص علم کے گرنتھ کو جبرائل نے کہا، اس سے پہلے آئی ہوئی تورات، انجیل کو خدائے یا بھگوانوں نے کہا ہے۔

ایک ہی اللہ کا علم تین اللہ کے گرنتھوں میں ہے پھر بھی خود پرماتما نے پہلی اللہ

کے گرنتھ میں ایسا کہا کہ ''ادھرم جب بڑھیں گے تب میں اوتار لوں گا''۔ ایسا ہی دوسری گرنتھ کہنے کے بعد دونوں گرنتھوں میں مکمل علم ہونے کے باوجود، اس سے زیادہ بچی ہوئی علم کچھ نہ رہنے پر بھی یسوع نے کہا کہ تمہیں جو باتیں سمجھ میں نہیں آئے وہ بعد میں آنے والے آدرن کرتا تفصیل سے تم لوگوں کو سمجھائے گا۔ یہ کہنا ہوا کہ پاک روح آدرن کرتا بن کر آئے گا۔ یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ پاک روح یعنی ابتداء کائنات کا اللہ 'پرماتما' ہے ۔ یہ کہا گیا کہ تیسرے والا اپنے مانند آنے والا اوتار ہی ہے۔ یہ بات دیکھنے کے بعد ہم نے ایسا سمجھا تھا کہ جو علم بھگوت گیتا اور بائبل میں یعنی یہ دونوں گرنتھوں میں نہیں ہے تب ہی تو اللہ آکر علم بتائے گا! ہے نا! (ورنہ جو علم موجود ہے اسی کو اللہ پھر سے بتانے کی ضرورت کیا ہے ہے نا!)۔ بعد میں قرآن گرنتھ آئی ہے۔ اس میں لکھا گیا کہ بھگوت گیتا اور بائبل کی تصدیق کرنے کے لئے ہی ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ کے گرنتھوں میں وہ آخری گرنتھ ہے۔ قرآن گرنتھ میں سورح 42 آیت 51 میں کہہ چکا ہے کہ تین قسم سے اللہ علم بتائے گا۔ اس کو ایک بار دیکھتے ہیں۔

(42-51) ''اللہ کسی بھی انسان سے براہِ راست (directly) کلام (بات) نہیں کرتا۔ اللہ سے بات کرنا انسان کی بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ اپنے علم کو وحی (الہام) کے ذریعے یا پردہ کے پیچھے سے انسان کو پہنچاتا ہیں۔ یا وہ (اللہ) جو چاہتا ہے اپنے حکم سے بتانے کے لئے اپنے رسول کو بھیجتا ہے۔ اور وہ بلند مرتبہ، بڑی حکمت والا ہے''۔

یہ جملے کے مطابق یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کو اللہ کی علم تین قسم سے بتایا جائے گا۔ جس طریقہ سے بتایا گیا وہ طریقوں کے مطابق یہ کہا گیا کہ اللہ کے گرنتھ تین ہے

۔تین طریقوں میں سے آخری میں جو کہا وہ دیکھیں تو ''وہ جو چاہتا ہے اپنے حکم سے بتانے کے لئے اپنے رسول (نمائندہ یا representative) کو بھیجتا ہے''۔ یہ طریقے کے مطابق پرماتما اللہ اپنے نمائندوں کی طرح ایک بار کرشن کو، اور ایک بار یسوع کو بھیج کر اپنے علم کو کہلوایا۔ جب جو علم کہا گیا وہی ایک بھگوت گیتا کی طرح، اور ایک بائبل کی طرح تیار ہوئی۔ بعد کی گرنتھ جس نے کہا وہ انسان کے قوم میں سے نہیں تھا۔ جو تین طریقے اللہ نے بتائے ان میں سے قرآن گرنتھ کو ایسا حساب کر سکتے ہیں کہ وہ پردہ کے پیچھے سے کہی گئی گرنتھ ہے۔ چلئے، کیسے بھی ہو وہ طریقہ جو وحی کے ذریعے کہا گیا، وہ طریقہ جو نمائندہ کے ذریعے سے کہا گیا، وہ طریقہ جو پردہ کے پیچھے سے کہا گیا (تین بھی) پورے ہوئے ۔یہ تین طریقوں کے مطابق تین گرنتھ تیار ہوئے۔ تین گرنتھوں میں بھی مکمل علم کہا گیا ۔ایسی صورت میں بائبل میں یسوع نے کہا کہ ''پاک روح آدرن کرتا کی طرح آنے والا ہے'' اس کے مطابق یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ اور یک انسان کی اوتار آئے گی۔ تو یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ مکمل طور پر علم بتانے کے بعد آدرن کرتا آنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوال کا جواب ڈھونڑنا پڑیگا۔

جواب بھی خود اللہ کے پہنچانے پر معلوم یہ ہو رہا ہے کہ! پرماتما خود انسان کی طرح آکر دھرموں کو بتا کر گیا۔ وہ تین گرنتھوں کی طرح آج زمین پر ہے۔ اللہ نے جو کہا وہ ایک ہی اللہ کا علم ہے ایک ہی اللہ کا علم پہلے آسمانی آواز کے ذریعے آئی تھی۔ وہی بھگوت گیتا بنی۔ وحی کے ذریعے آئی ہوئی علم کو کرشن نے جب ارجن کو بتایا تو وہ بھگوت گیتا بنی۔ بعد میں دوسرے ملک میں کہنے کے واستے یسوع کی طرح آکر پہلے جو علم کہا

وہی علم کو ہی بتایا تھا۔ جب اسے بائبل کی طرح لکھے تھے۔ بعد میں محمد نبی سے جبرائل نے جو کہا وہ قرآن گرنتھ بنی۔ہم نے بیان کرلیا کہ تین گرنتھوں میں مکمل علم ہے۔لیکن ایک ہی علم ہی یعنی ایک ہی اللہ کا علم تین گرنتھوں کی طرح رہنے کی وجہ سے انسانوں میں مایا کی پربھاو(اثر یا prabhav) کے وجہ سے انسان تین گرنتھوں کے بنا پر تین مذاہبوں میں (متوں میں) بٹ گئے ۔تین مت یا مذاہبوں کو خاص سمجھتے ہوئے ایک ہی اللہ کو تین اللہ ئے کہہ رہے ہیں، ایک ہی علم کو الگ الگ علموں کی طرح بول لیتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا علم اعلی ہے، ہمارا اللہ اعلی ہے۔ایک ہی اللہ کے علم کو تین گرنتھوں کی طرح چیر لینا ہی نہیں بلکہ اللہ کو بھی تینوں کہنا بڑی جہالت ہے۔اللہ نے تین طریقوں سے علم اس لئے کہا تا کہ انسان علم کی طرف آئے تو انسانوں نے اسے تینوں میں چیر لئے یا پھاڑ لئے۔یہی بات کو آخری اللہ کی گرنتھ میں سورح 6، آیت 91 میں ایسا کہا ہیں دیکھئے۔

’’(6-91) اللہ نے کسی انسان پر کوئی علم نازل نہیں کی جب یہ کہا گیا تو یہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے جس طرح اللہ کو سمجھنا چاہئے اس طرح نہیں سمجھا۔ان سے پوچھو کہ تورات کو کس نے اتاری جو موسیٰ لیکر آئے؟ وہ گرنتھ انسانوں کے لئے ایک نور ہے اور انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔لیکن تم نے اسے مختلف ورق ورق (گرنتھوں کی طرح) کر کے دکھا رہے ہو، چند باتوں کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو، اور تمہیں بہت سی ایسی باتیں اس کے ذریعے سکھائی گئی، جن کو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے۔ان سے کہہ دیں کہ اسے (تورات کو) اللہ ہی نے نازل کیا۔پھر انہیں چھوڑ دیں اپنے بیہودہ شغل میں کھیلتے رہیں۔

یہ جملے میں کہا کہ اللہ نے کہی ہوئی علم کو تین کاغذوں میں (تین گرنتھوں میں) تقسیم کر کے دیکھ رہے ہیں اسی لئے جیسے وہاں کہا ویسے تین گرنتھوں میں لکھ لے کر، انہیں الگ الگ مت کے گرنتھ بول لے رہے ہیں۔ایسا ہے کہ یہ بات دوسری اللہ کی گرنتھ آنے سے پہلے ہی یسوع نے کہا۔اسی کو بائبل میں لکھنا ہوا۔ایسا ہی ہو رہا ہے کہہ کر وہ بات کو تصدیق کرتے ہوئے قرآن گرنتھ میں لکھنا ہوا۔یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آدرن کرتا کے آنے کو یہ بات سے (یعنی تین مذاہبوں میں بٹیں گے)تعلق ہے۔تین اللہ کے گرنتھوں میں بھی مکمل علم موجود ہے۔لیکن وہ ٹکڑوں میں رہنے کی وجہ سے یعنی الگ الگ گرنتھوں میں رہنے کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے کہ انسان تین بھیڑوں میں الگ ہوجانا ،بھیڑوں (crowds) کے بیچ یکسانیت ذرا بھی نہ رہنا۔اور تین فرقہ کے لوگ بھی یہی ارادے سے ہے کہ ہم ہی (سب سے) بڑے ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ دوسرے ختم ہوجانا چاہئے صرف اپنا جماعت ایک ہی بڑھنا چاہئے، باقی بھیڑوں کے لوگ مٹ جانا ہے اس طرح کے مقصد سے آپس میں حسد کے ادارے رکھے ہوئے ہیں۔

حسد ایک گن (صفت) ہے وہ بھی بُری صفت ہے اسی لئے وہ انسان کو غلت راہ میں بھیجتی ہے۔نفرت کے نیت سے اللہ نے کہی ہوئی علم بھول کر، یہ نظریا نگاہ رکھتے ہوئے کہ صرف مت یا مذہب کے لئے ہی کام کرنا ہے، ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے بھی پیچھے نہیں ہٹ رہے ہیں۔اللہ نے اپنے گرنتھوں کے ذریعے یہ بتایا کہ اللہ ایک ہے اور اللہ کا علم ایک ہے تو انسان اس اللہ کی علم کو تین حصوں میں تقسیم کر لینا پہلی غلتی ہے

تو، مذہب یا مت کے نام سے ایک بھیڈ بنا لینا دوسری غلتی میں بدل گئی۔ اتنے سے نہ رُکتے ہوئے باقی مذاہبوں پر نفرت بڑھا لینا، اپنے مت کے علاوہ دوسرے مت نہیں رہنا چاہئے کہنا سراسر نادانی ہے۔ اللہ نے اپنے علم کو تین گرنتھوں میں انسانوں کے پاس بھیجا مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ اس کو ایسا سمجھنا چاہئے یا اس طرح سمجھنا چاہئے۔ اس سے زمین پر ہر مذہب میں ایسے لوگ تیار ہو گئے کہ جو اپنے آپ کو بڑے عالم، گرو، استاد کہتے ہیں۔ وہ لوگ صاف یا صحیح علم کو خود غرض علم میں بدل کر یہ نارا پردہ پر لائے کہ ہمارا علم، ہمارا مت، ہمارا اللہ۔ اس طرح انسان بھیڈوں کی طرح الگ ہونے کی ایک وجہ اللہ نے جو علم کہا وہ انسان سمجھ نہیں پاتا ہی ہے، تو گرو، بڑے لوگ، استاد جس طریقے سے وہ بیان کرتے ہیں وہ طریقے کے مطابق مت یا مذہب، مت کا علم تیار ہوا۔

اللہ نے آتما کا علم کہا ہے تو انسان اسے مذہبی علم میں بدل دئے۔ پرماتما اللہ پہلے ہی جانتا تھا کہ ایسا بدل جائے گا۔ اسی لئے تین مذاہبوں کے حدود مٹا کر وہ یہ بتانے کے لئے خاص کر اوتار لینا پڑیگا کہ اللہ کے علم کو حدود یا directions نہیں ہے اور اللہ کا علم ایک ہی ہے، علم اللہ سے متعلق ہے مگر انسانوں کے مذہب سے متعلق نہیں ہے۔ اسی لئے بائبل گرنتھ میں یوحنا خوشخبری باب 14 میں 25,26 جملوں میں کہہ چکے ہیں کہ 'آدرن کرتا' نام سے پاک روح آئے گا۔ اللہ اور ایک بار پیدا ہو کر، جس علم کی تعلیم دی تھی وہی علم کی تعلیم دے کر تین گرنتھوں میں وہی باتوں کو جو اللہ نے کہا ہے واپس یاد دلا کر علم سے مذاہبوں کا جہالت دبا دیگا یا مٹا دے گا۔ اللہ آ کر کہنے کا کچھ نہیں ہے اس لئے وہ نیا علم کہے بغیر اس سے پہلے اس نے جو کہا تھا وہی بتا کر تین مذاہبوں کو ایک کر کے 'مت یا

مذہب' نام کے ادھرم کو مٹا دے گا۔ یہ بات بائبل جملے میں دیکھئے۔

(یوحنا14-25,26) "یہ ساری باتیں میں نے تمہارے ساتھ رہتے ہوئے کہیں۔لیکن وہ مددگار یا آدرن کرتا یعنی پاک روح جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا تمہیں ساری باتیں سکھا کر، وہ باتیں جو میں نے تم سے کہا وہ سب تمہیں یاد دلائے گا"۔

یہ جملے میں خوب غور کیجئے۔آیا ہوا آدرن کرتا "ساری باتیں تم لوگوں کو سکھا کر ،جو باتیں میں نے تم لوگوں سے کہا تھا وہ سب یاد دلائے گا۔" وہ ہمیں ساری باتیں سکھائے گا ،تو یہاں یسوع نے جو علم بتایا وہی علم کی تعلیم دے گا مگر کچھ بھی نیا علم نہیں رہتا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اللہ نے کہی ہوئی علم ہمیں سمجھ میں آنے کے لئے پہلے جو باتیں گرنتھوں میں موجود ہے اس کے متعلق تھوڑا علم کہنے پر بھی آخر میں جو علم پہلے کہا گیا وہی علم کو لیکر تفصیلی سے بتائے گا۔اوپر کے جملے میں یہ کہہ چکا ہے کہ "وہ ساری باتیں جو میں نے تم سے کہیں"۔تو یہاں زرا گہرائی سے سوچنا پڑے گا۔وہ یہ ہے کہ یسوع جسم پہنا ہوا ہونے کے باوجود جب کہ وہ انسان ہی ہے پھر بھی پچھلے بھی وہ موجود تھا۔ یہ جان لینا چاہئے کہ یسوع کے جسم میں رہنے والا ہی وہ کرشن کے جسم میں بھی موجود ہے جس نے بھگوت گیتا کہا۔ میں نے بہت مرتبہ کہا کہ "**جو کرشن میں ہے وہی یسوع میں بھی موجود ہے**"۔ پرماتما جسم کو پہن کر کرشن کی طرح آ کر تعلیم دے کر گیا ہے۔ جانے سے پہلے ہی یہ کہہ کر گیا کہ "جب ادھرم بڑھیں گے تب وہ واپس آئے گا"۔ بعد میں یہ بات بھولنا نہیں چاہئے کہ کرشن بن کر جو شخص آیا وہی یسوع بن کر اسرائل ملک میں علم سکھانے کے لئے یا تعلیم دینے کے لئے آیا ہے۔ جو علم کرشن کے صورت میں آ کر کہا وہی علم یسوع کی صورت

میں آ کر کہا۔ جب ایک قسم سے، اب ایک قسم سے ایسا کچھ نہیں ہے۔ کبھی بھی آ ئیں ایک ہی علم بتانا پڑے گا۔ ایسا ہی **جو شخص آدرن کرتا کی صورت میں آیا ہے، کرشن، یسوع تینوں ایک ہی ہے**۔ یہ سچ کو دنیا نہیں جانتی۔

کرشن، یسوع، آدرن کرتا تینوں ایک ہی مقصد سے زمین پر جسم پہن کر آئے ہیں۔ جو شخص آیا ہے وہ ایک ہی پر ماتما ہے لیکن الگ الگ وقتوں میں الگ الگ صورتوں میں، الگ الگ ناموں سے آنے کے وجہ سے جن لوگوں کو سمجھنے کی صلاحیت (گراہتا طاقت) نہیں ہے وہ لوگ یہ معلوم نہ ہوتے ہوئے کہ تینوں ایک ہی ہے اور تینوں نے جو علم کہا وہ بھی ایک ہی ہے اس طرح سمجھ رہے ہیں کہ وہ (کرشن) الگ ہے اور یہ (یسوع) الگ ہے، اُن کا علم الگ ہے اور اِن کا علم الگ ہے۔ چاہے کون کیسے بھی سمجھے ''**جو آئے تھیں وہ ایک ہی (شخص) ہے، اور وہ تعلیم بھی ایک ہی ہے جو انہوں نے کہا**''۔ یہی بات تم لوگوں کو معلوم ہوئے جیسا اوپر کے جملے میں کہا کہ ''**جو علم میں نے تم لوگوں سے کہا وہی علم کو (تمہیں) یاد دلائے گا**''۔ ایسا ہی دکھے گا کہ آدرن کرتا آ کر تمام علم کی تعلیم دیا ہے لیکن (تم لوگوں کو) کیا یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ تعلیم میری تعلیم ہی ہے! یعنی میں نے جو علم کہا وہی علم ہے!۔ یہاں **میں نے جو علم کہا** کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ جب وہ یسوع کی طرح تھا (اس وقت کا ہی علم نہیں بلکہ)۔ جو علم آدرن کرتا نے کہا اس میں وہ دونوں علم بھی موجود ہے جب وہ کرشن کی طرح رہ کر کہا اور وہ علم بھی ہے جب وہ یسوع کی طرح رہ کر کہا۔ اسی لئے تم لوگ ایسا کیوں نہیں سمجھتے کہ اس نے پچھلے جو بھی کہا وہ سب کچھ چھوڑے بغیر 'سارے باتیں تمہیں سکھائے گا'۔ سب ایک ہی **بودھا** (تعلیم) ہے، جب

آدرن کرتا آئے گا تب وہ وہی علم بتائے گا جو میں نے کہا تھا اس بات کی گواہ یوحنا خوشخبری 16 باب 12,13,14,15 جملوں کو دیکھیں گے تو معلوم ہو جائے گا دیکھئے۔

(یوحنا خوشخبری 16-12,13,14,15)''مجھے تم سے اور بھی بہت کچھ کہنا ہے مگر ابھی تم اسے برداشت نہ کر پاؤ گے۔لیکن جب وہ روح حق آئے گا تو وہ ساری سچائی کی طرف تمہاری رہنمائی کرے گا۔وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ تمہیں صرف وہی بتائے گا جو وہ سنے گا اور مستقبل میں پیش آنے والی باتوں کی خبر دے گا۔وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا کیوں کہ وہ میری باتیں میری زبانی سن کر تم تک پہنچائے گا۔سب کچھ جو بھی باپ کا ہے وہ میرا ہے۔یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا کہ پاک روح (آدرن کرتا) میری باتیں میری زبانی سن کر تم تک پہنچائے گا۔''

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو بات یہاں پر کہی گئی وہ بہت ہی اہم ہے اور اس میں بہت ہی اصل (essence) ہے۔اگر عقل کو یکا گرہ (ekagrah) کر کے دیکھیں گے تو یعنی خوب غور کر کے دیکھیں تو یہ معلوم ہوگا کہ اس جملے میں کیا راز ہے۔بارویں (12) جملے میں ''**مجھے تم سے اور بھی بہت کچھ کہنا ہے مگر ابھی تم اسے برداشت نہ کر پاؤ گے**''اس طرح ہے نا! یہ جملہ ایسا دکھ رہا ہے کہ اس میں کا اصل (مطلب) سب کو سمجھ میں آ گیا ہو مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یسوع نے جس مقصد یا مطلب سے کہا ہے وہ کوئی نہیں جانتا۔سب کو ایسا سمجھ میں آیا ہوگا کہ! یسوع کہنے والی علم اور بھی باقی ہے لیکن اس وقت وہ باتیں کہیں بغیر اس لئے چھوڑ دیا کیوں کہ وہاں کے لوگ سمجھ نہیں سکیں گے اور وہ علم جو اس نے چھوڑ دیا اس (علم) کو بعد میں آنے والے بتائیں گے کہہ کر اس (یسوع) نے ان

باتوں کو کہے بغیر چھوڑ دیا۔تو اس دن یسوع نے ایسا نہیں سمجھا جیسے ہم سمجھ رہے ہیں ۔یسوع سے تین ہذار سال پہلے کرشن نے جوعلم کہا وہ تمام علم کو زرا بھی چھوڑے بغیر اس نے کہا تھا۔جوعلم کرشن نے کہا وہی علم یسوع نے کہا تو ایسا کچھ علم ہے ہی نہیں جسے یسوع کہے بغیر چھپایا ہو۔ایسی صورت میں یہ یوچنا کرنا (سوچنا) پڑے گا کہ کیوں اس نے اوپر کا جملہ کہا ہے؟۔

قرآن گرنتھ میں (42-51) جملوں میں کہی گئی تین طریقوں کے مطابق یہ نام یعنی اول ،درمیانی (دوسری)،آخری آئے ہیں،اللہ کے اعلان کئے ہوئے تین طریقوں میں آگے پیچھے کہی ہوئی ترتیب کے حساب سے اول اللہ کی گرنتھ،درمیانی یا دوسری اللہ کی گرنتھ،آخری اللہ کی گرنتھ کہنا ہوا۔خوب غور کریں تو جوعلم اول اللہ کی گرنتھ میں کہی گئی وہی باقی دو گرنتھوں میں بھی کہنا ہوا۔یہ بات قرآن گرنتھ میں سورح 5 آیت 44,46,48,68 اور (5-62) میں بھی کہا ہیں۔ایسی صورت میں کرشن نے جو اول اللہ کی گرنتھ میں کہا تھا وہ سب کچھ یسوع نے کہا ہوگا نا! ایسا کچھ علم ہے ہی نہیں جسے یسوع نے نہیں کہا ہو۔تو (12-16) جملے کو دیکھ کر بعض لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ یسوع نے تھوڑا علم نہیں بتایا ہے مگر وہ سچ نہیں ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یسوع نے مکمل علم کہا ہے۔

تو بعد میں آئی ہوئی قرآن گرنتھ میں بھی مکمل علم کہا گیا۔یسوع نے اس طرح کہا کہ میں نے جو باتیں نہیں کہی وہ جسم پہن کر آیا ہوا آدرن کرتا کہے گا لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ تیسری گرنتھ میں کہیں گے۔پہلے کے دو گرنتھوں کا اصل ہی تیسری گرنتھ میں بھی ہے تو پھر یسوع کے باتوں کا کیا مطلب ہے۔ایسا ہے نا! کہ ''**مجھے تم سے اور بھی بہت کچھ کہنا**

ہے **مگر ابھی تم اسے برداشت نہ کر پاؤ گے**''۔اول اللہ کے گرنتھ میں جو علم کہا گیا وہ تو سب برداشت کر سکنے والی علم ہی ہے ! اور ایک طرف سے دیکھیں گے تو کیا ایسے کچھ باتیں قرآن گرنتھ میں موجود ہے جو برداشت کے باہر ہے جنہیں اس وقت یسوع نے بغیر کہے چھوڑ دیا ہو۔تو ایسا کچھ اس میں نہیں ہیں۔ یہاں پر یہ نہیں کہا گیا کہ جبرائل نے جو تعلیم دی اس میں برداشت نہ کئے جانے والے باتیں کچھ نہیں ہے مگر خاص اپنے مانند جو انسان کی جسم پہن کر آیا ہوا آدرن کرتا کا زکر یہاں کرنے سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کی صورت میں آ کر جو باتیں بتایں ہیں اس میں برداشت نہ کئے جانے والے باتیں موجود ہیں۔اور بھی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جب یسوع موجود ہے اس وقت اگر وہ ان باتوں کو کہتا تو انسان برداشت نہیں کر پاتے ۔ یہ بھی سمجھ میں آ رہا ہے کہ بعد والے زمانہ میں جب آدرن کرتا آئے گا اس وقت بتایں تو وہ برداشت کر پائیں گے۔اس کے مطابق دیکھیں گے تو جو باتیں یسوع کہے بغیر چھوڑ دئے تھے وہ (باتیں بتانے کی) حالات اس وقت نہیں تھے، مستقبل میں ہونے والے ہیں۔اسی لئے جب وہ حالات بنیں گے اس وقت ان باتوں کے بارے میں بتایں گے تو لوگ اسے سمجھ پائیں گے کہہ کر یسوع کے باتوں سے معلوم ہو رہا ہے۔

اس طرح سمجھ پائے تو باقی 13,14,15 جملوں میں یسوع نے جو کہا اس کا معنی بھی معلوم ہوگا۔13 جملے میں یسوع نے خود کہا کہ روح حق جب آئے گا تو ''**تمہیں ساری سچائی کی طرف تمہاری رہنمائی کریگا**''۔(اس سے یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ) اب میں نے جو باتیں نہیں کہی وہ دیکھے تو اس وقت تمہیں شک میں چھوڑے بغیر ان کے سچ کو بتا کر

ان سے کیسے باہر پڑنا ہے اورانہیں کس طرح سمجھ کر لینا چاہئے وہ سارے باتوں کی سچائی بتا کر سچ کے طرف رہنمائی کرے گا۔اُس وقت اس نے یہ نہیں کہا کہ آنے والے زمانہ میں تم لوگ جھوٹے باتوں میں یا غلت باتوں میں پھنس جاؤ گے،تم لوگ جھوٹے ،لاعلم یا نادانی باتوں میں پھسو گے اگراس طرح (وہ کہتا تو) اس بات کوانسان برداشت نہیں کر پاتے اسی لئے اس نے اس وقت ایسا نہیں کہا۔انسان براہ راست جب جھوٹ اور نادانی باتوں میں پھس کرر ہتا ہے جب اگر انسان کو بتائیں گے تو سمجھ میں آئے گا۔جب انسان غلتی کریگا تب اسے براہ راست دکھا کر تم نے غلتی کی ہے کہیں گے تو وہ اسے قبول کرے گا۔ورنہ غلتی کرنے سے پہلے ہی تم نے غلتی کی ہے کہیں گے تو کوئی بھی برداشت نہیں کرتا۔اسی لئے یسوع نے ویسا کہا تھا۔اگراچھائی کے بارے میں کہیں گے تو انسان قبول کرے گا اور خوش ہوگا۔اگر نجومی (astrologer) نے اس کے مستقبل کے بارے میں تم مستقبل میں بڑے پیسے والے بنو گے اور بہت لوگوں کو خیرات کرو گے تو وہ خوش ہوکراس نجومی کواس بات کے لئے اوراس کے مستقبل بولنے کیلئے تھوڑا پیسا بھی دیگا۔اگر وہی نجومی تم مستقبل میں چورکام کرو گے،دوسرے کے ہاتھوں مار کھاؤ گے کہا تو اوہ انسان اس بات کو برداشت نہیں کر پائے گا۔نجومی پراس طرح الزام لگا سکتے ہیں کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔اسی لئے یسوع اچھی طرح سے جانتا تھا کہ انسان کس طرف جائیں گے اوراس دن وہ (یسوع) پہلے سے ہی انسانوں کی جہالت کے بارے میں جانتا تھا۔اسی لئے اس نے کہا کہ اگر میں یہ سب باتیں کہتا تو انسان برداشت نہیں کر پاتے۔13 جملے کے مطابق دیکھیں تو یسوع نے کہا کہ ’’جو شخص جہالت کے راہ میں گیا ہوگا اسے یہ بتا کر کہ وہ غلت راہ

یا جھوٹا راستہ ہے، اس شخص کو جھوٹ میں سے سچ یا حق میں چلائے گا''۔اور یہ بھی کہہ چکا ہے کہ'' آیا ہوا آدرن کرتا وہ خود کچھ نہیں کہے گا جو باتیں ہم نے پچھلے بتایا تھا وہی باتیں بتائے گا۔پچھلے اور اب جو باتیں کہیں تھیں وہ اللہ کے باتیں یا اللہ کے بارے میں ہیں ۔میں نے جو بھی کہا وہ سب اللہ کے بارے میں یا اللہ کے باتیں ہی ہے۔ایسا سمجھو کہ وہ سب میرے بارے میں ہی ہے۔میں نے جو باتیں کہیں ہیں وہی علم آدرن کرتا سکھائے گا۔اب میں جو بات تم لوگوں کو نہیں بتایا وہ تمہیں بتائے گا۔''

(16-12) جملے میں آنے والے '**مت یا مذہب**' نام کے ادھرم کے بارے میں اشارے کے طور پر بتا کر، اس نے ایسا کہا کہ میں نہیں کہوں گا کیوں کہ اس وقت (مت) نہیں تھا اس لئے وہ (مت) کے بارے میں اب میں کہوں تو بھی لوگ اسے یقین کرنے کی حالت میں نہیں رہیں گے (اس لئے میں نہیں کہوں گا کہا تھا)۔آدرن کرتا جب آئے گا تب مت کہنے والی ادھرم وہ شیطان کے مانند رہے گی جس کے چوٹیاں پورے طریقے سے کھلے ہو۔سب انسان اس کے قابو میں ہو کر اس کے ساتھ چلیں گے۔تب ایسی جھوٹی حالت میں پھسے ہوئے سب لوگوں کو آدرن کرتا ساری سچائی میں چلائے گا۔مذہبی شیطان کے تیز دانتوں کو اکھاڑ پھیں کے گا۔اللہ نے کہی ہوئی تین گرنتھوں کا اصل (essence) تعلیم دیتے ہوئے، سچی علم کے ساتھ، '**وچن یا باتیں**' کہنے والی علم کی تلواروں سے جو شاستر بدھ کی علم سے تیار ہوئے، لوگ (ان علم کے تلواروں سے) **مذہبی شیطان** کا سامنا کر کے اس کے جال میں سے باہر پڑیں گے۔**مذہب** (**مت**) کے خلاف لڑنے کی سوچ عمل آدرن کرتا سے ہی شروع ہوگی۔آج **مذاہبوں** میں

پھسے ہوئے ہم لوگوں کو یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ جو لوگ مذہبی اصولوں کے بیچ دب جا رہے ہیں ان کو، جو لوگ مذہبی رسم و رواجوں (سامپرداے) سے تکلیف اٹھا رہے ہیں ان کو ،دُکھ دینے والی اور اُکسانے والی مذہب کو انسانوں کے بیچ سے مٹا کر، اللہ کے راہ میں روک تھام کرنے والے مذہبی اصولوں کو مٹا کر اللہ کے راہ کو آسان کرنے کے لئے آدرن کرتا آئے گا۔ اگر یہی بات پہلے بتائے تو یقین نہیں کریں گے سمجھ کر یسوع نے نہیں کہا۔ اس دن 'مت' کہیں بھی نہیں تھا۔

یسوع کو اس دن ہی (یعنی یسوع اس وقت ہی جانتا تھا کہ) پہلے اپنے بھکت ہی جماعت کی طرح تیار ہو کر پہلے 'عیسائی سوسائٹی' شروع کر کے اپنے سوسائٹی کو بڑھالنے میں لگے ہوئے ہونے سے (وہ کہتے ہے نا کہ!) گرگٹ (chameleon) کراڑا ہو کر usaravelli ہوئے جیسا جماعت کراڑا ہو کر بڑا ہو کر آخر میں مت کے صورت میں بدل جائے گا۔ پہلے عیسائی مذہب ہی پیدا ہوگی۔ اسے دیکھ کر اس سے پہلے کی اندو مذہب کے لوگ بھی یہ بول لئے کہ ہم اندو مذہب کے ہے اس لئے پہلے ملک میں، بعد میں دنیا میں مذہب کا روگ پھیل گیا۔ اب پوری دنیا میں بارہ (12) مذاہب تیار ہوئے۔ بارہ مذاہبوں میں جس نے پہلے مذہب کا نام رکھ لیا وہ عیسائی مذہب ہی ہے۔ بعد میں ہندو مذہب۔ اس کے بعد باقی مذاہب سب تیار ہوئے۔ ان (مذہب) کی پہچان کے لئے کئی قسم کے رسم و رواجوں کو ہر مذہب میں انتظام کر لئے۔ ذیادہ رسم و رواج رکھنے والی مذاہبوں میں سے پہلی والی مسلم مذہب ہے، دوسری سِکھ (sikh) مذہب ہے۔ تیسری ہندو مذہب ہے۔ چوتھی عیسائی مذہب ہے۔ خاص کر

یہ تین مذاہب ہی ذیادہ رسم ورواج رکھنے والے مذاہبوں کی طرح دکھتے ہیں مگران میں مسلم،عیسائی مذاہب دوبھی مذہب کو پھیلانے کی نظر سے 90 سے 99 فیصد تک اپنی نگاہ کواسی پرلگائے ہیں۔ بعدمیں ہندو مذہب۔لیکن ہندو مذہب اللہ کی گرنتھ کا علم نہ جانتے ہوئے اندھے پن سے برتاؤ کررہی ہے اسی لئے وہ اپنی مذہب کو بڑھانے کی کوشش کرنا چاہےتو بھی فرقہ بندی سے مذہب کم ذورہوتے آیا۔ہم ایسا سمجھ رہے ہیں کہ آنے والے آدرن کرتا کی وجہ سے مذہب کا طاقت کم ذور ہوکرعلم کی طاقت بڑھے گی۔ چلئے ،ایسا طلب کرتے ہیں کہ بہت ہی جلدآدرن کرتا کا اثر ہو۔

سوال:لیکن بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ آدرن کرتا اپنے مذہب میں آکر چلا بھی گیا ہے ۔اور جیسے یسوع نے کہاویسا علم بھی بتا کر گیا۔لیکن ایسے نشانات کہیں نظرنہیں آرہاہے کہ وہ آکرگیاہو۔اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: کوئی بھی کیسے بھی بول لے سکتے ہیں،ہم منانہیں کریں گے۔یسوع نے جوکہاوہی میں نے کہا۔

سوال:اس دن بھی یہ بات صحیح سے معلوم نہیں ہے ناکہ یسوع نے کیا کہاہے!۔اس نے کہا کہ اوربھی باتیں ہیں جو مجھے تم لوگوں سے کہنی ہے،وہ باتیں اگراب میں بتادوں تو تم لوگ برداشت نہیں کرپاؤ گے۔اس نے یہ صاف طور پرنہیں کہا کہ(یہی فلانابات ہے جو مجھے کہنی تھی)۔ایسی صورت میں آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس دن یسوع نے مذہب کے بارے میں ہی کہاہے؟

جواب: میں تھوڑابہت روحانی علم رکھتاہوں۔اس کے بناپر دنیوی باتیں تو معلوم نہیں ہو

تے مگر الٰہی باتیں معلوم ہونے کا موقع ہے۔اسی لئے اس دن یسوع نے کیا کہا وہ کہہ سک رہا ہوں۔یہ کہنے کے لئے آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کہ میرا جواب صحیح نہیں ہے۔ضدی سے آپ 'ہاں' یا 'نا' کہہ سکتے ہیں مگر ویسا ہم نہیں کہتے۔دواپر یوگ سے پہلے دو بڑے یوگ گزر گئے۔یوگوں کی وقت کی حد ایسا ہے

۱) کرتا یوگ 17,28,000 سال(سم وتسر)

۲) ترائتا یوگ 12,96,000 سال(سم وتسر)

۳) دواپر یوگ 8,64,000 سال(سم وتسر)

نوٹ: سال کو تلگو زبان میں سم وتسر(samvatsar) کہتے ہیں۔

پہلے تین یوگ گزر گئے۔کل یوگ شروع ہوکر پانچ ہذار سال پار ہو گئے۔اب تک پورے 38,93,000 سال گزر گئے ہیں۔اس کا مطلب سات ہذار سال کم 39 لاکھ سال گزر گئے جیسا ہے۔تین یوگ گزرنے تک 38,88,000 سال ہوئے۔بعد میں عیسائی مت پیدا ہونے تک تین ہذار سال 38,91,000 سال گزر گئے۔اتنے سال تک زمین پر 'مت یا مذہب' کا نام ونشان نہیں تھا۔بغیر مذہب کے زکر کے 38 لاکھ 91 ہذار سال گزر گئے۔جب تک زمین پر چار ادھرم ہی رہتے تھے۔چار ادھرم صرف ہندوستان میں ہی رہتے تھے۔باقی ملکوں میں ایک ہو یا دو ادھرم رہتے تھے۔لیکن وہ ایسا رہتے تھے کہ نہ وہ علم جانتے ہیں نہ لاعلم۔صرف ایک ہندوستان میں ہی چار ادھرم رہتے تھے۔سوائے ہندوستان باقی ملکوں میں کہیں بھی ہو چار ادھرم ڈھونڈنے پر بھی نہیں دکھتے۔ایک جب دنیا کے تمام ملکوں میں سے بہت ہی اعلی علم رکھنے والا ملک

ہندوستان ہی ہے۔وہی ملک میں ترائیتا یوگ سے چار ادھرم رہتے تھےتو ،اب دو ہذار سالوں سے'مت' کہنے والا ادھرم نئے سے پیدا ہوکر تھوڑا تھوڑا زمین پر سب ملکوں میں پھیل گئی ۔آج نئے سے پیدا ہوئی مت کہنے والی ادھرم سب ملکوں میں پورا پھیل گئی۔قدیم میں ایک یا دو ادھرم رہنے والے ملک میں بھی مت داخل ہوگئی۔8 سال کے عمر والوں میں بھی داخل ہوگئی۔اسی لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا کوئی انسان ہے،ہی نہیں جو مت کے جال میں نہیں گرا ہو۔

دو(2) ہزار سال پہلے ہی یسوع نے یہ پہچان لیا کہ زمین پر ایسی حالت آئے گی پھر اس نے کہا کہ ''اور بھی بہت کچھ ہے جو مجھے بتانی چاہیئے لیکن اگر اب میں وہ سب کہہ دوں تو اسے تم لوگ برداشت نہیں کر پاؤ گے''۔اور یہ کہنا ہوا کہ آنے والا آدرن کرتا تمہیں **مت** کے جھوٹ سے (نکال کر)**علم** کہلانے والی سچ میں چلائے گا۔تین یوگوں سے تقریباً 39,00,000 سال سے چار اھرم موجود رہنے پر بھی وہ سب میں نہیں بلکہ چند لوگوں میں نظر آتے ہیں۔آج بھی ویسا ہی ہے ۔تو آج وہ مت جو نئے سے آیا ہے بعض لوگوں میں ہی نہیں بلکہ سب میں داخل ہو گیا ہے ۔ہم بہت بار مت کہنے والے ادھرم کے بارے میں بتا چکے ہیں۔اس کے بارے میں ہمارے گرنتھ میں کور پیج (cover page) پر ایسا لکھیں ہیں۔

۱) انسانوں میں چار ادھرم دس (10) فیصد ہے تو، صرف ایک مت کہنے والی ادھرم 99 فیصد ہے۔

۲) یگن، دان، وید، تپ یہ چار ہے تو مت پانچواں ادھرم ہے۔

۳) راہِ اللہ میں بڑا روک تھام مت ہے۔

۴) سب ادھرموں سے بڑی ادھرم مت ہے۔

۵) راہ پر پنچ میں اگر مت (مذہب) ہے تو راہِ اللہ میں ختم ہو جاؤ گے۔

٦) کل یوگ میں نئے سے پیدا ہوا پانچواں ادھرم ہی مت ہے۔

۷) مت (مذاہب) منا ہے، حرام ہے۔ فرقے بے بنیاد، اشاسترے ہیں **بھگوت گیتا، بائبل، قرآن** یہ تین ایک ہی اللہ کے گرنتھ کے حصے ہیں۔ اگر آپ کے ارادے فرقے اور مذاہب سے پرے ہیں تو فوراً ''پر بودھا خدمت سوسائٹی (اعلیٰ علم کی خدمت کرنے کی سوسائٹی)'' میں شامل ہو جائے۔ آپ سب لوگوں کو علم والے بنانا چاہ رہا ہوں......

۔تین مذاہبوں کا اکیلا مرشد شری شری آچاریا پربودھانمد یوگیشور...

ادھرم راہِ اللہ میں روک تھام ہے۔ ادھرموں سے اللہ پتا نہیں چلے گا۔ یہ بات وشوروپ سندرشن یوگ

باب میں 48 شلوک میں، 53 شلوک میں جو بات کہی گئی وہ اب یاد دلا رہے ہیں۔

شلوک 48: نہ وید یگن اھیاے نئرندا نئرن چکریا بھرن تپو بھرو گنئے ।
یوم روپ شکے اھم نرولوکے درشٹم تودنینیا کرورویر ॥

مطلب: ''ویدوں کے ذریعے ہو، یگنوں کے ذریعے ہو، خیرات کے ذریعے ہو، بھیانک تپشاؤں کے

ذریعے ہو،اس صورت میں رہنے والے مجھے معلوم نہیں کرسکیں گے۔تیرے سوا جگت میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے مجھے دیکھا ہو۔''

شلوک 53: ناھم ویدئرن تپسا ن دانے ن نہ چے جییا ا
شکیا یوم ودھو درشٹم دروشٹوا نسی مام یتھا اا

مطلب:''جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے ویسا دیدار(درشن) ویدوں کے ذریعے ،دانوں (خیراتوں)کے ذریعے اوریگنوں کے ذریعے،تپشاؤں کے ذریعے پانہیں سکتے یا حاصل کرنہیں سکتے ''۔

جیسا اوپر کے جملوں میں فرمایا ویسا چار ادھرموں سے بالکل نجات نہیں ملتا تھا ۔اللہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔کل یوگ میں آئی ہوئی مت ،سامپردائے(رسم ورواج) یہ دو ادھرموں میں پہلے کے چار ادھرموں سے مت بہت ہی بڑا ہے اور طاقت وار ہے۔ گزرے ہوئے تین یوگوں میں کچھ بھی ایسا نہیں پھیلا جیسا مت کہنے والا ادھرم انسانوں میں پھیلا۔کرتا،ترائتا،دواپر یوگوں میں بھی ادھرم تھے مگر وہ سب لوگوں میں نہیں رہتے تھے۔براہمٰن،کشتریا،وائشیا فرقوں کے سوا باقی کوئی بھی فرقے کے لوگوں کو نہ دھرم معلوم ہے نہ ادھرم۔تین فرقوں کے علاوہ 90 فیصد سے زیادہ رہنے والے باقی فرقوں میں لوگوں کی حالت ایسی رہتی تھی کہ انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ دین یا دھرم سے کیا مراد ہے اور روحانیت سے کیا مراد ہے۔آج لوگوں میں مت 100 فیصد پھیلی ہوئی ہے۔جو شخص بھوکا ہے وہ رزق کے لئے بات نہ کرتے ہوئے مت کے لئے بات کرنا بڑی تعجب کی بات ہے ۔بعض لوگ تو خاص کر چند مذاہب والے مت کے لئے دہشت گردی کا طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو مت کو پھیلانے کے لئے ،مت کی

حفاضت کرنے کے لئے دہشت گردی کو پال پوس رہے ہیں۔بعض جوانوں کومت کے تعلیمات ان کے سر میں تھوپ کر ایسا بتا رہے ہیں کہ اگر مت کے لئے مر گئے یا جان دے دئے تو (تم لوگ) جنت کو جاؤ گے۔جنت کو جانا بہت ہی بڑا موقع ہے۔جنت صرف ان لوگوں کو آسانی سے حاصل ہوتی ہے جو اللہ کے راہ میں مر جاتے ہیں۔اگر جنت حاصل ہوئی تو وہاں ہمیشہ خوشیاں بھگت سکتے ہیں۔اچھے خوب صورت عورتیں وہاں خدمت کریں گے۔وہاں سب خوشیاں ملتی ہے (ایسی کچھ خوشی ہے ہی نہیں جو وہاں پر نہیں ملتی ہو)''۔انہیں اس طرح جنت کے بارے میں بتا کر، ایسے تیار کر کے بھیجتے ہیں تا کہ وہ جنت کے لئے جان دیں۔وہ مرنے کے لئے (وہی کام سے) دوسروں کو یعنی دوسرے مت کے لوگوں کو پریشان کرنے کے لئے قتل (مارن ہوم) کرنے کے لئے بھی پیچھے نہیں مڑیں گے۔ایسے کرنے کے سب دہشت گردی کے حملے ہی کہلاتے ہیں۔وہ خود مرنے کے مقصد سے ہی دوسروں کو مارنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے۔آخر میں بعض کو جان سے مارڈال کے وہ بھی مر جانا ہو رہا ہے۔کیا اس بات کی کوئی گارنٹی (guarantee) ہے جیسے اس نے سنا ویسے اگر نادان (اما یک) لوگوں کو سو (100) لوگوں کو مار کر آخر میں جنت کے لئے وہ بھی مر گیا تو اسے ضرور جنت حاصل ہوگی؟۔اُگرواد (دہشت گرد) کے لئے جانے والوں میں یہ بات خوب ہضم ہوگئی کہ جنت کو پانے کا اور جنت کے خوشوں کے لئے جلدی سے مرنے کا راہ وہی ہے۔یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس کام کے لئے جو چیز انہیں اُکسائی ہے وہ مت ہی ہے۔اس طرح **مت انسان کو اللہ کے طرف نہ بھیجنے کے علاوہ خسارہ کے طرف بھیج رہی ہے۔**

جیسے ہر کام کا حساب کتاب ہوتا ہے اسی طرح ثواب و گناہ بھی آتے رہتے ہیں ۔انسان مت کے لئے کام کریں یا کسی اور چیز کے لئے کام کریں گناہ گناہ کی طرح ہی لکھا جائے گا۔ایسا ہی ثواب ثواب کی طرح ہی لکھا جائے گا۔انسان ثواب و گناہوں کے اعمال سے باہر پڑنے کے لئے اللہ نے انسان کو علم بتایا۔علم اس لئے ہے تا کہ اس سے ہم لوگ وہ اعمال کو ختم کر لے سکتے ہیں جو سادھارن (عام) کاموں میں ہی ہمیں معلوم ہوئے بغیر آتے ہیں۔اگر انسان علم کو معلوم نہیں کیا تو بھی کوئی بات نہیں ۔ایسا سمجھ سکتے ہیں کہ آج نہیں تو کم از کم کل تو سیکھے گا،تھوڑا عمر آنے کے بعد تو معلوم کرے گا مگر جو شخص **مذہب یا مت** کہلانے والے ادھرم کے جال میں پھسا وہ کبھی بھی اللہ کے علم کے طرف نہیں آئے گا۔

اللہ نے اپنا اوتار کل یوگ میں ہی اس لئے بنالیا کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر کل یوگ میں **مت** کہنے والا پانچواں ادھرم آئے تو جب تک انسانوں میں جو انسانیات موجود تھی وہ پورا ختم ہو کر انسانوں میں شیطانیت بڑھ جائے گی۔کرشن کا اوتار کل یوگ کے شروع میں ہی ہوا،تو یسوع کا اوتار بعد میں تین ہذار سال کو ہی آیا ہے۔خدا کی صورت میں آئے ہوئے یہ دونوں اپنے تعلیماتوں میں پہلے ہی ایسا بنا کر بتایں کہ (لوگ اس تعلیم سے) مت کا سامنا کر سکے اور مت کہنے والے نادانی میں ادھرم میں نہ پھسے۔وہ ا مذہب جو عیسائی مذہب کے پیدائش سے ذندہ ہوا،اسلام کے پیدائش سے اسلام کو بھی خود میں ملا لی۔حقیقت میں عیسائیت ہو یا اسلام ہو مذہب سے تعلق کے بغیر ہی پیدا ہوئے تھے۔عیسائیت بعد میں پیدا ہوئی مت ہے۔بائبل گرنتھ کے علم میں وہ (مت) اپنے

سائے (shadows) بتا نہ سکی۔ایسا ہی پانچ ہذار سال پہلے ہی پیدا ہوئی بھگوت گیتا کی علم میں بھی کہیں (زرا) بھی مت کے سائے نظر نہیں آتے۔بائبل گرنتھ بننے کے بعد آئی ہوئی مت بائبل میں بھی اپنے سائے دکھا نہیں سکی۔دو ہذار سال جب پیدا ہو کر، ہلکے سے بڑھتے آیا ہوا مت اسلام کو مت (مذہب) بنا دی۔مت (مذہب) کے بنا پر اسلام پیدا نہ ہونے پر بھی جبرائل نے کہی ہوئی اسلامی تعلیمات مت سے بہت دور رہنے پر بھی وہ تعلیمات کو جب گرنتھ کی شکل میں تیار کر رہے تھے اس وقت ہی انسانوں میں داخل ہوئی مت گرنتھ میں اپنی سائے دکھائی۔گرنتھ میں جو علم ہے وہ علم نے پڑھنے والوں کے ساتھ ایسا کیا کہ انہیں ادھرم کے برابر ہی (وہ باتیں) سمجھ میں آئے۔اور ایسا کیا کہ دھرموں کے برابر (وہ لوگوں کو) سمجھ میں نہ آئے۔لکھتے وقت ہی انسانوں سے ایسے لکھوائی کہ بعض لوگوں کو ادھرموں کے مطابق ہی سمجھ میں آئے اور چند جملے اپنے (مت) طرف رہے۔حقیقت میں گرنتھ میں مذہب نہیں ہے۔جملے میں مذہب انسانوں کو ایسا بہکا رہی ہے کہ مذہب موجود ہے اور مذہب کے لئے کام کرنا ہی اللہ کے لئے کام کرنا ہے۔(یعنی مت کے لئے کام کرنا ہی اللہ کا کام سمجھتے ہیں)۔(مت) ایسا کر رہی ہے کہ اللہ نے ایک ارادے سے کہا ہو تو وہ انسان کو دوسرے طریقے سے سمجھ میں آئے اور اِسی کے حساب سے آخر میں انسان مت کے طرف آ جائے۔اب ہم ایک بار یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن گرنتھ میں انسانوں کو کیسے غلت مطلب سے وہم میں ڈال رہی ہے۔یہ کہنے کے لئے کہ مت انسانوں کو غلت مطلب میں دھکیل رہی ہے مثال کے طور پر اب ہم سورح 9 آیت 5 کو دیکھتے ہیں۔

(9-5)'' پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو تم غلت راہ پر جانے والوں کو ،مشرکوں کو(حق چھپانے والے یا کافر) اور ان کو جنہوں نے وعدہ توڑا قتل کر دو جہاں کہیں بھی تم پاؤ اور انہیں پکڑو اور انہیں گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو لیکن اگر وہ توبہ کر کے نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں تو انہیں ان کے راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا ہے اور نہایت مہربان ہیں''۔

(9-6)''اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی تجھ سے پناہ طلب کریں تو،تو اسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ کلامِ اللہ (اللہ کا علم) سن لے۔ پھر تم اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دے۔ انہیں علم نہ ہونے سے یعنی وہ لاعلم ہونے کی وجہ سے تم ان کے ساتھ اس طرح برتاؤ کرو''۔

یہ دو آیات خوب غور کریں تو اس میں علم ہی لکھا ہوا ہے مگر جن کے سر میں مذہب ہے ان کو وہ علمی بات ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ وہ پورا علم مذہب سے تعلق رکھنے والی علم ہی ہے۔ جب وہ اس طرح سمجھتے ہیں کہ میں اللہ کے راہ میں اللہ کے لئے ہم کام کر رہے ہیں اور باقی لوگ اپنے اللہ کے خلاف ہیں (ایسا سمجھ کر) جو لوگ ان کے مذہب کے نہیں ہے اور ان کی اللہ کی عبادت (آرادھنا) نہیں کرتے وہ لوگ ان کے حساب میں ایسا دکھتے ہیں کہ وہ غلت راہ میں ہیں اور (وہ ان کو دیکھ کر) ایسا سمجھتے ہیں کہ اللہ نے جملے میں ان لوگوں کو مارنے کا حکم دیا۔ جیسے جملے میں کہا ویسا مارو، ان کو پکڑو اور ان کو چھپ کر پکڑو اس طرح لکھے ہوئے (الفاظوں کو دیکھ کر) ان کو صرف پکڑو، مارو ہی سمجھ میں آئے جیسا کرتی ہے۔ بازو والے چھٹی جملے میں بھی (علم کو) ایسا دکھاتی ہے کہ جو لوگ ان کی اللہ کی

آرادھنا نہیں کرتے اور جو لوگ ان کی علم نہیں پڑتے ان لوگوں کو نہیں چھوڑنا چاہئے ،اگر ان کے علم کے مطابق چل کر ان کی اللہ کی آرادھنا کئے تو اس شخص کو چھوڑ دینا چاہئے اس طرح سے مذہبی اللہ کو، مذہبی علم کو دکھانے کی وجہ سے وہاں بھی فساد کے لئے جگہ بن رہا ہے۔آج 'چُھپ کر مارو' کہنے والی بات کو آڈھے رکھ کر یہ سوچ بغیر کہ اللہ نے وہ بات کس کے لئے کہا ہے؟ بعض لوگ ایسا سمجھ کر کہ وہ بات (اللہ نے) ہمیں ہی کہا ہے،جس جگہ لوگ ذیادہ ہیں وہاں گولے(bombs)رکھ کر ماسوم (اما یک)لوگوں کو جان سے مار ڈال رہے ہیں۔مرے ہوئے سب لوگ یہی سمجھ رہے ہیں کہ اللہ کے راہ میں ہم سیدھے ہیں اور ہم ہی سچے (صحیح)اللہ کے بندے ہیں کیوں کہ جیسے جملے میں کہا ویسے ان لوگوں کو جان سے مار ڈالے جو اپنے مذہب اور اپنے اللہ کی باتوں کے مطابق عمل نہیں کئے۔

اس طرح مت انسانوں کے مطلب کو بدل کر غلت راہ میں،فساد کی راہ میں بھیج رہی ہے۔جملے میں علم ہی کہا ہے۔(5-9) جملے میں ایسا ہے کہ اللہ نے حکم دیا کہ وہ گنہگار جو اپنے حکومت (اللہ کی پالن)میں گناہ کیا ان کو اس طرح کا سزا دو۔لیکن یہ نہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ نے وہ حکم اپنے فرشتوں کو دیا،مت کہنے والے اندھیرے میں، جو بات انسان کے لئے نہیں کہا گیا وہ انسان کے لئے ہی کہا ہے سمجھ کر میں اپنے رب کا پسندیدہ کام کر رہا ہوں ،اسی لئے خود مر جانے پر بھی وہ ایسا سمجھ رہا ہے کہ اللہ ان لوگوں کو جنت بھیجے گا جو اس کے لئے جان دے دئے اور جو شخص جنت میں داخل ہوا وہ کئی خوشیاں پائے گا۔اور ایسا بھی سمجھ رہے ہیں کہ جو لوگ اپنے ہاتھوں مارے گئے وہ نرک(دوزخ) میں گئے ہوں

گے (ایسا سمجھنا بالکل غلط بات ہے)۔

اس طرح مت (مذہب) نے تین گرنتھوں کا علم انسانی دماغ کو سمجھ میں نہ آئے جیسا کیا۔ بھگوت گیتا میں ہو، بائبل میں ہو جب تعلیمات لکھا تب مذہب نہ ہونے کی وجہ سے، اس میں فساد کے باتیں (وچن) کم ہیں۔ قرآن گرنتھ میں بھی علم ہی کہا ہے پھر بھی بعض جگہ (وہاں وہاں) ایسے احکام موجود ہیں جو اللہ نے اپنے فرشتوں کو یعنی اللہ کے حکام کو دئے تھے تا کہ (وہ فرشتے اللہ کے احکام کے مطابق) ان لوگوں کو سزا دیں جنہوں نے گناہ کیا ہو۔ بائبل گرنتھ میں بھی ایسی بات ہی ہے لیکن وہاں کہا گیا کہ اللہ نے حکم 'حکام (پالنے والوں) کو دیا ہے'۔ اسی لئے انسان ایسا سمجھنے کا موقع ہی نہیں ہے کہ وہ ہم لوگوں سے کہی ہوئی بات ہے۔ مت آنے کے بعد جو پیدا ہوئی وہ قرآن گرنتھ ہے اسی لئے مت علم کو، اللہ کو دکھا کر انسانوں کو اپنے طرف کھینچ لے رہی ہے۔ اسی لئے باقی مذہب والوں سے بھی مسلم مذہب والے ہی زیادہ مذہبی فساد کو اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔

ایک قسم سے بتایں تو بھگوت گیتا میں بائبل سے بھی، قرآن گرنتھ میں بہت ہی باریک سے باریک علم زیادہ ہے۔ قرآن نے بہت جگہ کہا کہ وہ اپنے اندر بھگوت گیتا کا ہی علم رکھتی ہے۔ پانچویں سورح میں زیادہ کہا ہیں۔ اس میں بھی بھگوت گیتا کی علم ہی رہنے پر بھی جس طریقے سے وہ بتایا گیا اسے دیکھیں تو ایسا لگتا ہے کہ بھگوت گیتا سے بھی اچھا ہے اور اللہ سے بہت ہی قریب ہے، ایسا ہی یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی زندگی سے بھی بہت ہی قریب ہے۔ اور ایک قسم سے بتایں تو گرنتھ میں جو علم ہے وہ اعلی ہے پھر بھی اسے سمجھنے کی صلاحیت مسلمانوں میں بہت ہی کم ہے کہہ سکتے ہیں۔ ان میں جتنا

ایمان ہے اس کے برابر اگر انہیں گرنتھ میں کا علم سمجھ میں آیا ہوتا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان ہی سب سے اعلی ہیں۔لیکن وہ گرنتھ کے علم میں پھسے بغیر، مذہبی علم میں پھس گئے۔

اللہ جو تخلیق کار ہے وہ تو سب جانتا ہے۔ایک طرف اپنے روح کے ذریعے ادھرموں کو اُکساتے ہوئے اور ایک طرف اپنے نمائندہ خدا یا بھگوان کے ذریعے ادھرموں کو مٹانے کا کام کر رہا ہے۔لیکن ہم وہاں تک دیکھنا (سوچنا) نہیں چاہیئے۔جو ہو رہا ہے اسے دیکھتے (غور کرتے) ہوئے علم کو معلوم کر کے جنم سے باہر پڑنا چاہیئے۔وہاں تک ہی ہماری زمہ داری (کرتویم یا kartavyaya) ہے۔اسی کوشش میں ہم علم کے ذریعے اللہ کو معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔اللہ نے زمین پر پیدا ہوئی مت کہنے والی ادھرم کو پہلے ہی پہچان کر وہ پیدا ہونے سے پہلے ہی یسوع نے اس کے بارے میں یوحنا خوشخبری کے 16 باب میں 12,13,14,15 جملوں میں کہے جیسا ہے۔

سوال: یسوع نے کہا تھا نا کہ اللہ آدرن کرتا کی طرح آنے پر بھی وہ نیا علم کچھ نہیں کہے گا۔ہم نے جو کہا ان میں سے ہی وہ کہے گا۔جو علم (پہلے سے) ہے وہ تو ہے ہی۔جیسا وہ ہے ویسا 'مت' کہنے والی ادھرم بڑھ گئی ہے نا!۔نئے سے آیا ہوا پانچواں ادھرم کو نیا علم کہے بغیر پرانے علم سے ہی مٹانا کیا یہ آدرن کرتا کے لئے ممکن ہے۔ویسے بھی آدرن کرتا آئے تو بھی اسے سادھارن انسان کے مانند ہی آنا ہوگا نا!۔جس وقت تین گرنتھ کا علم تھا اس وقت ہی پیدا ہوئی اور سب سے طاقت وار، سب جگہ پھیلی ہوئی مت کیا وہ آدرن کرتا سے مٹ جائے گی؟ (کیا یہ ہو پائے گا) پہلے آئے ہوئے تمام نبیاں اعلی ہی ہے پھر بھی ان

کے تعلیمات کے بنیاد پر جیسے قرآن (5-9) میں کہا ویسے مت بڑھ گیا۔(مجھے) یہ شک ہے کہ اگر اب آدرن کرتا آئے گا تو مت کو ختم کرنا ممکن ہے کیا؟۔اب یہ سوال کا جواب دینے کے لئے آپ کو تھوڑا تکلیف ہوگا۔پھر بھی عرض کرتے ہیں کہ ہمارے لئے جواب دیجئے؟

جواب: مت ایسے دِکھ رہی ہے کہ یہ سب کو معلوم ہو کہ جب تین گرنتھوں کی علم موجود ہے اس وقت ہی تین یوگوں سے نہ رہنے والی طاقت وارا دھرم (مت) پیدا ہوئی ہے۔آپ نہ پوچھنے پر بھی بعض لوگوں میں یہ سوال بھی ہے کہ کیا اصل میں مت ادھرم ہے؟۔اول گرنتھ الٰہی میں یہ بول لئے ہیں کہ دھرم تین ہیں جس سے اللہ کو معلوم کر سکتے ہیں، وہ چار ادھرم پچھلے تین یوگوں سے موجود ہیں جو آرادھنا (عبادت) کے صورتوں میں ہیں یعنی یگن، خیرات، وید پڑھنا، تپشا کرنا وغیرہ جن سے اللہ بالکل بھی معلوم نہیں ہوگا۔اس کے مطابق یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ کو معلوم کرنے کے تین خاص دھرم کرم **یوگ، برحم یوگ، بھکتی یوگ** ہے تو، **یگن، دان، وید، تپشیا** وغیرہ ادھرم ہے۔اس کے مطابق ادھرم اسے کہتے ہیں جو اللہ کو معلوم کئے بغیر گمراہ (غلت راہ) پکڑوا کر اسے ایسا دکھاتی ہے کہ وہی صحیح طریقہ ہے۔مت نئے سے پیدا ہونے پر بھی، سب کو اپنے قابو میں رکھ لے کر ایسا دکھاتے ہوئے انسان کو وہم میں ڈال رہی ہے کہ (تم) گرنتھ کے علم کے مطابق ہی چل رہے ہو اور جو تم کر رہے ہو وہ بھی دھرم ہی ہے۔

مایا سے پیدا ہوئی ادھرم یہ جانتی ہے کہ تین اللہ کے گرنتھوں میں جو کہا وہ صحیح علم ہے۔اللہ نے کہی ہوئی علم تین زمانوں میں، تین نبیوں کے ذریعے کہی گئی اور وہ تین

گرنتھوں کی طرح رہنے کی وجہ سے، تین علاقوں میں تین نبیوں کے ذریعے علم اس لئے کہی گئی تا کہ تین علاقوں سے پوری دنیا میں علم پھیلے اور سب فرقوں کے لوگ (اس علم کو) دیکھیں، سب زبانوں کے لوگوں کو (وہ) معلوم ہو۔ تو یہی چیز مت کہنے والی ادھرم کے لئے ساز گار (Favourable) بنا۔ دنیا میں کے لوگوں کو تین حصوں میں چیر کر یہ یقین دلا کر کہ بھگوت گیتا ہندوؤں کا ہے، بائبل عیسائیوں کا ہے اور قرآن گرنتھ مسلمانوں کا ہے اور تین گرنتھوں کے سہارے سے مت تیزی سے لوگوں میں پھیل گئی۔

تخلیق کار اللہ نے بھیجے ہوئے اپنے نمائندوں کے ذریعے تین گرنتھوں کا علم اللہ نے ایسا سکھایا تا کہ (اس علم سے) مایا کے طاقت سے بڑھ رہے ہوئے ادھرم ناش ہو جائے۔ خود اللہ ہی نمائندہ کے نام سے جسم پہن کر آ کے علم کہنے کی وجہ سے دو اللہ کے گرنتھ بھگوت گیتا، بائبل تیار ہوئے۔ اللہ کے حکومت میں کام کرنے والے جبرائل انہوں نے جو علم پہلے سنا اس کو محمد نبی سے کہا تو وہ قرآن گرنتھ بنا۔ تین اللہ کے گرنتھوں میں بھی ایک ہی اللہ کا علم ہونے کی وجہ سے وہ چار ادھرموں کو جو پہلے سے موجود تھے انہیں بڑھے بغیر کہاں کے وہاں روک کر (اوپر آئے بغیر) انسان میں داخل ہوئے بغیر کیا۔ مثال کے طور پر اللہ کا علم طاقت وار شیر کی طرح رہتا تھا تو چار ادھرم چار ہرنوں کی طرح رہتے تھے۔ وہ کہتے ہے نا کہ شیر کے سامنے ہرنوں کے طاقت کم ہے اسی طرح ادھرم دب جاتے تھے۔ بھگوت گیتا میں وہی بات بتایں تھیں۔ (وہاں پر انہوں نے) کہا کہ دھرموں کی تعلیم دے کر ادھرموں کو مٹاؤں گا۔ کرشن، یسوع کے دونوں اوتاروں میں بھی یہی ہوا ہے۔ تیسری والی اوتار نہ ہونے کی وجہ سے تیسرے مرتبہ ادھرموں میں مت، سامپردائے (رسم و رواج)

کہنے والے ادھرم نئے سے تیار ہوئے۔ پہلے اللہ کے تعلیمات شیر کی طرح رہتے تھے تو چار ادھرم بڑھے بغیر کم زور ہو جاتے تھے۔ چار ادھرم رہنے پر بھی انہیں بچے پیدا نہیں ہوتے تھے۔ ان کا نمبر (نمبر کو تلگو زبان میں سمقیا (samkhya) کہتے ہیں) اتنا ہی ہے پھر بھی لوگوں میں سے چند لوگ ہی ان سے واقف ہے۔ اگر بعض لوگوں کو معلوم ہوئے تو بھی چار ادھرموں میں سے صرف ایک دو معلوم ہو کر رہتے تھے۔ صرف براھمٰن (brahman) ہی چار ادھرموں کا علم رکھتے تھے۔ وہ چار ادھرموں کو براھمٰن خوب عمل کیا کرتے تھے۔ چار میں یگن، وید یہ دو زیادہ انھی کے پاس رہتے تھے۔ تیسری والی دان یا خیرات بھی رہتی تھی۔ تپسّیا (tapasya) بعض لوگوں میں رہتا تھا، بعض لوگوں میں نہیں رہتا تھا۔ جو بھی ہو اللہ کی علم رکھنے والے ہونے کی وجہ سے ادھرم پورے طریقے سے بڑھ نہیں پائے۔ ہم سب یہ بات جانتے ہی ہے کہ ترائت یوگ میں راون برحم (ravan brahma) وہ یگن جو ادھرم ہے کرنے نہیں دیتا تھا۔ تو وہ لوگ جنہیں علم نہیں معلوم اور ادھرموں پر چلنے والے لوگوں نے کہا ہیں کہ راون برحم جاہل ہے، ادھرم رکھنے والا ہے۔

ترائتا یوگ میں صحیح علم والا، عالموں میں پہلا والا، راون برحم نام پایا ہوا، ترکال گنانِ (trikala gnani) برحم ودیا میں اعلی مقام پر راون برحم رہا کرتا تھا۔ اس کے باوجود انہیں ادھرم رکھنے والا کہنا غلت بات ہے۔ ادھرموں کی عمل کرنے والے ہی راون برحم کو دھرم حین (یعنی بے دھرمی) کہا۔ ترائت یوگ میں دھرموں کی شیر ادھرمی ہرنوں کو دیکھتے ہی بھگا دیتی تھی۔ وہی راون برحم کے زمانے میں راون برحم کی حکومت میں کام

کرنے والے یگن کرنے والوں کو دیکھتے ہی بھگاتے تھے۔ جب یگن کرنے والے یگنوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ یہ سب دیکھیں تو دھرم شیر کے مانند گھوم رہے تو ادھرم ہرنوں کے مانند ڈرتے ہوئے چُھپ کر رہتے تھے۔ تین یوگ گزر جانے کے بعد کل یوگ میں نئے سے 'مت' کہنے والی عجیب جانور پیدا ہو کر شیر کو ہی سمجھ میں آئے بغیر کیا ہے۔

وہ علم کو جو تین گرنتھوں کی علم کی طرح ہے مت کہلانے والی ادھرم نے تین ٹکڑے کر دیا۔ یعنی تین گرنتھوں میں ایک ہی علم ہے۔ اس طرح کی شیر جیسی علم کو، دھرموں کو تین ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا ایک ایک مت (مذہب) میں بانٹ دی۔ مت خود ادھرم ہے اور وہی انسانوں میں تین متوں کی طرح ہے اس لئے (مت نے) 'اللہ کا علم' کہلانے والی شیر کو پہلے سر کے حصے کو ہندوؤں کو بانٹ دیا۔ (خوب سمجھ میں آنے کے لئے مثال کے طور پر جو بتایا جا رہا ہے اسے سمجھنے کی کوشش کیجئے)۔ اس (مت) نے تین ٹکڑے ایسا کیا کہ شیر کا سر کا حصہ بھگوت گیتا ہے، بائبل جو دوسری اللہ کی گرنتھ کی طرح آئی ہے وہ شیر کی پیروں کا حصہ ہے، آخر میں آئی ہوئی قرآن گرنتھ شیر کا کمر کا حصہ ہے اس طرح تین ٹکڑے کر کے بانٹ دی ہے۔ **ہندوؤں کو شیر کا سر، عیسائیوں کو شیر کے پیر، مسلمانوں کو شیر کے کمر کے حصے کو بانٹ دی۔** شیر تین ٹکڑے ہونے پر بھی واپس جُڑ کر زندہ ہو سکتا ہے۔ دھرموں کو شیر کی صورت میں کمپار کیا۔ دھرم کمزور ہو سکتے ہیں مگر وہ ناش نہیں ہوں گے۔ ہم نے بول لیا کہ ہمیشہ رہنے والے ہی دھرم کہلاتے ہیں۔ اسی لئے دھرموں کی طرح کمپار کیا گیا شیر ٹکڑے ہونے پر بھی زندہ ہی رہے گا۔ واپس جُڑ کر پورے طاقت کے ساتھ **مت** کہلانے والی ادھرم پر بھی حملہ کر سکتی ہے۔ تو مت کہنے والی ادھرم شیر کے

حصوں کو اوپر نیچے کر کے رکھ دینے سے وہ جلدی سے زندہ نہیں ہوئی۔آدرن کرتا آ کر سامنے اور پیچھے کے حصوں کو ترتیب کے ساتھ جما کر شیر کو زندہ کر کے،مت کو نکال دے سکتا ہے یعنی مٹا سکتا ہے۔

شیر کے ٹکڑے غلت رخ میں ہیں یعنی (ایک ساتھ نہیں ہے اُدھر اِدھر پڑے ہوئے ہے)، دیکھئے۔مت نے ہی اس طرح رہے جیسا کیا۔ ہندوؤں کو شیر کا سر کا حصہ دے کر، درمیانی عیسائیوں کو پیر دے دی بغیر سر کا جسم (headless body) مسلمانوں کو دیا۔اگر درمیان میں بغیر سر کا جسم رہا تو اوپر سر، نیچے پیر آسانی سے چپک کر شیر پورا زندہ ہو جاتا تھا۔

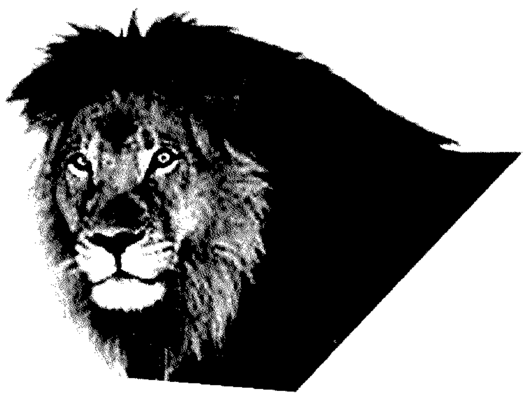

مت کہنے والی عجیب جانور شیر کو تین ٹکڑے کر کے سر کے حصے کو بھگوت گیتا کی طرح ہندوؤں کی گرنتھ کی طرح دکھا کر کہا کہ یہ (بھگوت گیتا) ہندوؤں کا ہے۔اس لئے وہ ہندو جنہیں علم نہیں معلوم یہ سمجھ نہ پائے کہ تین گرنتھوں کا علم ایک ہی ہے اور ہمارا صرف

سر کا حصہ ہی ہے سمجھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا علم الگ ہے۔ سر کے نیچے ہی شیر کے پیر رکھے گئے تا کہ یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے گرنتھ میں آئی ہوئی علم کس کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔(اس طرح سر اور پیر الگ رکھنے سے یعنی ایک کے نیچے ایک رکھنے کی وجہ سے) دو ایک دوسرے کے ساتھ نہ جڑے ہوئے ہونے سے (لوگوں میں) یہ ارادا پیدا ہو گیا کہ بھگوت گیتا الگ ہے اور بائبل الگ ہے۔ عیسائیوں کو شیر کے پیر دینا ہوا۔

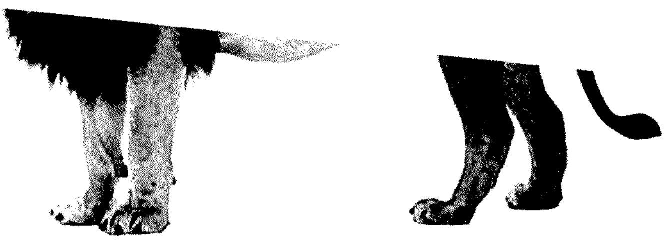

تین گرنتھوں کا علم زبان میں ہو، مطلب (meaning) میں ہو ایسے نظر آ تا ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ بالکل بھی جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ جس طرح شیر کے جسم کے حصے صحبت کے بغیر جڑے ہوئے نہیں ہے ویسا ہی انسانوں کو دِکھنے کے لئے ایسا لگے گا کہ بھگوت گیتا کی علم سے بائبل کا علم جڑا ہوا نہیں ہے اور بائبل سے قرآن کا علم جڑا ہوا نہیں ہے۔ انسانوں میں کا مت (مذہب) ہی ایسا کیا کہ انسانوں کو سمجھ میں نہ آئے۔ گرنتھ میں جو علم ہے اس علم کے ساتھ پہلے قرآن کا گرنتھ جُڑ سکتا ہے مگر بائبل الگ سے دِکھ رہی ہے۔ قرآن گرنتھ کے بعد بائبل پڑھیں تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ ایسا ہی قرآن سے پہلے بھگوت گیتا پڑھیں گے تو ایسا دکھے گا کہ یہ بھگوت

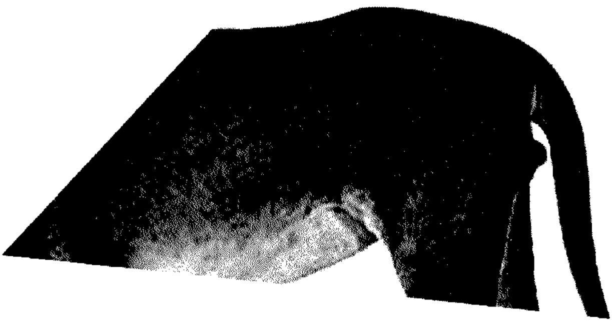

گیتا کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ جو شخص تین گرنتھ پڑھا اگر وہ آ کے پیچھے سمجھ کر لئے تو تین گرنتھ جڑ جائیں گے۔ تو پہلے کوئی بھی مت والا کیوں نہ ہو اس کی حالت ایسا ہے کہ دوسرے مت کا خیال من میں لانا ہی پسند نہیں کر رہا ہے۔ سب لوگوں کے من میں یہی ارادا ہے کہ میرا مذہب الگ ہے، میرا گرنتھ الگ ہے، میرا اللہ الگ ہے اسی لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا کوئی شخص ہے ہی نہیں جو تین گرنتھوں کو پڑھا ہو۔ اگر شیر کے تین حصوں کو ملا کر نہیں دیکھیں گے تو شیر نظر نہیں آتا۔ تین حصوں کو ترتیب کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو جب پورا شیر کا شکل دکھے گا۔ ایسا ہی تین گرنتھوں کو جب پڑھ پائیں گے تو اصلی دھرم زندہ دکھیں گے۔ جب واپس شیر زندہ ہو کر عجیب جانور کی طرح آئی ہوئی 'مت' کہلانے والی ادھرم کو ختم کر سکتی ہے۔ تو پھر کیا تین گرنتھوں کو کوئی پڑھ پائے گا؟ (اس طرح سوال کئے تو اس کے جواب یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص پڑھیں بھی تو یہ ارادے سے پڑے گا کہ دوسرے گرنتھوں میں غلطیاں ڈھونڈنے کے لئے پڑے گا مگر یہ ارادے سے نہیں پڑے گا کہ باقی گرنتھ میں

بھی ایسا علم ہے جو اپنے گرنتھ کی علم سے جڑا ہوا علم ہے۔اس طرح پہلے ہی یہ ارادے سے پڑھیں گے کہ اس میں غلتیاں ہیں تو باقی گرنتھوں میں کا اعلی علم معلوم نہیں ہوگا۔یہ معلوم نہیں پڑے گا کہ وہ تیرے گرنتھ کے ساتھ جڑا ہوا علم ہے۔تین اللہ کے گرنتھوں کو پڑھیں تو اس میں پورا شیر کی صورت نظر آئے گی۔ٹکڑے کئے ہوئے تین حصوں کو ایک جگہ لا کر ٹھیک سے جوڑ دیں تو جس طرح زندہ شیر بنا اسی طرح تین گرنتھوں کو پڑھیں گے تو وہ ادھرموں کو شکار کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے، پوری طاقت کے ساتھ زندہ ٹہرے گا۔

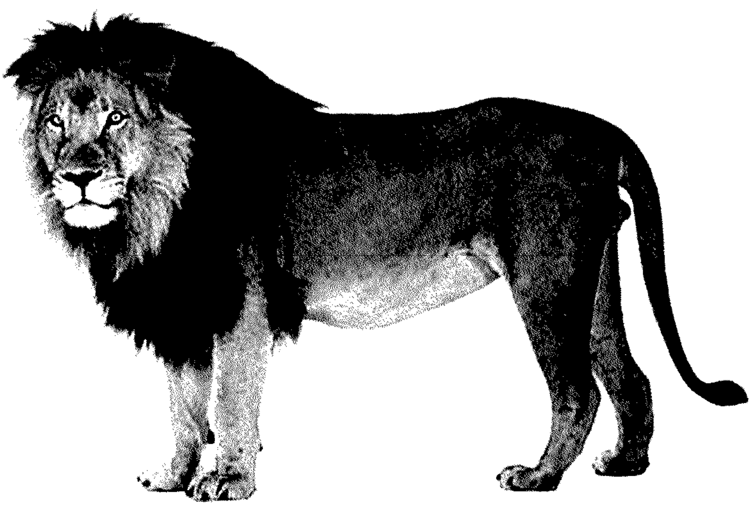

وہ شخص جو تین گرنتھوں کا علم مکمل طور پر جان لیا ادھرموں کے اُور شیر کی طاقت رکھتے ہوئے، شیر کے برابر رہتا ہے۔ویسا شخص کے قریب کسی بھی طرح کا جہالت پاس نہیں آتا۔مت اس کے آس پاس تک بھی نہیں آتی۔جو شخص تین اللہ کے گرنتھوں کو پڑھا

وہ دھرموں پر رہتا ہے۔ جو شخص تین گرنتھوں کو پڑھ کر اس کا اصل معلوم نہیں کر سکا وہ ایک دھرم پر بھی نہیں رہتا۔ وہ ادھرموں میں پھس جاتا ہے۔ اس طرح کے شخص میں مت کہلانے والی ادھرم مکمل طور سے رہتا ہے۔ یہی بات کولیکر آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح 5 آیت 68 میں ایسا کہا ہیں دیکھئے۔

(5-68)''اے گرنتھ رکھنے والے! تم دراصل کسی چیز پر نہیں جب تک کہ تورات وانجیل (بھگوت گیتا، بائبل) کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہاری رب کی طرف سے اتارا گیا ہے (قرآن) قائم نہ کرو''

تورات گرنتھ (بھگوت گیتا) کو ایک بار تفصیل کے ساتھ پڑھیں تو اس میں کہی گئی علم کے مطابق یہ معلوم ہو جائے گا کہ باقی اللہ کے گرنتھوں کو پڑھنا چاہئے۔ جس نے شیر کے سر کو دیکھا وہ باقی اعضاؤں کے لئے ضرور ڈھونڈے گا۔ سر کو دیکھنے کے بعد ہر کوئی یہ پہچان سکیں گے کہ وہ شیر ہے۔ بعد میں شیر کے اعظاؤں کے لئے ڈھونڈ نا شروع کرے گا۔ اگر دوسرے جانور کے اعضائے ملنے پر بھی وہ آسانی سے پہچان پائیں گے کہ وہ شیر کے اعضائے نہیں ہیں۔ جنہوں نے ایک بار بھگوت گیتا پڑھ لی وہ باقی گرنتھوں کو پڑھنے پر بھی مطمئن (خوش) نہیں ہوں گے۔ جب وہ اللہ کے گرنتھ پڑھتے ہیں تب ہی خوشی کو ظاہر کریں گے۔ یہ بات کے بارے میں قرآن گرنتھ میں اس طرح کہہ رہے ہیں دیکھئے۔

(62-5)''تورات کے مطابق عمل کرنے کی حکم دینے کی باوجود، اس کے مطابق عمل نہ کرنے والے چاہے کتنے بھی گرنتھوں پر چلیں ایسے لوگوں کی تمثیل اُس گدھے جیسی ہے جو اپنے پیٹ پر کئی گرنتھ اٹھاتی ہو۔ اللہ کی باتوں کو جھوٹ لانے والوں کی بڑی بری مثال

ہے۔ظالم لوگوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

اگر پہلی گرنتھ (بھگوت گیتا کو) پڑھیں گے تو وہ باقی دو اللہ کے گرنتھوں کے لئے ڈھونڈیں گے۔ یہ زمانہ میں صرف ان لوگوں کو بھگوت گیتا پڑھنے کا موقع ہے جو ہندو کی طرح پیدا ہوئے۔باقی مت کے لوگ وہ گرنتھ پڑھنے کا موقع ہے جنہیں وہ اپنے مذہبی گرنتھ کہتے ہیں۔شاید باقی لوگ بھگوت گیتا کو نہیں پڑھیں گے۔عیسائی اپنے گرنتھ کے علاوہ دوسرے گرنتھ نہیں پڑھیں گے۔اگر بائبل پڑھیں تو بھی عیسائیوں کو باقی گرنتھ پڑھنے کا خیال نہیں آئے گا۔وہ اس طرح کہنے کی طریقے میں ہی رہیں گے کہ ہمارا گرنتھ ہی اعلی ہے۔اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے مت کو پھیلانے کے کاموں میں ذیادہ شردھا دکھاتے رہتے ہیں۔اگر وہ دوسرے گرنتھ کو پڑھنے پر بھی اس کے بارے میں پہلے ہی طے کر لے کے اس پر کم عزت سے پڑھتے ہیں۔اگر مسلمانوں کی بات کریں تو آج قرآن کو پڑھے ہوئے مسلم بھگوت گیتا پڑھنا شروع کر رہے ہیں۔ وہ یہ جان کر کہ بھگوت گیتا میں یکیشوروپاسن (Ekeshwaropasan) ہے اور وہ وگہارادھان (vigraharadhan) کی خلاف ہے، وہ لوگ اسے پڑھ کر اس کے بارے میں معلوم کر کے جب وہ ہندوؤں سے بات کرتے ہیں اس وقت وہ اس طرح کہہ رہے ہیں کہ ہمارے گرنتھ میں جو کہا گیا وہ تمہارے گرنتھ میں بھی ہے، تمہارے مذہب سے ہمارا مذہب ہی نیا ہے، بھگوت گیتا اعلی ہی ہے مگر وہ دواپر یوگ میں کا ہے، آج کل یوگ میں جو پیدا ہوا وہ مسلم مذہب ہے۔اسی لئے ہمارا مذہب ہی اعلی ہے، ہمارا مذہب جو نئے طریقے سے ہیں اس میں تم لوگ داخل ہو جاؤ۔وہ مت کو پھیلانے کی کوشش میں ایسا کہہ رہے

ہیں۔قرآن گرنتھ میں ایسا کہیں نہیں کہا گیا کہ پرانے گرنتھوں کا علم چھوڑ کر نئے گرنتھوں کا علم پڑھیئے۔قرآن گرنتھ میں دھرموں کی تعلیم دی ہے اس لئے دھرم کے مطابق پہلے آئے ہوئے گرنتھوں میں بھی دھرم ہیں انہیں پڑھنے کے لئے کہا ہیں۔قرآن گرنتھ میں ایسا کہیں پہ بھی نہیں کہا کہ مذہبی تبلیغ کرو یا مذہب کہلانے والی چیز ہی نہیں ہے۔قرآن گرنتھ اپنے سے پہلے آئے ہوئے گرنتھوں کے بارے میں اعلی کہتے ہوئے یہ کہہ رہی ہے کہ اس میں بھی اللہ کے دھرم ہیں۔یہی بات کو لیکر قرآن گرنتھ میں سورح 5، آیت 48 میں ایک بار دیکھتے ہیں کہ کیا کہا گیا۔

(5-48)''ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ یہ گرنتھ (قرآن) نازل کیا ہے۔یہ اپنے سے پہلے آئے ہوئے گرنتھوں کی (بھگوت گیتا ،انجیل کی) تصدیق کرتی ہیں۔تیرے پاس آئی ہوئی حق کو چھوڑ کر ان کے خواہشوں کی پیروی مت کرو''۔

اس طرح قرآن گرنتھ میں لکھ کر ہونے کی وجہ سے کوئی بھی مسلم ہو مت (مذہب) کہلانے والی بات کو چھوڑ کر قرآن گرنتھ کی بات کو سنے تو جیسے گرنتھ میں کہا ویسے قرآن نے تصدیق کی ہوئی، پہلے آئے ہوئے بھگو گیتا، بائبل گرنتھوں کو پڑھ پائیں گے۔حق کے ساتھ آئی ہوئی قرآن گرنتھ حق کو ہی بتا کر پہلے آئے ہوئے دو گرنتھوں کو سچ کہتے ہوئے تصدیق کرنے کی وجہ سے باقی دو گرنتھوں کو عزت کے نیت کے ساتھ اور اس یقین کے ساتھ پڑھنا شروع کریں گے کہ وہ بھی حق ہی ہے۔تو آج قرآن کو پڑھنے والے مسلمان کم ہیں۔قرآن کو اپنی گرنتھ کہنے پر بھی، چند لوگ ہی اسے پڑھ رہے ہیں ۔اپنے گرنتھ کو پڑھنے میں بھی مذہبی اصول نظر آ رہا ہے۔یہ اصول ہے کہ کوئی بھی مسلمان

ہوقرآن گرنتھ کوعربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے۔اس فیصلہ کے مطابق عربی زبان نہ آنے پر بھی وہ پڑھنے کے لئے زبان اکشروں (حروفوں) کوسیکھ کر پڑھتے ہیں۔زبان میں کا مطلب (معنی) معلوم نہ ہونے پر بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے کہنے والی اصول کومت (مذہب) کی اصول سمجھ کر اس پرعمل کرتے ہوئے عربی زبان میں ہی پڑھیں گے۔بازو(side) میں ہی تلگوزبان میں ترجمہ کیا ہواقرآن رہنے پر بھی نہ اسے وہ چھوتے(they dont touch) نہ پڑھتے(they dont read)۔

ہم نے پوچھا کہ جن مسلمانوں کوتلگوزبان آتی ہے وہ تو کم ازکم تلگومیں قرآن کو پڑھ سکتے ہیں نا!(اس سوال پر وہ اس طرح) کہہ رہے ہیں کہ''وہ ہمارے واسطے نہیں ہے،ہندوؤں کے لئے تیار کئے ہیں''۔ہندو پڑھ کر اس میں کی معنی یا مطلب کوسمجھ کر لے رہے ہیں لیکن مسلمان تو جوزبان انہیں نہیں آتی اس زبان میں صرف دیکھنے کے لئے پڑھ رہے ہیں مگر اس کا مطلب ہو یا معنی ہو وہ نہیں جانتے۔اس طرح گرنتھ پڑھنے میں بھی مت (مذہب) ان پرحکم چلا رہی ہے۔مت کہنے والی صرف ایک مسلم مت میں ہی نہیں بلکہ باقی متوں میں بھی ہے۔ان کو،اللہ کے گرنتھوں کوٹکڑے کر کے دکھا رہی ہے مگر متحد(unitedly)(یکم سے) نہیں دکھائی۔ٹکڑوں میں دکھانے کی وجہ سے جیسے(6-91) میں کہا ہے ویسے تورات گرنتھ کوتم لوگ ٹکڑوں میں چیر لے کے پڑھ لے رہے ہیں۔اور کہا کہ اس میں ایسی علم ہے جوتم اورتمہارے بڑے(بزرگ) نہیں جانتے۔ایسا ہی آج ہر مت کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے کہا مگر کوئی بھی یہ نہیں کہتے کہ اپنے گرنتھ میں کا ہے۔حقیقت میں انہوں نے گرنتھوں کونہیں پڑھا۔جیسے ان کے بڑے(بزرگ) کہتے

ہیں ویسے چلتے رہتے ہیں (عمل کرتے رہتے ہیں)۔ مایا نے مت (مذہب) کے صورت میں ان کے بڑوں کو قابو میں لے لیا، پھر (وہ مت) ان کے سر کے اندر(گھونس کر اللہ کے علم میں اصلی) مطلب یا معانی کو بدل دینے کی وجہ سے بڑے لوگ باقی لوگوں کو مت کا علم ہی (مذہبی علم ہی) تعلیم دے رہے ہیں۔

آج ڈھونڈنے پر بھی ایسا شخص نہیں ملے گا کہ جو مت (مذہب) کے پردے میں پھسے بغیر صاف سترا ہو۔ ایک شخص بھی ڈٹ کے (مظبوط سے) ایسا کہنے الا نہیں ہے کہ مجھے مت نہیں ہے اور میرے لئے مت کے اصول نہیں ہے۔ اگر کوئی بھی ہومت کے مطابق کے بغیر علم کے مطابق بات کریں یا مت کو چھوڑ کر علم کو معلوم کرنا چاہئے کہیں تو ،اس کے گھر میں ہی اس کے لئے مخالفت (opposition) آئے گی۔ ایک مسلم علم کے مطابق بات کریں تو سو (100) مسلم اس کے خلاف بات کریں گے۔ اور اوپر سے ایسا کہتے ہیں کہ'' تم اگر کل مر جاؤ گے تو تیرے لاش کو ہم ہمارے مسلم گوریوں (graves) میں دفن نہیں کرنے دیں گے۔ کوئی بھی مسلم تیرے لاش کو نہیں چھوئے گا۔ جو شخص مت کے اصولوں پر نہیں چلا، وہ شخص ''کافر'' کہلاتا ہے''۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر یعنی جاہل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ کی بات انکار کرنے والا ہے۔ انسان جب زندہ ہے اس وقت ہی مت کہلانے والی روگ لگ لینا ہی نہیں، بلکہ انسان جب مر جاتا ہے تب بھی اس کے لاش کو بھی مت نہیں چھوڑی۔ کوئی بھی روگ ہو تب ہی رہتا ہے جب انسان زندہ ہو۔ اگر مر گیا تو اس میں اس کے (روگ) سائے زرا بھی نظر نہیں آتے۔ لیکن مت کہنے والی چیز مرے ہوئے انسان کو تک نہیں چھوڑی۔ اگر گاؤں کے باہر جا کر دیکھیں تو

ہندوؤں کا قبرستھان الگ ہیں، عیسائیوں کا قبرستھان الگ ہیں، ایسا ہی مسلمانوں کا قبر ستھان الگ ہیں۔غلتی سے بھی ہندوں کا لاش کو لا کر مسلمانوں کے قبرستھان میں نہیں دفناتے۔مسلمان ان کے لاش کو دوسرے قبرستھانوں میں نہیں دفناتے۔آخر میں مرکر، سڑے ہوئے لاشوں کے پاس بھی مذہبی اصول (مت کے اصول) ہیں۔اور اس طرح دھمکی دینا بھی ہے کہ جو شخص مت کی بات نہیں سنا اور جو لوگ مت اور سامپردایوں پر عمل نہیں کئے، جنہوں نے اسے چھوٹ لایا اسے ہم قبرستھان میں نہیں دفنائیں گے۔اب انسان کو یہ سوچنے کا وقت آرہا ہے کہ آخر مرنے کے بعد بھی نہ چھوڑنے والی مت (مذہب) چاہئے یا نہیں؟۔زندگی جیتے وقت ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی مت انسان کو پریشان کر رہی ہے (درد دے رہی ہے)۔انسان کو یہ سوچنے کا وقت قریب آرہا ہے کہ (آخر وہ کیا چاہتا ہے) درد میں بھیجنے والی مت کو؟ یا سلامتی (سکون) دینے والی علم کو؟ مت نے ایسا کیا کہ اللہ کے گرنتھوں پر ہی مت (مذہب) گرنتھ کا مہر لگا دی تا کہ اپنا نام ہی پہلے بتائے (یعنی اللہ کے نام سے پہلے مذہب کا نام لئے جیسا کر دی ہے)۔اصل میں اللہ نے اللہ کا علم ہی کہا مگر مذہب کا علم نہیں اس نے بالکل نہیں بتایا نا! اگر تم تمہارے بڑوں سے کہو گے کہ وہ مت گرنتھ نہیں ہے (اللہ کا گرنتھ ہے) اور میں مذہب میں نہیں ہوں (اللہ کے راہ میں ہوں) تو تمہارے بزرگ تمہیں سماج سے بہشکرت (سماج سے نکال پھینکنا) کریں گے۔یہ سوچنے کا وقت قریب آرہا ہے کہ کیا تجھے وہ مت چاہئے جو تمہیں سماج سے بہشکرت کرتا ہے یا تجھے وہ علم چاہئے جو تجھے مدد کرتا ہے۔

ایک بار سوچ لو کہ تم کیسے پیدا ہوئے ہو؟ قدرت، پرماتما کہنے والے ماں باپ

کے ذریعے (پیدا ہوئے ہو لیکن زبان سے) مذہب یا مت کا نام لیتے ہو۔تم اپنے آپ کو میں فلانا مذہب والا ہوں کہہ رہے ہو مگر اللہ کا نام نہیں لے رہے ہو اور نہ یہ کہہ رہے ہو کہ میں ان کا (قدرت، اللہ) کا بیٹا ہوں ۔تم پیدا کئے گئے ہو،اس لئے تمہیں جس نے پیدا کیا اس کے بارے میں بولو لیکن تیرے مذہب کے بارے میں تو مت بول۔ کیوں کہ !مت مایا کی طرح اتنے دن انسانوں میں داخل ہو کر پک گیا ہے ۔تو اب مت مایا کی طرح رہے بغیر وہ (مت) غایب ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے ۔دوسرے اللہ کی گرنتھ میں پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ آدرن کرتا آئے گا اور اب جو باتیں میں نہیں بتا رہا ہوں وہ بتائے گا۔ایسا ہی،(کیا معلوم شاید) وہ آدرن کرتا آنے کا وقت آ گیا ہو! آدرن کرتا آ کر اُس دن برداشت نہیں کریں گے کہنے والے یسوع کہنے کے باتیں برداشت کریں یا نہ کریں وہ ضرور کہے گا۔اس برداشت نہ کئے جانے والی مت کے بارے میں کہیں تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم تو ویسے نہیں ہیں نا!۔اس دن مت نہیں تھا۔اس لئے اس دن نہیں کہا تھا۔آج اللہ آدرن کرتا کی طرح آنے پر بھی پہلے نبیوں نے جو علم کہا وہی علم بتائے گا مگر وہ اپنے خود سے نیا علم نہیں بتائے گا۔جو پہلے بتائے گئے وہی بتائے گا۔تو اب آنے والے کا نگاہ پورا مت پر ہی ہے۔

بائبل میں یوحنا خوشخبری باب 16 کی 13,14,15 جملوں میں کہا کہ آدرن کرتا آئے تو بھی انہوں نے خود جو کہا وہیں باتیں بتائیں گے ۔وہ جملوں کو ایک بار دیکھئے۔

(یوحنا: 16-13,14,15)''لیکن جب وہ روح حق آئے گا تو وہ ساری سچائی کی

طرف تمہاری رہنمائی کرے گا۔وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ تمہیں صرف وہی بتا ئے گا جو وہ سنے گا اور مستقبل میں پیش آنے والی باتوں کی خبر دے گا۔(14)وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا کیوں کہ وہ میرے باتوں میں سے لیکر تمہیں بتائے گا۔(15)سب کچھ جو بھی باپ کا ہے وہ میرا ہے۔یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا کہ وہ میرے باتوں میں سے لیکر تمہیں بتائے گا۔''

بائبل کے جملے کو خوب غور کریں تو بہت ہی (بڑی راز) سمجھ میں آسکتی ہے ۔آنے والا روح حق (اس کا مطلب یہ ہے کہ) ہمارا دادا **پرماتما** جو تخلیق کار (جس نے کائنات کو پیدا کیا) ہے وہی جسم پہن کر آرہا ہے۔اگر وہ آئیگا تو کیا کرے گا؟اس طرح سوال کر کے دیکھیں تو جملے میں ہی ہے کہ ساری سچائی کے طرف تمہاری رہنمائی کرے گا۔ساری یا سرو(sarv یا سدا) یعنی 'ہمیشہ' کے ہے ایسا ہی سچائی یعنی 'نہ بدلنے والی' کے ہے۔ہمیشہ نہ بدلنے والی ،دائمی ،ہمیشہ ایک ہی طریقے سے رہنے والی دھرم ہی ہے اس لئے **دھرم کو ساری سچائی** کہا ہیں۔سو،ساری سچائی کے طرف چلائے گا مطلب یہ ہے کہ ''ادھرموں سے دھرموں کے طرف بھیجے گا۔''

اگر ایک شخص مصیبتوں سے گزر رہا ہے تو اس کے پاس جا کر اس کی مدد کر کے اسے اس مصیبت سے باہر نکالیں گے تو اسے بہت ہی مدد کئے جیسا ہوگا۔مصیبتوں میں رہنے والے سے،جس کے پاس پیسا نہیں ہے ویسے شخص سے کوئی بھی بات نہیں کرتا۔جو شخص مصیبتوں میں ہے اس کے پاس ہم خود جا کر بات کر کے،مدد کر کے اس کی مصیبتیں یا پریشانیاں دور کریں تو اس سے بڑھ کر آدرن (مدد) دنیا میں کچھ نہیں ہے۔انسان ذاتی

دھرموں کو(swa dharm) کھو کر،آزادی سے زندگی گزار نہ سک کے پر دھرموں(para dharm)میں پھس کرآخر میں قبرستھان میں بھی بغیر آزادی کے زندگی جینے (گزارنے) والوں کو جو شخص ذاتی دھرم یاد دلاکر ، پر دھرموں سے چھوڑوا کر ،دوسروں کے قابو میں نہ رہتے ہوئے آزادی سے زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتا ہے ،وہی اصلی آدرن کرتا،وہی اصلی آدرن (مدد) ہے کہہ سکتے ہیں۔زمین پرایک یا دونوں کو نہیں بلکہ تمام دنیا میں وہ تمام لوگوں کو جنہیں آزادی نہیں ہے ان سب کوآزادی دینے کے لئے آنے والا شخص چھوٹا نہیں ہوسکتا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مامولی شخص نہیں ہے ۔اس طرح آنے والا ہی **آدرن کرتا ہے۔**

پہلے آئے ہوئے اللہ کے گرنتھوں میں ملا ہوا پیغام کے مطابق دھرموں سے لوگوں (پرجایاpraja) کی مدد کرنے والا آدرن کرتا اگرآئے تو دھرم چکر کو پہن کرآئے گا۔بعض لوگ ایسا سمجھ سکتے ہیں کہ **دھرم چکر** یعنی جسم ہی ہے نا! اسے تو سب پہن کرآتے ہیں نا!۔سادھارن جسم کو ہی دھرم چکر کہہ سکتے ہیں۔تو اسے دھرم چکر نام سے نہیں پکارتے ہیں جو سادھارن لوگ پہنتے ہیں۔اللہ زمین پر جب اوتار لیگا اس وقت جو جسم وہ پہن کر آتا ہے،صرف وہ جسم کو ہی دھرم چکر کہنے کا موقع ہے۔اگر جسم کو سادھرن انسان پہنے تو اسے سادھارن جسم کہتے ہیں۔اگر اللہ جسم پہن کرآیا تو اسے ضرور **دھرم چکر** کہنا چاہئے۔

سوال: انسان جسے پہنتا ہے اسے جسم کہنا عام ہی ہے۔تو وہ سب لوگ جو پیدا ہوئے جسم سے ہی جیتے ہیں۔جو بھی پیدا ہوئے ان سب میں اللہ بھی رہ سکتا ہے۔آپ نے بعض اوقات کہا تو ہم نے سنا کہ وہ (اللہ) بھی جسم ہی پہن کرآئے گا۔تو پھر اب آپ کہہ رہے

ہیں کہ صرف اس جسم کو دھرم چکر کہتے ہیں جسے اللہ نے پہنا ہو۔ یہ بات آپ کیسے بتا سک رہے ہیں؟

جواب: ہاں ! یہ سچ ہے کہ اللہ انسان کی طرح پیدا ہوگا پھر بھی وہ سادھارن انسان کے مانند پیدا ہوکر، انسانوں میں مل کر رہے گا۔اس لئے یہ کہنے کا موقع نہیں رہتا کہ اس نے جو پہنا ہے وہ دھرم چکر ہے۔اگر پہلے یہ معلوم ہوجائے کہ جسم پہن کر آیا ہوا شخص کون ہے ؟تو، جب یہ بتا سکتے ہیں کہ مامولی والے انسان پہنا ہوا جسم کو جسم کہتے ہیں اور اللہ نے پہنا ہوا جسم کو دھرم چکر کہتے ہیں۔اگر دھرم چکر میں اور جسم میں کچھ فرق ہے کیا؟ یہ سوال کے جواب میں ویسا بھی کچھ نہیں ہے(یعنی جسم میں، دھرم چکر میں کچھ بھی فرق نہیں ہے)۔یہ سب کچھ ایک طریقے کے واستے، شاستر بدھ کے لئے بولنے کے حد تک ہی ہے مگر باہر دکھا نہیں سکتے۔اللہ انسان کے جسم کو پہن کر آنے میں کوئی بھی فرق نہیں رہتا۔فرق نہیں رہتا اس لئے جسم پہن کر آیا ہوا شخص سادھارن انسان بھی ہوسکتا ہے یا اللہ بھی ہوسکتا ہے۔اللہ کبھی کبھار (rarely) آتا ہے۔ ہمیشہ پیدا ہونے والے سادھارن انسان ہی ہے۔تو بھگوت گیتا گنان یوگ شلوک چھ(6) میں، ایسا ہی راج ودیا راج گہیا باب کے گیا روی (11) شلوک میں جیسے کہا ویسے وہ اللہ جو تمام انسانوں کا مالک ہے جیسے تمام انسان پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی جسم کو پہن رہا ہے۔تو اللہ صرف دھرم قائم کرنے کے لئے ہی پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات معلوم نہ ہونے کے لئے ہی وہ جیسے سادھرن انسان پیدا ہوتا ہے ویسا ہی پیدا ہوتا ہے۔لیکن ان کے پیدائش میں تھوڑا فرق رہنے پر بھی اسے کوئی پہچان نہیں سکتے۔وہ اس طرح پیدا نہیں ہوا کہ وہ پہچانا جائے۔

ہاں! یہ بات سچ ہے کہ انسان کے جنم کو اور اللہ کے جنم کو تھوڑا فرق ہے۔ انسان کے جنم میں ماں کے پیٹ میں سے بچہ کا جسم باہر آنے کے بعد پیدا ہوا جسم میں نفس داخل ہوتا ہے۔ پیٹ سے بچہ کا سر باہر آنے کے بعد سے دس یا بارہ یا چوبیس گھنٹوں کے اندر ہی کبھی بھی نفس پیدا ہوا جسم میں داخل ہونے کا موقع ہے۔ لیکن جب اللہ پیدا ہوگا تب نفس خاص کر باہر سے نہیں آئے گا۔ اللہ کے جنم میں بچہ ماں کے پیٹ سے براہ راست زندہ پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن اسے کوئی بھی پہچان نہیں سکتے۔ کیوں کہ! سب لوگ ایسا ہی سمجھ رہے ہیں کہ سادھارن انسان بھی ماں کے پیٹ میں سے زندہ پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ اگر سادھارن انسان پیدا ہوا تو جسم پیدا ہونے کے بعد 'نفس جسم میں داخل ہوتا ہے'۔ اسی لئے زندہ پیدا ہوا اللہ کو دیکھ کر بھی، اسے سادھارن انسان ہی سمجھا جا رہا ہے
۔

انسان پہنا ہوا جسم میں نفس رہتا ہے۔ نفس پہنا ہوا جسم کو ہی انسان کہہ رہے ہیں۔ تو وہ جسم میں فرق کوئی بھی پہچان نہیں سکتے جسے اللہ نے پہنا ہو۔ اوپر سے دکھنے والے فرق کچھ بھی نہیں رہتے۔ اللہ نے پہنا ہوا جسم میں نہ نفس رہتا نہ روح۔ جہاں نفس ہوتا ہے وہاں روح رہتا ہے۔ جاندار جسم میں کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں نفس اور روح دونوں ایک جگہ رہتے ہیں۔ اللہ آکر ماں کے پیٹ سے ہی زندہ پیدا ہو رہا ہے۔ پھر بھی وہ جسم میں نفس، روح نہ رہتے ہوئے صرف پرماتمارہتا ہے جو آتما سے پرے ہے۔ وہ اللہ جو روح کا باپ ہے اور نفس کا دادا ہے (اس نے) جو جسم پہنا اس میں نفس، روح دو نہیں رہتے ہیں۔ دنیا میں ایسا جسم ہی نہیں رہتا جس میں نفس، روح دونوں نہ ہو۔ نفس بھگت رہا

ہے تو روح جسم میں کے تمام کام کرتے ہوئے احساسات کونفس کو پہنچاتی رہتی ہے۔نفس کو روح چلا (زندہ رکھ) رہی ہے۔تمام مخلوقات میں جہاں نفس رہتا ہے وہاں روح بھی رہتا ہے۔روح رہے تو ہی نفس جی سکتی ہے(یعنی نفس زندہ تب ہی رہے گی اگر اس کے ساتھ روح ہو)۔کوئی بھی جسم میں بلا روح کا نفس ہو یا بلا نفس کا روح ہو نہیں ہے۔

اللہ نے پہنی ہوئی جسم میں نفس اور روح نہیں ہے۔جسم میں رہنے والا اللہ ہی نفس کی طرح،روح کی طرح اداکاری (acting) کرتے ہوئے جسم میں تمام کام ہوئے جیسا کرنے کی وجہ سے ایسا سمجھتے ہیں کہ اس جسم میں نفس موجود ہے۔یہ شک کسی کو نہیں آئے گا کہ (جسم)اللہ موجود ہے۔بلا نفس والا جسم ایک ہی ایک ہوتا ہے وہ ہے اللہ نے پہنا ہوا جسم۔یہاں ہر انسان carefully جاننے والے باتیں بہت ہیں۔اللہ جسم میں نفس کے مانند اور روح کے مانند acting کرتا رہتا ہے۔اپنے آپ کو روح کی طرح ہی سمجھے گا۔جسم نہ رہنے والا پرماتما ہونے کی وجہ سے جسم میں رہنے والا پرماتما جب تک جسم میں ہے تب تک خود کو روح بول لے گا۔بعض اوقات میں خود کو نفس بول لے گا۔وہ خود پرماتما ہو کر پرماتما کو باپ کہے گا۔علم کے مطابق نفس،روح کو باپ بُلا سکتی ہے۔اسی لئے وہ ایسا acting کرتی ہے کہ جیسے وہ نفس ہو اور اس کا باپ روح ہو۔چند اوقات میں ایسا کہتی ہے کہ وہ روح ہے اور پرماتما اس کا باپ ہے ۔اس طرح کبھی کبھی (occationally) ایک ایک قسم سے بات کرنے کی وجہ سے جسم میں رہنے والے اللہ کو کوئی بھی پہچاننے کا موقع نہیں ہے۔

انجیل گرنتھ میں ایسے باتیں موجود ہیں جن میں یسوع نے خود کو نفس کی طرح

کمپار (compare) کر لے کے کہا ہو۔اور ایسے بھی باتیں بھی موجود ہیں جن میں خود کو روح کی طرح کمپار کر لے کے پرماتما کو باپ کہا ہو۔ایسا ہی نفس کی طرح رہتے ہوئے روح کو باپ کی طرح کمپار کر کے کہی ہوئی باتیں بھی موجود ہیں۔جب کرشن کی طرح تھا تب پوری زندگی نفس کی طرح ہی acting کیا۔تو جب بھگوت گیتا کہتا ہے صرف تب **''خود کہا کہ میں ہی تخلیق کار اللہ ہوں، پرماتما ہوں''**۔یقین نہیں کریں گے سمجھ کر اپنا وشو روپ (vishwaroop) بھی دکھایا۔اس طرح خوب غور کریں تو ایسے کئی دلیلیں ہیں جس سے اللہ نے پہنے ہوئے جسم کو پہچان سکے اور یہ کہنے کے لئے کہ وہ ہی اللہ ہے۔وہ کہتے ہے نا کہ! نظر یا نگاہ صرف اسی کے لئے ہے جسے آنکھ ہو۔ظاہر سے اللہ سادھارن جسم میں دکھنے پر بھی ان کے تعلیمات کے مطابق اور ان کے باتوں کے مطابق اشارے کے طور پر ان کو پہچاننے کا موقع ہے۔پھر بھی وہ اتنے آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔اب جیسے میں نے اوپر کہا ویسے چند نشانیاں دکھنے پر بھی، وہ نشانیوں کے وجہ سے اللہ کو پہچاننے کا موقع رہنے پر بھی انہی کے پاس (اللہ کے پاس) ہی ایسے کئی باتیں یہ کہنے کے لئے نظر آتے ہیں کہ وہ اللہ نہیں ہوسکتا۔اسے اللہ کہنے کے لئے ایک دو دلیلیں دکھنے پر بھی وہ اللہ نہیں ہے کہنے کے لئے سو سے زیادہ دلیلیں دکھتے ہیں۔اسی لئے براہ راست کائنات کا مالک، تخلیق کار پرماتما جس نے تمام کو پیدا کیا کرشن کی صورت میں زمین پر انسانوں کے بیچ میں آنے پر بھی، کوئی بھی یہ نہیں پہچان سکے کہ وہ اللہ (دیوادی دیو) ہے۔ایسا ہی دو ہذار سال پہلے یسوع کی طرح جسم پہن کر آنے پر بھی اس دن بھی کوئی بھی انہیں پہچان نہیں پائے۔اتنا ہی نہیں اس نے کہی ہوئی علم کو، کہی ہوئی باتوں کو سن کر نہ سمجھ سک کے

اُس پر ایسا الزام لگائے کہ انہی کی غلتی ہے۔

جب وہ کرشن کی طرح آیا تھا وہ امیر ہونے کی وجہ سے کوئی بھی اسے نہیں چھیڑا (یعنی اس سے کوئی پنگا نہیں لیا)۔ جب وہ یسوع کی طرح آیا تھا وہ غریب ہونے کی وجہ سے سب اس کو کم نظر (بے پرواہی) سے دیکھے تھے۔ اتنے سے رُکے بغیر اس کے اوپر بے کار میں، حسد سے الزام لگائے۔ آخر میں عدالت کو لے جا کر سزا دِلوائے۔ اس بات کو لیکر خوش ہوئے کہ ہم نے (اسے) موت کی سزا دلوائی۔ اس دن اسے کوئی بھی پہچان نہیں پائے کہ وہ اللہ ہے۔ جب وہ یسوع کی طرح تھا اس وقت اس نے بہت علم بتایا پھر بھی یہ نہ جانتے ہوئے کہ وہ علم اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں کہہ سکتے اور ان کے کہی ہوئی تعلیمات کو سمجھ نہ سک کے علم کو جہالت سمجھ کر، اس وقت جو اپنے آپ کو علم والے سمجھتے تھے ان پر حسد بڑھا لے کر، انہیں موت کی سزا دلوائے۔ انہیں مار ڈال نے کے بعد سمادھی (قبر) میں رکھا تو (جب وہ) ''میں مرنے والا نہیں ہوں مجھے موت نہیں ہے'' کہے جیسا قبر سے اٹھ کر آنے پر بھی اسے جن (jinn) کہا ہے مگر اللہ نہیں کہہ پائے۔ اس طرح کرشن کی طرح آئے ہوئے اس وقات ہو، یسوع کی طرح آئے ہوئے زمانہ میں ہوا سے پہچان نہ پائے۔ انہوں نے جو تعلیمات براہ راست دیا اور انہوں نے براہ راست جو کام کئے کم از کم (ان تعلیمات یا کاموں کو) دیکھ کر بھی سوچ نہیں پائے۔ ایسے جملے بھی ہیں جس میں انہوں نے خود بعض اوقات کہا کہ 'میں ہی اللہ ہوں'۔ **(یوحنا 14-10,11) ''کیا تم نے یہ یقین نہیں کیا کہ میں میرے باپ میں اور مجھ میں میرا باپ ہے''** کہہ کر پوچھا ہے۔ یہ بات میں بنا بولے ہی بتا دیا کہ میں ہی اللہ ہوں اس کے باوجود بھی لوگ زرا بھی انہیں

پہچان نہیں پائے۔کرشن نے اپنی پوری زندگی ایسا چھپا لیا کہ یہ بات کسی کو معلوم ہونے نہیں دیا کہ (اصل میں) وہ کون ہے؟ لیکن جب اس نے تعلیم دی تب کہا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میری ہی عبادت (آرادھنا) کرو''۔اس نے ویسا بولنے کے بعد بھی وہاں پہ یقین نہیں کیا۔جب وہ یسوع کی طرح آیا تب بھی کہا کہ ''میں ہی اللہ ہوں'' اس طرح کہنے کے باوجود یہاں پہ بھی یقین نہیں کیا۔یہ مجھے سمجھ میں نہیں آیا کہ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں کہ اللہ خود ان کے قریب آنے پر بھی اس کے بارے میں معلوم نہیں کر سکے اور اس نے یہ تک کہا کہ ''میں ہی اللہ ہوں'' پھر بھی لوگ انہیں پہچان نہیں سکے۔اتنی گہرائی سے کہنے کے باوجود بھی، قریب سے دکھنے کے باوجود بھی اگر معلوم نہیں کر سکے تو، (اس بات پر مجھے یقین نہیں ہے) کہ بعد میں اگر اللہ آئے تو بھی پہچانیں گے۔اس کو پہچاننا ناممکن ہے اس لئے پہلے ہی اعلان کیا کہ یسوع آدرن کرتا کی طرح آئے گا۔پھر بھی یہ کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کیسے آئے گا، کب آئے گا، کس کے پاس آئے گا۔

سوال: آپ نے کہا کہ انسان آئے تو بھی جسم کے ساتھ ہی آئے گا، اللہ آئے تو بھی جسم کے ساتھ ہی آئے گا اور انسان کے پیدائش میں، اللہ کے پیدائش میں فرق ہے۔اور آپ نے یہ بھی کہا کہ وہ فرق کو کوئی بھی پہچان نہیں سکے گا۔اور کہا کہ جسم کے ساتھ جو زندہ پیدا ہوتا ہے وہی اللہ ہے، اس نے جو پہنا وہی دھرم چکر ہے کہہ سکتے ہیں۔اللہ یعنی خاص شخص ہے اس لئے جو شخص ہمارے مانند ہے اسے اللہ کہہ سکتے ہیں۔لیکن آپ نے اس بات کا پورا جواب نہیں دیا کہ اللہ نے جو جسم پہنا وہ جسم اور انسان نے جو جسم پہنا وہ جسم دو بھی ایک ہی تو پھر انسان نے جو پہنا اسے جسم کیوں کہہ رہے ہیں اور اللہ نے جو جسم پہنا اسے دھرم

چکر کیوں کہہ رہے ہیں۔مہربانی کر کے ہم لوگوں کو سمجھ میں آئے جیسا تفصیل کے ساتھ بتا ئے۔کیا دھرم چکر پہچاننے کا کوئی موقع ہے؟

جواب: جسم میں فلانا والا دھرم چکر ہے کہہ کر پہچاننے کے لئے سوائے پیدائش میں، بڑے ہونے کے بعد جسم میں کسی بھی طرح کا پہچان نظر نہیں آتا۔یہ بھی معلوم کر لئے کہ پیدائش میں بھی پہچاننا نہ ممکن ہے۔سادھارن انسان کا جسم،اللہ نے پہنی ہوئی جسم دو اوپر (ظاہر) سے تو ایک ہی جیسے دکھتے ہیں

۔اوپر جسمِ کثیف کے جتنے حصے ہوتے ہیں اتنے ہی حصے دو جسموں میں بھی رہتے ہیں ۔اللہ نے پہنی ہوئی جسم انسان پہنی ہوئی جسم دس حصوں میں ہی رہتی ہے۔پانچ گنا نیندرے اور پانچ کرمیندرے کا جسم ہی اللہ کو اور انسان کو رہتے ہے۔اللہ نے جو جسم پہنا وہ بھی انسان پہنی ہوئی جسم کے مانند ہی رہے گی۔اللہ نے پہنی ہوئی جسم بھی انسان کے مانند کثیف،لطیف کہلانے والے دو جسموں میں رہتی ہے۔اوپر سے دکھنے والی جسمِ کثیف ہے اور دکھنے والی جسم کے اندر نہ دکھتے ہوئے دبی ہوئی جسم کو جسمِ لطیف کہتے ہیں۔انسان ستھول، سوکشم جسموں میں دو جسموں میں نفس بسر کر رہا ہے۔نفس بسر کرنے والے جسم میں 10 حصے جسم کثیف (sthool shareer) ہے، تو 14 حصے جسم لطیف (sookshma shareer)، 3 حصے آتما ہے تو پورے 27 ہوئے تو، عام طور پر رہنے والے 12 اچھے برے گن، 12 دھرما دھرم ہیں۔گن، ادھرم اچھے برے اس طرح دو قسم رہتے ہیں اور وہ سایہ (shadow) کی طرح دھندھلا یعنی معلوم ہوئے نہ معلوم ہوئے جیسا (دکھتے ہوئے نہ دکھتے ہوئے جیسا) جسم میں رہتے ہیں۔وہ اچھے

برے 12 گن ہے، دھرم ادھرم 12 ہے پھر بھی وہ جسم میں حساب نہیں کئے جائیں گے۔روحوں کونہیں ملائیں گےتو جسم 24 حصوں میں ہیں، اگر روحوں کوملائیں گےتو جسم 27 حصوں میں ہیں کہہ سکتے ہیں۔انسان کواپنی جسم کے بارے میں ہی معلوم نہیں ہے ۔بھگوت گیتا کے مطابق کشیتر کشیتر گن و بھاگ یوگ باب میں جسم کوکشیتر کہا ہےاور جس شخص کوجسم کے بارے میں معلوم ہےاسے کشیتر گن کہہ چکے ہیں۔بھگوت گیتا کےعلم کے مطابق ہر انسان اگر وہ تھوڑا بھی علم جانتا ہوتو اسے ضرور جسم کے بارے میں جاننا چاہئے۔انسان روحانی علم میں پہلے سبقوں کوprimary lessions سیکھتے وقت ہی جسم کے بارے میں معلوم کرنا چاہئے۔اگر جسم کے بارے میں معلوم نہ ہوئےتو جسم میں بسر کرنے والے روح اور نفس کے بارے میں انسان معلوم نہیں کرسکتا۔اس لئے عالم کہلانے والے ہر شخص کو پہلے جسم کی علم معلوم ہوکر رہنا چاہئے۔ایسا معلوم ہوئے تو ہی یعنی جسم کے بارے میں معلوم ہوئے تو ہی یہ بات صاف معلوم ہوگا کہ جسم کے باہر جسم کثیف سے بھی، جسم کےاندر رہنے والی جسمِ لطیف کتنی اہمیت والی ہے۔

بزرگوں نے ایک نظم میں ایسا کہا ہیں دیکھئے کہ اگر قدرت سے تیار ہوئی جسم کے بارے میں معلوم نہیں ہواتو، پرماتما سے بنی ہوئی روحانی علم کسی بھی حالت میں معلوم نہیں ہوگا۔اگر کوئی بھی انسان پہلے قدرت سے تیار ہوئی جسم کے بارے میں معلوم نہ کیا تو وہ عالم نہیں کہلائے گا۔اگر ویسا شخص اپنے آپ کو عالم کہا تو وہ سراسر جھوٹ ہے۔

پانچ تتوں کی علم ،نہ جانتے ہوئے
ہم بڑے علم والے〈عالم〉ہیں کھنا
ٹوکری کے نیچے ھاتھی انڑے کو ڈالنے کے مانندھے
تمام نفسوں〈جیوں〉کا سنگ ،آتم لنگ۔

مطلب: بزرگوں نے کہا ہیں کہ قدرت کے پانچ اناصروں کو یعنی آسمان، ہوا، آگ، پانی ،زمین کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے، 25 حصے کر کے انہیں جوڑنے سے 24 حصوں والی جسم تیار ہوئی، جو شخص ان کی تفصیل جانتا ہے صرف اسے ہی عالم کہہ سکتے ہیں۔ جسم

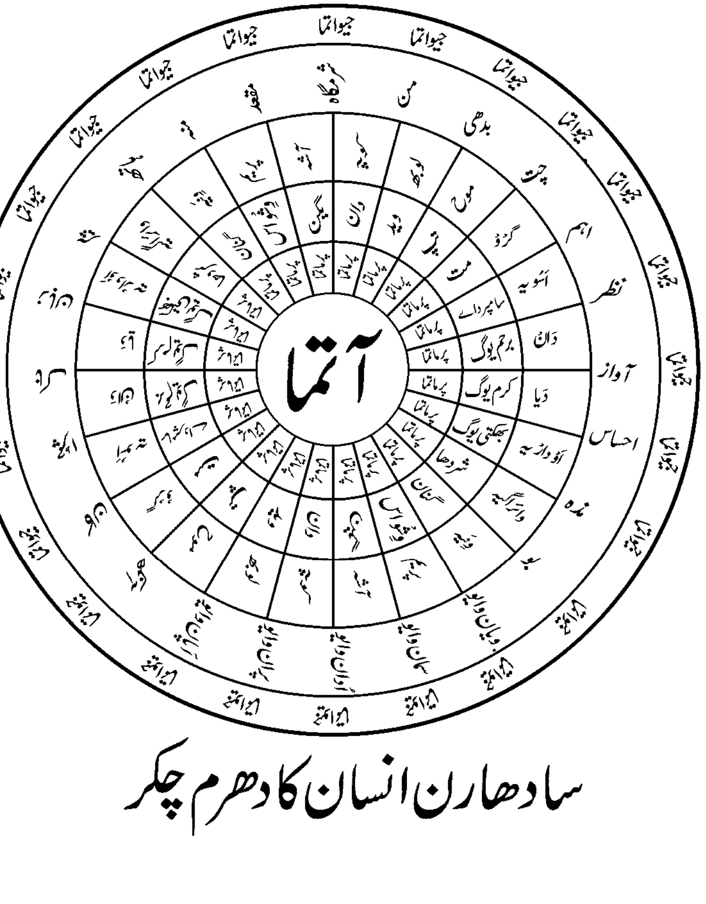

سادھارن انسان کا دھرم چکر

،قدرت سے تیار ہوئی ہے۔اگر یہ بات معلوم نہ ہوتے ہوئے کسی نے خود کو عالم کہا تو وہ اس طرح کہنے کے برابر ہے کہ ہاتھی نے ٹوکری کے نیچے انڈا ڈالا ،مطلب یہ ہے کہ ہاتھی ٹوکری کے نیچے انڈا ڈالنا جتنا جھوٹ ہے یہ کہنا بھی اتنا ہی جھوٹ ہے کہ جسم کے بارے میں معلوم نہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو علم والا کہنا۔

اوپر کے نظم میں بزرگوں نے جو طریقہ بتایا اس کو غور کریں تو جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مجھے (کسی بھی حال میں) علم چاہئے ،اسے پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ یہ جسم کیسے پیدا ہوا ،کیسے تیار ہوا اگر یہ چیزیں علمی طریقے سے معلوم کر سکے تو ،وہ شخص بعد میں روحانی عالم بننے کا موقع ہوگا۔علم معلوم ہونے کے بعد قدرتی علم کو اور روحانی علم کو ملا کر دیکھیں تو جسم کتنے حصوں میں ہے یہ ہم نے پہلے صفحوں میں وہ تصویر میں دیکھے تھے جس میں جسم کو چکر کے مانند draw کیا ہے۔دھرم چکر کو معلوم کرنے کے لئے پہلے اس جسم کے بناوٹ (construction) کو اور ایک بار غور کرتے ہیں جو دھرم چکر کے مانند ہیں۔

یہ بناوٹ میں جسمِ کثیف کے حصے 10 ہے،جسمِ لطیف کے حصے 14 ہے تو روح کے حصے تین ہے، پورے 27 حصوں میں ہے۔اس میں سایہ کی طرح پورے طریقے سے نہ دکھنے والے اچھے بُرے گن 12 ،دھرم ادھرم 12 پورے 24 ہیں۔اس طرح کثیف،لطیف،سایہ جسموں کو ملا کر دیکھیں تو ہمارے سامنے رہنے والی چکر کے مانند جسم نظر آ رہی ہے۔یہ صرف سمجھنے کے لئے ہی طیریقے کے برابر لکھا گیا ہے۔بعض عالم ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس میں کے چھ ادھرموں کو، چھ بُرے گنوں کو کم کر لئے ہیں۔جب یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا جسم 39 حصوں کا ہی ہے۔سب کچھ ملا کر کہیں تو ایسا کہہ سکتے ہیں

کہ پورے 51 حصے ہیں۔انسان کے جسم کے اندر کا طریقہ اگر علم کے حساب سے بیان کر لئے تو ایسا ہے۔

دھرم قائم کرنے کے لئے ابتداء کائنات کا اللہ انسان کی طرح تخلیق کیا جا رہا ہے۔جو شخص آیا ہے وہ پرماتما ہی ہے پھر بھی پرماتما کے مقام میں حاضر رہ کر یہ بول لیتے ہوئے کہ میں اس (اللہ) کا نمائندہ ہوں خود زمین پر پیدا ہو رہا ہے۔اس طرح جب وہ پیدا ہوتا ہے تو وہ پہلے ہی ایک خاص جسم کو تیار کر لیتا ہے تا کہ اس میں وہ بسر کریں (زندگی گزارے)۔یہ بات کی گواہ آخری اللہ کی گرنتھ میں سورح 15 کی 28,29 آیات میں جو لکھا گیا ہے اسے دیکھیں تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ میری بات سچ ہے۔

	انسان میں	بھگوان یا خدا میں
جسمِ کثیف	10 حصے	10 حصے
جسمِ لطیف	14 حصے	14 حصے
روحیں	3	1
گن (صفات)	12	12
دھرم،ادھرم	12	6
نفس کا مقام	بھرتی	کھالی (empty)
روح کا مقام	بھرتی	کھالی
دھرموں کا مقام	بھرتی	آدھا کھالی

(15-28,29)''جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان کو(جسم کو) کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔تو جب میں اس کے جسم کو پورا بنا چکوں اوراس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔''

اللہ نے پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ میں خاص جسم کو تیار کررہا ہوں۔(آیت میں یہ ہے کہ)ایسا تیار کیا گیا جسم میں ہی اپنی روح کو پھونکے گا۔اللہ پہننے والی جسم سادھارن جسم ہے تو اسے خاص کر اللہ تیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔چھ حصوں کی دھرم چکر ہے تو،اللہ نے جو پہنا وہ چار حصوں والی دھرم چکر ہی ہے۔

اللہ پہننے والا جسم سادھارن انسان کے مانند رہنے والا جسم ہی ہے مگر یہ معلوم ہوگیا کہ وہ خاص کر تیار کیا گیا ہے۔وہ سب کے جسم کی طرح نہیں رہتا۔اس میں ضرور کچھ نہ کچھ خاصیت رہتی ہے۔وہ خاصیت کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اللہ نے جو جسم پہنا اس میں نفس نہیں ہے۔ایسا ہی روح بھی نہیں ہے۔یہ معلوم ہو جارہا ہے کہ تین روحوں میں سے جسم میں رہنے والا پرماتما ایک ہی ہے۔باقی جسم کثیف 10 حصوں کا ہے۔ایسا ہی جسم لطیف 14 حصوں کا ہے۔انسان کے جسم میں چھ ادھرم، چھ دھرم پورے 12 ہوتے ہیں تو بھگوان یا خدا کے جسم میں صرف چھ دھرم ہی ہوتے ہیں۔اگر گنوں کی بات کریں تو جیسے سادھارن انسان کو رہتے ہیں ویسے 12 گن رہتے ہیں۔

باہر والے حصے میں نفس کا چکر کھالی ہے۔باہر سے چاروں (fourth) حصے میں 6 دھرم ہیں۔ادھرم چھ کھالی ہیں۔بالکل بیچ کے حصے میں چھٹی (sixth) حصے میں

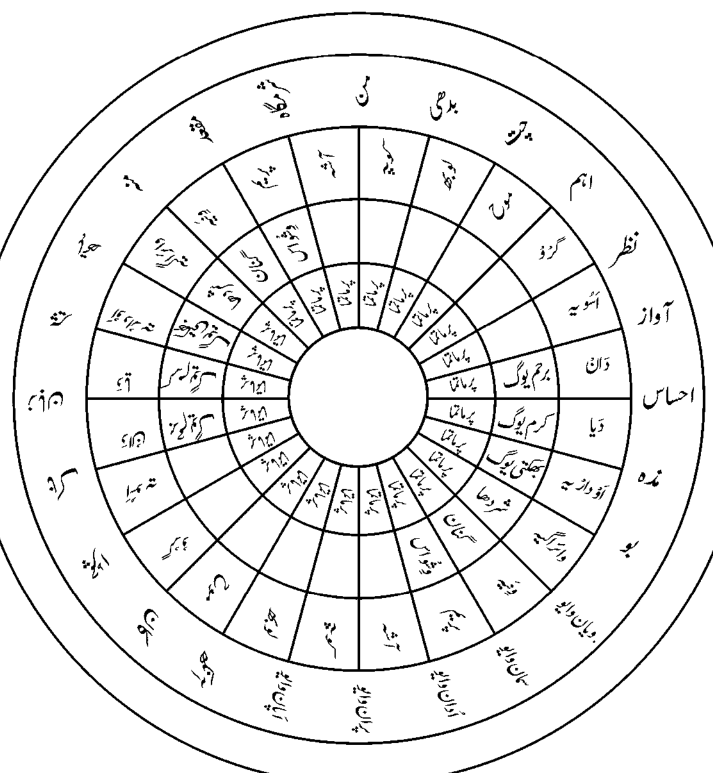

’خدا‘ یا ’بھگوان‘ کا دھرم چکر : وہ دھرم چکر جو **’خدا‘** نے پہنا ہے

روح کا مقام کھالی نظر آ رہا ہے۔ اللہ نے پہنی ہوئی جسم پہلے ہی چند کھالی کر کے اللہ نے تیار کیا۔ سادھارن انسان نے جسے پہنا وہ چھے حصوں والی دھرم چکر ہیں تو، اللہ نے جس جسم کو پہنا وہ چار حصوں والی دھرم چکر ہی ہے۔

وہ خاص جسم جسے اللہ نے تیار کیا ہے اس میں چار گول حصے ہیں۔ انسان پہنی ہوئی جسم میں، اللہ نے پہنی ہوئی جسم میں فرق صرف دو حصے ہیں۔ انسان کا جسم چھ حصوں

میں ہےتو اللہ کا چار حصوں میں ہے۔اللہ نے پہنا ہوا دھرم چکر کا تصویر بعد والی پیج میں دیکھئے۔

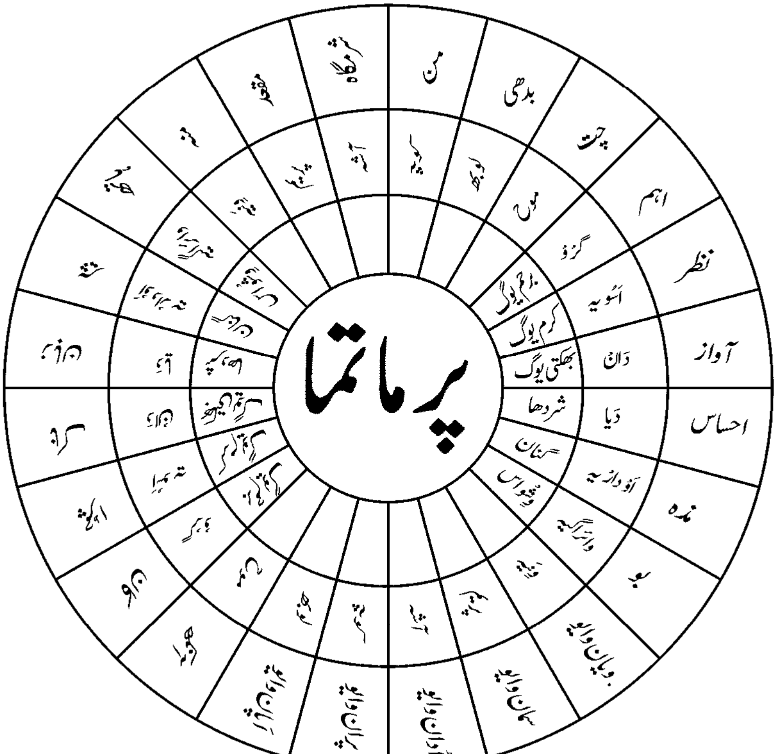

اللہ کا دھرم چکر : وہ دھرم چکر جو اللہ نے پہنا ہے

اللہ ایسا جسم پہن کر آ رہا ہے کہ وہ (اللہ) اوپر سے دکھنے والی جسمِ کثیف رکھتا ہے، اندر جسمِ لطیف رکھتا ہے، باہر ظاہر ہونے والے (باہر معلوم ہونے والے) گن رکھتا ہے ایسا ہی دھرم بھی رکھتا

ہے۔اللہ نے یہ کہا کہ مٹی سے انسان کو تیار کرنے جا رہا ہوں، ایسا کہہ کر اس نے خاص طور پر چار حصوں والی دھرم چکر کو تیار کیا۔اس میں نفس، روح کے مقام دو بھی نہیں ہے۔انسان پہنا ہوا جسم میں، اللہ پہنا ہوا جسم میں دو حصوں میں فرق رہنا ہی نہیں بلکہ اللہ کے جسم میں ادھرم نہیں ہیں۔صرف ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ دھرم ہی ہے۔

جہاں تک ہم لوگ جانتے ہیں اللہ انسان کے جسم کو پہن کر کرشن کی طرح ایک بار، یسوع کی طرح ایک بار دو بار آیا ہے۔دو بار آنے پر بھی جب انہوں نے تعلیم دی تب یہ کہا کہ ''**میں اللہ ہوں**''۔اس کے باوجود بھی اسے سرسری طور پر لے کے ان کے باتوں میں کی سچائی کو کوئی بھی سمجھ نہیں سکے۔دوسری بار آیا ہوا یسوع یہ کہنا ہوا کہ 'اللہ انسانی صورت میں آئے گا'۔یہ کہا کہ آدرن کرتا آئے گا۔**آدرن کرتا** ایک نام نہیں ہے ۔انسانوں کی آدر (مدد) کر کے اعمال سے باہر نکالنے والا ہونے کی

وجہ سے اسے **آدرن کرتا** کہا ہے مگر آدرن کرتا ایک نام نہیں ہے۔یہ تو ہم لوگ جانتے ہی ہے کہ آدرن کرتا کہلانے والا بھگوان آئے گا تو وہ دھرموں کی تعلیم دے گا۔

جب وہ جسم میں بسر کرتا ہے تب ان کا برتاؤ باہر کیسے بھی ہو ان کے جسم میں کیسے رہتا ہے۔ہم لوگوں کو یہ جاننا ضروری ہے کہ باہر بھی بغیر نفس کے روح چلائے بغیر، بلا نفس اور روح والی جسم میں پرماتما کیسے کام کر رہا ہے۔اللہ زمین پر جسم کے ساتھ جب رہتا ہے تب اس کے کاموں کو پہچان سکے تو ان کے کاموں کے ذریعے، ان کے تعلیم کے ذریعے ان کے جنم کو پہچان سکتے ہے۔اس طرح اگر اللہ کی جنم کو معلوم کر سکے تو۔پہچان سکے تو بغیر شک کے سمجھ کر لئے تو ویسے شخص کو آسانی سے جنم سے آزادی کرنے والا نجات حاصل ہوتی ہے۔یہ بات بتانے والی شلوک کو بھگوت گیتا میں گنان یوگ باب 9 شلوک کو دیکھیں تو

سمجھ میں آئے گا۔

شلوک: جنم کرم چمے دویا میوم یو ویتِ تتوته ۱

تیکتو دے هم پنر جنم نئتی مامیتِ سور جنه ۱۱

مطلب:''جو شخص میرے الٰہی کاموں، جنموں کو اگر تھوڑا بھی تو پہچان لیا تو ویسا شخص موت کے بعد دوسرے جسم کو گئے بغیر براہ راست نجات پائے گا۔ مجھ میں شامل ہوگا'' اس طرح کہہ چکے ہیں۔

ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب اللہ اوتار لیتا ہے تب وہ خود جسم کو پہن کر اوپر سے نفس جیسا دکھنے والا، نفس کے مانند سب سے سادھارن سے بات کرنے والا، سب قسم سے کام کرتے ہوئے دکھنے والا خود پر ماتما ہی ہے۔ تمام کائنات (وشو) کا بڑا، تمام دنیا کا مالک جسم کے ساتھ جیسے انسان بات کرتا ہے ویسے بات کرنا تعجب لگتا ہے۔ اتنا ہی نہیں ایسا بھی لگتا ہے کہ کیا یہ سب سچ ہے؟ اور یقین کرنا بھی مشکل جیسا لگتا ہے۔ یقین کریں یا نا کریں اللہ ہی جسم میں سے بات کر رہا ہے۔ اتنے بڑے اللہ کے ساتھ خود بات کرنے کا موقع، انہوں نے ہم کو بخشی ہوئی نعمت ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ہے کہ بغیر ڈر سے ان کے ساتھ ٹیڑے طریقے سے بات کرتے ہیں۔ جو لوگ یہ تک پہچان نہیں سکتے کہ سامنے والا انسان کون ہے؟ انہیں یہ بات معلوم نہ ہوئے تو بھی کوئی بات نہیں ہے کہ وہ (سامنے والا) اللہ ہے مگر بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ بے عزتی سے بات کر کے گناہ کو گھنٹی میں باندھ لے رہے ہیں۔

سوال: آپ نے دو قسم کے دھرم چکروں کو بتائے ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جسے انسان پہنتا ہے۔ اور ایک قسم اللہ پہننے کا دھرم چکر دکھائے تھے۔ اور دھرم چکر میں کے فرقوں کو بھی تصویر کے ساتھ بیان کئے۔ اور یہ بتاتے جا رہے ہیں کہ اللہ ایسے ہی آئے گا، ایسا ہی بات

کرے گا، اور یہ ان کے دھرم ہیں۔جس طریقے سے آپ کہہ رہے ہیں اس کے مطابق دیکھیں تو ایسا لگتا ہے کہ یہ سارے باتیں کسی کو نہیں معلوم۔لیکن آپ آسانی سے جیسے حساب بولتے ہے نا، ویسے بول رہے ہیں۔آپ کی بات کو ہم کیسے یقین کریں؟ اور ہم یہ کیوں سمجھیں کہ آپ جو کہہ رہے ہیں وہ سب کچھ سچ ہے؟ ہمیں جواب دیجئے؟

جواب: آپ کا سوال بالکل جائز (انصاف ہی) ہے!۔آپ پوچھ سکتے ہیں۔اب تک یہی بتایا ہے کہ پہلے سے اس طرح کے شک رہنے کی وجہ سے ہی اللہ ہمارے پاس آنے کے باوجود بھی اسے پہچان نہیں پائے۔اب تیرے آدت کے مطابق پوچھنے میں تیری کوئی غلطی نہیں ہے مگر تم اور ایک angle میں بھی تو سوچ سکتے ہو! کہ یہ سب باتیں بولنے سے سننے والے تم لوگوں کو علم حاصل ہوتا ہے لیکن اس سے مجھے تو کچھ فائدہ نہیں ہے نا!۔تم یقین کروگے تو فائدہ، یقین نہیں کروگے تو نقصان اگر مجھے پہنچنے والا ہے تو (اس ارادے سے) مجھے تم لوگوں کے پیچھے پڑ کر بولنا پڑے گا کہ (شاید) میرا کاروبار مار کھائے گا۔اور مجھے یہ بھی دیکھ لینا پڑے گا کہ تم لوگ اچھے سے سن رہے ہو یا نہیں (اگر اچھے سے نہیں سن رہے ہو تو ایسا کرنا پڑے گا کہ تم اچھے سے میرے باتوں کو سنو)۔میں اللہ کی خدمت کے واسطے اس میں ایک حصہ سمجھ کر کہہ رہے ہیں۔یہ سب باتیں تم لوگوں کو معلوم ہو رہے ہیں اسے آپ اپنی خوش قسمتی سمجھنا چاہئے مگر یہ سوال کرنے کے چیزیں نہیں ہیں۔اگر اب میں یہ باتیں نہیں کہوں گا تو مستقبل میں آپ کو معلوم ہونے کا موقع ہی نہیں ہے۔یہاں نہیں ہے تو کہیں اور جگہ معلوم ہوں گے، ایسا سمجھنے کے لئے یہ مامولی باتیں نہیں ہیں۔ایک بار زرا تو سوچ کے دیکھ لے، کیا تجھے یہ دنیوی تعلقی چیزیں لگتے ہیں؟ کیا

یہ سارے باتیں کوشش کرنے سے بھی معلوم کرسکو گے کیا؟ کیا کسی کو بھی یہ سارے باتیں بول سکنے کی حمت ہے؟ اگر تم لوگ کہوں گے کہ ہمیں ضرورت نہیں ہے تو میں کہنا روک دوں گا۔

سوال: معاف کیجئے! جیسے آپ نے کہا ویسے آپ یہ سب نہیں بتایں تو بھی آپ کو کسی طرح کا نقصان ہونے والا نہیں ہے۔ ہمیں ہی دکھائی دے رہا ہے کہ اس طرح آپ سے سوال کرنا ہی بڑی غلتی ہے۔ ہمارے سوال سے آپ کو جو معلوم ہونا ہے وہ معلوم نہیں ہوگا۔ ہمیں معلوم ہوئے بغیر ہی ہمارے اندر پیدا ہوئے سوال کو چھپانا اچھی بات نہیں ہے سمجھ کر پوچھا تھا۔

جواب: پہلے ہی سوال پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ جب سامنے والے شخص پر یقین ہوتا ہے تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جب یقین نہیں رہتا اس وقت سوال پیدا ہونا ناچرل(natural) ہے۔ سوال آنے کے بعد اسے چھپانا نہیں چاہیئے۔ اگر چھپا لئے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بلا جواب والا ہی ہے یعنی وہ ہمیشہ شک میں ہی رکھتی ہے۔ اس لئے جو سوال آیا ہے اسے پوچھیں تو ہم صبر کے ساتھ اس کا جواب دے کر شک کو دور کریں گے۔ اگر تجھے ایک سوال آیا ہے مطلب اس کے ساتھ اور ایک سوال بھی ضرور آیا ہوگا۔ اسے تم بتا نہیں سک رہے ہو اس لئے میں ہی کہہ رہا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ! اگر اللہ ہے تو اپنے بارے میں وہ خود جانتا ہے۔ لیکن یہ تو اللہ نہیں ہے نا! پھر اللہ کے جنم کے رازیں(secrets) یہ شخص کیسے جانتا ہے؟ یہ جو بھی کہہ رہا ہے وہ سب بنی بنائے ہوئے کہانیاں ہے!۔ سچ بتاؤ! تمہیں اس طرح کا سوال آیا ہے نا؟ ہاں یا نہ (سچ بتاؤ)۔

سوال: ہاں ! ایسا والا ہی سوال آیا تھا۔(اصل میں)وہی سوال آیا تھا!لیکن میں نے تھوڑا الگ سے پوچھا تھا۔ہمیں کیوں اس طرح کے سوالات آئے ہیں؟

جواب: انسان کے اندر گنوں (صفتوں) کے بیچ میں نفس پھسا ہوا رہتا ہے۔جسم کی مشینری (machinery) کے مطابق عقل سوالوں کو اٹھاتی رہتی ہے تاکہ گنوں کی (صفتوں کی)اکساؤ ہو۔اس سے اس شخص کے گن کام کرنا شروع ہونگے۔گن کے پربھاو(prabhav یا اثر) کو مایا کہہ سکتے ہیں ۔مایا انسان کو اللہ کے قریب بھی کرسکتی ہے یا اللہ سے دور بھی کرسکتی ہے۔انسان کے شردھا کے مطابق ،انسان اللہ پر ایمان یا یقین رکھنے کی طریقے کے مطابق ،انسان کے علم کے مطابق مایا اللہ کے قریب بھی بھیج سکتی ہے یا دور بھی بھیج سکتی ہے۔یہ بات کے بارے میں بھگوت گیتا وگنان یاگ میں شلوک 14 میں کہا ہیں دیکھئے۔

شلوک: دیوی ھیشا گن میی مم مایا درتیپیا ।
مامے و ے پرپدینتے مایا میتام ترنتِ تے ।।

مطلب:"اللہ کے ذریعے تیار کی گئی میری مایا کو پار کرنا،ناممکن ہے۔اسے کوئی بھی پار نہیں کرسکتے۔جو شخص میری آرادھنا کر رہا ہے صرف وہ پار کرسکتا ہے۔"

جسم میں کی مایا سوال کرنا فتری (natural) ہے۔ان سوالات کو ادب وعزت کے ساتھ پوچھ کر جواب کو جاننا اچھی بات ہے۔یہ سوال آیا تھا نا کہ یہ سب اللہ کے باتیں ان کو کیسے معلوم؟ یہ تو اللہ نہیں ہے نا ؟۔اس کے جواب میں (تم ایسا کہو کہ) "یہ اللہ کیوں نہیں ہوسکتا ؟" (بے شک یہ) اللہ ہی ہے کہہ کر جواب دے دو۔پھر دیکھنا دوسرے

سوالات نہیں آئیں گے۔جب سوالات نہیں آتے ہیں تب جو بھی بولا جا رہا ہے اس کو carefully سن سکتے ہیں۔میں اللہ کے بارے میں جانتا ہوں اس لئے میں نے کہا تھا۔اللہ کے بارے میں تمہیں معلوم نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی لوگوں کو کسی کو بھی نہیں معلوم اس طرح سمجھنا غلط بات ہے۔دوسری اللہ کی گرنتھ میں یسوع کے پاس بھی ایسا سوال ہی وہاں کے لوگوں کو آیا تھا۔جب یسوع کا جواب ایسا تھا۔یہ بات یوحنا خوشخبری باب 8 میں 53,54,55 دیکھئے۔

(یوحنا 8-53,54,55)''انہوں نے پوچھا کہ تو اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔یسوع نے جواب دیا اگر میں اپنی تعریف آپ کروں تو وہ تعریف کس کام کی؟ میرا باپ جسے تم اپنا اللہ کہتے ہو، وہی میری تعریف کرتا ہے تم اسے نہیں جانتے مگر میں جانتا ہوں۔اگر کہوں کہ نہیں جانتا تو تمہاری طرح جھوٹا ٹھہروں گا۔لیکن میں اسے جانتا ہوں اور اس کے کلام پر عمل کرتا ہوں۔''

یہ جملے کو دیکھنے کے بعد تھوڑے حد تک معلوم ہو سکتا ہے کہ یسوع کون ہے۔اس نے کہا کہ ''میں خود میری تعریف نہیں کروں گا''۔اور کہا کہ ''میں اپنی تعریف نہیں کر لوں گا کہ میں فلانا ہوں۔مجھے میرا باپ ہی تعریف کر رہا ہے''۔اس کے مطابق (یہ معلوم ہو رہا ہے) کہ یسوع نے ایسا سمجھا کہ خود اپنے آپ کے بارے میں بول لینا اچھی بات نہیں ہے اس لئے اس نے کہا کہ اس (یسوع) کے بارے میں اللہ ہی دوسروں کو سمجھ میں آئے جیسا کرے گا۔اس لئے یسوع خود اللہ ہو کر بھی اس نے ایسا بات کیا کہ یہ تک ظاہر ہونے نہیں دیا کہ (وہ خود اللہ ہے)۔یہ سب دیکھنے کے بعد معلوم ہو رہا ہے کہ جو شخص انسان

ہے وہ **اللہ کی آمد** کے بارے میں کوئی نہیں جان سکتا اور آیا ہوا شخص '**میں ہی اللہ ہوں**' کہنے پر بھی کوئی بھی یقین کرنے کی حالت میں نہیں رہے گا۔ جب اللہ انسان کی طرح آتا ہے تب وہ کہیں پہ بھی باہر نہیں پڑے گا۔ ایسی صورت میں اگر (اس سے) یہ **پوچھیں** گے کیا تو اللہ ہے؟ تو وہ ایسا جواب کیوں دے گا کہ '**'ہاں! میں اللہ ہوں**''۔

سوال: آپ نے اس سے پہلے کہا کہ جیوا تما کا باپ آتما ہے اور آتما کا پر ماتما ہے۔ تو آپ اتنا پختہ (Strongly) کہہ رہے ہیں نا کہ یسوع اللہ کا اوتار ہی ہے۔ اگر یسوع اللہ کا اوتار ہے تو وہ خود اللہ کو پکڑ کر باپ پکار رہا ہے نا!۔ اوپر کے جملوں میں میرا باپ ہی میری تعریف کرے گا۔ میں اپنی تعریف آپ کروں تو وہ تعریف کس کام کی؟ (یعنی وہ تعریف بے کار ہے)۔ یہاں کچھ بھی صاف سمجھ میں نہیں آیا۔ جب اس نے میرا باپ اللہ کہا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوا نا کہ وہ خود اللہ نہیں ہے! اگر اللہ ہوتا تو ویسا نہیں کہتا، ہے نا! اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔

جواب: اگر اللہ زمین پر اوتار لیتا ہے تو وہ صرف انسانوں کو تعلیم دینے کے لئے اور دھرموں کو بتانے کے لئے ہی آئے گا۔ انسانوں سے رشتہ رکھ لینے کے لئے اسے بھی انسان ہی ہونا پڑے گا (جب ہی یہ ممکن ہوسکتا ہے)۔ اللہ انسان کے مانند آکر، انسان جس زبان میں بات کرتا ہے اسی زبان میں بات کر کے اپنا علم بتائے گا۔ اللہ کا علم سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اس لئے اللہ اپنے بارے میں بولنے کے لئے اسے خود آنا پڑے گا۔ جب وہ اس طرح آتا ہے تب یہ کسی کو معلوم نہیں ہونے دے گا کہ وہ فلانا ہے۔ سو، اس نے خود اپنے آپ کو باپ اس لئے کہا تا کہ لوگوں کو آسانی سے معلوم نہ ہو (کہ وہ کون ہے) اسی

لئے ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ یسوع الگ ہے اور اللہ الگ ہے۔کوشش کرنے والوں کو ہی اللہ معلوم ہوگا۔ جو لوگ کوشش نہیں کرتے ان کو وہ معلوم نہیں ہوگا۔اسی لئے آسانی سے سمجھ میں نہ آنے کے لئے ہی جو شخص اللہ کا نمائندہ بن کر آیا وہ خود اللہ ہو کر بھی نہ دکھنے والے اللہ کو باپ کہنا ہو رہا ہے۔ہم نے یہ پہلے ہی بتایا تھا کہ جسم میں پرماتما آتما کے مانند acting کرے گا۔جب خدا زمین پر آئے گا اس کے جسم میں نفس ،روح نہیں رہتے۔پھر بھی پرماتما ہی خود جسم میں رہ کر بعض مرتبہ روح کی طرح ،بعض مرتبہ نفس کی طرح بات کرتا رہتا ہے۔ضرورت کے حساب سے جسم میں رہنے والا پرماتما روح کے مانند پرماتما کو باپ کہہ کر پکار رہی ہے۔ایسا ہی جسم پہن کر آیا ہوا اللہ کے بارے میں اللہ ہی جب بات کرتا ہے تب پرماتما کی طرح بات کرتے ہوئے یہ کہہ رہی ہے کہ خدا اپنا بیٹا ہے۔

کیسے بھی کہیں یعنی پرماتما اپنے اوتار کو بیٹا کہیں ، جو شخص اوتار لیا وہ خود اللہ ہو کر اپنے آپ کو (میں اللہ کا) بیٹا ہوں اور اللہ (پرماتما ہی) باپ ہے کہہ رہا ہے۔جسم کے ساتھ پیدا ہوا اللہ،غیب میں رہنے والے خود کو ہی باپ کہہ رہا ہے۔وہ اللہ جو نظر نہ آتے ہوئے ہیں جسم میں رہنے والے اللہ کو اپنے بیٹے کی طرح کہہ رہا ہے۔گھر میں والا ، باہر والے جیسا ایک ہی رہ کر، سمجھ میں نہ آئے جیسا اس لئے کہا کیوں کہ یہ بات کسی کو یاد نہ آئے کہ وہ دونوں ایک ہی ہے اور یہ بات صرف وہ لوگوں کو سمجھ میں آئے جن کی علم کی درجہ ذیادہ ہو۔انسان (نفس) کے لئے جسم میں رہنے والا روح ہی بات ہے تو۔روح کا باپ پرماتما ہے اس طرح کہنا ترتیب ہے اور روحوں کا ترتیب بھی ایسا ہی ہے۔یہ سب

جسم میں رہنے کا طریقہ ہے۔جسم پہنا ہوا پرماتما،جسم کے باہر رہنے والا پرماتما دونوں ایک ہی ہے۔تو جسم میں رہنے والا اللہ جسم کے باہر رہنے والے اللہ کو باپ کہا تو،جسم کے باہر رہنے والا اللہ جسم پہنا ہوا اللہ کو بیٹا کہہ رہا ہے۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ (آخر کیوں وہ) دونوں ایک ہوکر بھی (اس طرح) باپ بیٹے کا رشتہ کہہ رہے ہیں۔اس طرح کہنے کی وجہ سے سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ دونوں الگ الگ ہے ایک باپ اور ایک بیٹا ہے۔ یہ بات میرے سوا جن لوگوں نے گرنتھ پڑھا وہ لوگ بھی یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ باپ ، بیٹا دونوں ایک ہی (شخص) ہے۔سمجھ میں آنے کے لئے چھوٹی مثال بیان کر لیتے ہیں۔

ایک شخص ہر دن ناٹک دیکھتا رہتا تھا۔اور ایک شخص اس ناٹک میں ایک کردار(play(role کرتا تھا۔ناٹک میں اداکاری کرنے والا ناٹک دیکھنے والے کا دوست ہے۔تو ناٹک دیکھنے والے کو یہ بات نہیں معلوم کہ اس کا دوست ہی ناٹک میں ساری باتیں سنی جو اس کے دوست نے اس سے کہا (پھر اس کے جواب میں اس نے یہ کہا کہ)''ہاں ! میرے بابا بھی تیرے بارے میں کہا ہیں ۔(انہوں نے کہا کہ) آپ ان کے اچھے دوست ہے۔'' جب ناٹک دیکھنے والا یہ سمجھا کہ بات کرنے والا اپنے دوست کا بیٹا ہی ہے۔لیکن یہ سمجھ نہیں پایا کہ باہر رہنے والا دوست ہی ناٹک میں بھیس میں ہے اور دونوں ایک ہی ہے۔ناٹک میں رہنے والا بھی یہ نہیں کہا کہ میں ہی باہر ہوں۔ایسا ہی جو شخص باہر ہے اس نے بھی یہ نہیں بتایا کہ ناٹک میں رہنے والا میں ہی ہوں۔لیکن ناٹک دیکھنے والا ایسا سمجھا کہ ناٹک میں جو ہے وہ اپنے دوست کا بیٹا ہے، جو شخص ناٹک میں ہے اس کا باپ ہی باہر میرا دوست ہے۔ یہ راز ناٹک دیکھنے والے کو نہیں معلوم۔ناٹک کرنے

والا باہر ہو یا جب وہ ناٹک میں رہتا ہے تب ہو وہ اپنا راز نہیں بتائے گا۔ اس طرح جتنا بھی وقت گزرے وہ شخص باپ ہی ہے اور یہ شخص بیٹا ہی ہے۔ دیکھنے والے کو دونوں سے ملاقات ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ دونوں ایک ہی ہے۔

یہ ناٹک میں کردار کے مانند بھگوان یا خدا ہے۔ ایسا ہی دوست کے مانند اللہ ہے۔ ناٹک دیکھنے والوں کے مانند لوگ ہیں۔ جسم پہنا ہوا خدا (اللہ)، وہ اللہ جس نے جسم نہیں پہنا دونوں ایک ہی ہے یہ بات جسم پہنا ہوا بھگوان کو سامنے دیکھ کر بھی پہچان نہیں پائے۔ یہ جان بوجھ کر اللہ کھیلتا ہوا ناٹک ہے۔ دیکھنے والے نفس کو یہ ناٹک کیا ہے؟ کھیلنے والے کون ہے؟ نظر نہ آتے ہوئے کھلانے والے کون ہے؟ (یہ سارے چیزیں) سمجھ میں نہ آکر پاگل ہو کر ان کے بارے میں ایک ایک شخص ایک ایک قسم سے بول لے رہے ہیں۔ ایسا دکھتا ہے کہ دونوں ہے یعنی دکھنے والا اللہ ایک، نظر نہ آنے والا اللہ ایک مگر اصل میں جو ہے وہ صرف ایک ہی اللہ ہے۔ یہی بات اللہ کے گرنتھوں میں بھی کہا گیا ہے۔

سوال: اللہ انسانوں سے جھوٹ (ابدّم) بول کر جان بوجھ کر دھوکا دیئے جیسا ہی ہوا نا! اس طرح پوچھنے پر آپ مجھے غلط مت سمجھئے۔ اگر انسافی سے بات کریں گے تو اللہ کا ناانسافی ہی ہوگا نا! (کیوں کہ) اس نے ایسا کیا کہ اسے معلوم کرنے کا (ڈھونڈنے کا) کوئی سراگ (clue) نہیں چھوڑا۔ اس طرح ناٹک کر کے، دھوکا کر کے آخر میں جیسے الٹھی لکھت (الٹھے لکھ کے) رکھا ہو ویسا کہا کہ وہ شخص جس نے مجھے ڈھونڈ نکالا، وہ شخص جس نے میرے کاموں کو معلوم کیا اسے نجات ملے گا۔ جب ڈھونڈ نکالنے کا کچھ سراگ ہی نہیں

ہے تو کیسے معلوم ہوگا؟ پھر یہ ناانسافی نہیں ہے کیا؟

جواب: اللہ نے کبھی دھوکا نہیں دیا۔ایسا ہی کسی سے ناانسافی بھی نہیں کیا۔اللہ لاکھ سالوں کو ایک مرتبہ جسم پہن کر پیدا ہو رہا ہے۔اِس طرح جب وہ آئے گا صرف تب ہی ایسا دوسرے اللہ کو دکھا کر کہہ رہا ہے کہ وہ میرا باپ ہے تاکہ وہ پہچانا نہ جائے۔اللہ نے بھی ایسا کہا کہ جو شخص آیا ہے وہ الگ ہے اور کہا کہ جو شخص بھگوان کی طرح دکھ رہا ہے وہ میرا بیٹا ہے۔بھگوان آنے سے پہلے اللہ کے گرنتھوں میں اللہ کے متعلق علم مکمل طور پر کہہ چکے ہیں۔جب تک مکمل طور پر جو علم بتا چکے تھے وہ اس وقت سمجھ میں کیوں نہیں آیا جب خدا (بھگوان) زمین پر آیا تھا؟ کیوں یاد نہیں آیا وہ سب علم؟ اللہ نے بھگوت گیتا میں صاف طور پر بتایا نا کہ اپنے دھرموں کو بتانے کے لئے انسان کی طرح آؤں گا،ایسا کیوں نہیں سمجھے کہ اس وقت جس نے (یہ سب بولا ہے وہی) اب بھی آیا ہے؟ یہ سب ہماری جہالت ہی ہے نا!۔

اگر ناٹک کی،اور ناٹک میں بھیس کی بات کریں تو یہ معلوم ہونے کا سراگ (clues) ہیں کہ دوست ہی اداکار ہے اور اداکار ہی دوست ہے۔تو (یہاں) ناٹک دیکھنے والا یہ سراگ کو بالکل بھی استمال کر کے نہیں دیکھا۔ایک دن ناٹک دیکھنے والا گاؤں میں رہنے والے اپنے دوست کے گھر جب گیا تھا تب وہیں (اسی کے گھر میں) کھانا کھانا ہوا۔دونوں ایک ہی صف میں،ایک ہی بار کھانا کھایا۔جب دیکھنے والے شخص پانی پی رہا تھا تب اسے ہچکیاں آئے تھے۔جب وہ پانی پینے کے لئے تھوڑا تکلیف پڑا۔اس وقت اس نے ناٹک دیکھنے والے دوست سے کہا تھا کہ ''جب بھی میں پانی پیتا

ہوں تو مجھے ہچکیاں آتے ہیں، ملک میں کسی کو بھی اس طرح کا بیماری نہیں ہے۔صرف مجھ ہی کو یہ بیماری ہے''۔جب اس کے دوست نے بھی اس کی حالت پر ترس کھا کر چلا گیا۔ پھر مہینہ کے بعد ستے حرش چندر(satya harishchandra)ناٹک میں ویر باہو(veera bahu)کا کردار کو پہننا پڑا۔جب ناٹک دیکھنے والا بھی ناٹک کو گیا تھا ۔جب ناٹک ہو رہا ہے تب ناٹک میں ویر باہو(veera bahu)آکر،تاڑی پیتے ہوئے چند باتیں کہنی تھی۔جب دیکھنے والے کو ویسے بھی یہ نہیں معلوم کہ ویر باہو کے بھیس میں جو آیا وہ اپنا دوست ہی ہے۔جب ویر باہو نے چھانچ کو تاڑی کے مانند دکھے جیسا کر کے جب پی رہا تھا تو جیسے اسے پانی پیتے وقت ہچکی آئی ویسے جو شخص بھیس میں ہے اسے بھی ہچکیاں آئے۔جب جو شخص نے اسے دیکھا اس نے ایسا سمجھا کہ (ارے) میرے دوست کو جو بیماری ہے وہی اس کے بیٹے کو بھی ہے،لیکن اس نے اس وقت بھی اسے پہچان نہیں پایا۔صبح جب اس کا دوست پانی پیتے وقت ہچکی لگتے وقت ایک بات کہی تھی وہ یہ ہے کہ یہ بیماری میرے سوا زمین پر کسی کو نہیں ہے۔یہ بات کو خود اس کے دوست نے سن کر بھی یہ نہیں سمجھا کہ یہ بیماری تو صرف میرے دوست کو ہے تو جو بھیس میں ہے وہ میرا دوست ہی ہے،(ایسا سمجھے بغیر) اس نے یہ سمجھ لیا کہ (ارے) اس کے بیٹے کو بھی وہی بیماری ہے۔اس نے زرا بھی خیال نہیں کیا کہ اگر اس کے بیٹے کو بھی یہ بیماری ہوتی تو وہ ایسے کیوں کہتا کہ اس زمین پر میرے علاوہ یہ بیماری کسی کو بھی نہیں ہے۔اسے پہچاننے کے لئے دونوں طرف ہچکیاں دکھے جیسا کیا،اس کے باوجود بھی پہچان نہ پانا،کیا دیکھنے والے کی عقل کی کہو گے؟یا ناٹک ڈالنے والے کا دھوکا کہو گے؟۔

پہیلیوں(paheliyon) میں بات کو چھپا کر کہنے پر بھی اس کے متعلق سراگوں کو سب بتاتے ہیں۔ جب کہی ہوئی سراگوں کو، نشانیوں کو غور کر کے پہیلی میں چھپا کر جو کہا اسے ڈھونڈ نکال سکتے ہیں۔ اگر کچھ بھی سراگ کہے بغیر بات کو چھپا کر پوچھیں تو وہ دھوکا ، ناانسافی ہوگا۔ ورنہ نشانیاں کہنے پر بھی نہ پہچان سکے تو اسے سن نے والے کی عقل کمی کہہ سکتے ہیں۔ اگر مکئی بھٹّے (corn) کا نام نہ بتاتے ہوئے چھپا کر **''ماں ریشوں ریشوں ، باپ موتیاں''** کہیں تو اس کے متعلق سراگیں (clues) یعنی ماں ریشوں ریشوں باپ موتیاں بتا دیا ہونے سے عقل مند فوراً پہچان لیگا کہ وہ مکئی بھٹا ہے۔ عقل کم والا پہچان نہیں سکتا۔ ایسا ہی اللہ کے باتیں اللہ کے گرنتھوں میں (پہلے سے) بتا کر رہنے کے باوجود بھی ، ناٹک میں ہچکیوں کو دیکھنے پر بھی کوئی فائدہ نہیں ہوسکا۔ گرنتھوں کی علم کے مطابق بھگوان کو معلوم نہیں کر سکے۔ ایسا ہی ہچکیوں کو دیکھ کر جیسے بھیس والے کو پہچان نہیں پائے ویسے ہی ادھر جسم پہنا ہوا اللہ کو ہو، ادھر جسم نہ پہننے والے اللہ کو ہو انسان پہنچان نہ پانا انسانوں کی نادانی ہے مگر اللہ کا دھوکا نہیں ہے، اللہ نے ناانسافی نہیں کی۔

اللہ کے گرنتھ میں **''میں اور میرا باپ ایک ہے''** (یعنی میں اور میرا باپ مل کر ہے) جب یہ کہا گیا تو جب اللہ کے گرنتھ میں یہ کہا کہ **''میں اور میرا باپ مل کر ہی ہے''** تو اس کا مطلب یہی ہوا نا کہ وہ دونوں ایک ہی ہے۔ یہ بات کو گرنتھ میں **(یوحنا 8-28) ''یسوع نے کہا جب تم ابن آدم کو اوپر اٹھاؤ گے تب تمہیں معلوم ہوگا کہ میں وہی ہوں۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو باپ نے مجھے سکھایا ہے۔''**

(یوحنا30-10)''ان سے کہا کہ میں اور میرا باپ ایک ہے''

(یوحنا14-10,11)''کیا تجھے یقین نہیں کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے ؟میں جو باتیں تم سے کہتا ہوں وہ میری طرف سے نہیں بلکہ میرا باپ مجھ میں رہ کر اپنا کام کرتا ہے جب میں کہتا ہوں کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے تو یقین کرو یا کم از کم میرے کاموں کا تو یقین کرو جو میرے گواہ ہے''۔

یہ تین جملوں میں جسم پہنا ہوا اللہ نے کہا کہ ''پرماتما اللہ اپنے اندر موجود ہے ''۔جسم کو پہنا ہوا خدا کہہ رہا ہے کہ یہ مت سمجھنا کہ جسم پہنا ہوا اللہ الگ ہے اور پرماتما (پاک روح) الگ ہے کیوں کہ وہ دونوں ایک ہی ہے اور جو کام ہو رہے ہیں وہ سب اس کے حکم سے کرنے والے کام ہی ہے۔اس طرح بہت پہلے سے ہی کہہ رہا ہوں اس کے باوجود اگر یہ باتوں کو حساب نہ کئے تو جب اللہ جسم پہن کر آئے گا تب اسے پہچاننے کا موقع نہیں رہے گا۔ چند ہذار سالوں کو ہو، یا چند لاکھ سالوں کو ہو کسی نہ کسی ایک یوگ میں اللہ جسم پہن کر آئے گا۔جب وہ لوگ جو اللہ کی علم کو نہیں جانتے اللہ کو پہچاننے کا موقع نہیں رہے گا۔

سوال: جیسے آپ نے کہا ویسا اگر یسوع اللہ کا اوتار ہی ہے تو،اور کرشن اللہ کا اوتار ہی ہے تو کرشن آنے کے بعد تین ہذار سال بعد یسوع آیا ہے۔ یسوع جاتے جاتے کہکے گیا کہ آدرن کرتا آئے گا۔لیکن یہ نہیں معلوم کہ وہ اب تک آیا ہے یا نہیں۔آپ کی بات پر ہمیں یقین ہے۔کیا آدرن کرتا آیا ہے، یا نہیں، یا آکر گیا ہے؟ یہ سوالوں کا جواب دیجئے۔یہ تھوڑا مشکل سوال ہی ہے لیکن آپ بڑے علم والے ہیں اس لئے آپ کی بات کو ہم یقین

کرتے ہیں۔آپ ہم پر مہربانی کر کے جواب دیجئے۔

جواب: مجھے پھسانے کا سوال پوچھ کر یہ کہہ رہے ہو کہ آپ پر یقین ہے ہمیں مہربانی کر کے بتائے ،تو میں کیسے بتا سکتا ہوں! مجھے یقین نہیں ہے کہ جو سوال آپ نے پوچھا اس کا جواب دینے کا صلاحیت میرے پاس نہیں ہے۔آپ نے پوچھا اسی لئے میں کہوں گا۔ کیوں کہ آپ نے بھروسہ رکھا ہے اس لئے کہتا ہوں مگر میں جو کہوں گا وہ سچ بھی ہو سکتا ہے ۔جھوٹ بھی۔ میں جو جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ آدرن کرتا اس سے پہلے نہیں آیا۔ بعد میں بھی نہیں آئے گا۔اس کے مطابق یسوع نے جو بات کہی اس میں اور میرے بات میں بہت ہی فرق ہے۔ یسوع اللہ ہے اس لئے انہی کی بات یقین کیجئے۔میری بات کو یقین مت کیجئے۔

سوال: آپ کونسی بات پر سچ کہیں گے؟

جواب: میں جو کہتا ہوں وہ سب باتیں سچ ہی ہے کہہ سکتا ہوں۔ ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ وہ جو کہتے ہے وہ سچ ہی ہے۔

سوال: کیا اللہ کے معاملہ میں سچ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: اوپر پوچھے گئے سوالوں کے لئے میں نے جو بھی کہا وہ سب سچ ہے۔

سوال: ہم آپ سے براہ راست ایک سوال پوچھتے ہیں۔آپ اس کا ٹھیک جواب دیجئے۔ہم سمجھ رہے ہیں کہ آپ بڑے علم والے ہے۔کیا حقیقت میں آپ سے بڑھ کر کوئی علم والا ہے؟

جواب: چاہے آپ مجھے علم والا کہے یا بڑا علم والا کہے آپ کے کہنے سے میں قبول نہیں کروں گا۔اگر میں نے کہا کہ میں علم والا ہوں تو دوسرے قبول نہیں کریں گے۔سچ بتایں تو میں یوگی ہوں، میں نے یوگیشور نام رکھ لیا ہے۔تو آج آپ مجھے عالم (علم والا) کہہ رہے ہیں جبکہ میں ایک یوگی ہو کر یہ کیسے قبول کروں کہ میں عالم ہوں۔ میں یہ صرف یہ قبول کر سکتا ہوں کہ میں یوگی ہوں۔

سوال: کیا آپ کو اللہ پر یقین یا ایمان ہے؟

جواب: میں اللہ پر یقین نہیں رکھتا۔ اللہ کی علم پر یقین رکھتا ہوں۔

سوال: آپ کس پر یقین رکھتے ہیں؟

جواب: کس پر بھی یقین نہیں رکھتا۔ یقین یا ایمان رکھنے کی ضرورت آپ لوگوں کو ہیں مگر مجھے نہیں۔

سوال: آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ اللہ پر یقین نہیں رکھتے۔ اچھی بات ہے مگر اللہ کے بارے میں اور اللہ کے علم کے بارے میں آپ نے گرنتھ لکھے تھے۔ اب تک تقریباً 85 گرنتھ چھپوائے۔ جب اللہ پر آپ کو یقین ہی نہیں ہے تو گرنتھ کیوں لکھ رہے ہیں؟

جواب: ہم اس لئے لکھ رہے ہیں تا کہ تم لوگوں کو اللہ کے بارے میں اور اللہ کے علم کے بارے میں معلوم ہو۔

سوال: آپ تو اللہ پر یقین ہی نہیں رکھتے! پھر آپ کیسے اللہ کا علم لکھ سکتے ہیں؟

جواب: ہاں! یہ بات سچ ہے کہ میں اللہ پر یقین نہیں رکھتا۔ تو میں نے یہ کب کہا کہ مجھے علم نہیں معلوم؟ ایسا تو نہیں کہا نا! مجھے اللہ کا علم معلوم ہے۔ اسی لئے گرنتھ لکھا ہوں تا کہ تم لوگوں کو بھی معلوم ہو۔

اس میں تو غلتی نہیں ہے نا!

سوال: آپ اس طرح بات کر رہے ہیں کہ ہمیں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ آپ کو ہم کیا سمجھے؟ عالم یا جاہل؟ آپ خود بتائے؟

جواب: میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ میں عالم نہیں ہوں، جاہل نہیں ہوں۔ میں صرف یوگی

ہوں۔

سوال: آخر آپ ہمیں کیا بتانا چار ہے ہیں؟

جواب: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تین گرنتھوں کو آپ کے پاس رکھ لے کر تین کو عزت کے نیت سے پڑھیں۔ اگر تین اللہ کے گرنتھ مل گئے تو شیر کے اعضاء پورے ایک جگہ مل کر جاندار شیر ہوگا۔ وہ شیر جو گرنتھ کے صورت میں ہے مایا یا ادھرموں کو مٹا سکتی ہے۔ وہ کوئی بھی مذہب والا ہو تین اللہ کے گرنتھوں کو عزت کی نظر سے جب پڑھتا ہے تو تین گرنتھوں کا علم سمجھ میں آئے گا۔ جب ایسا حساب کیا جائے گا کہ تو تیرے مت (راہ) میں ہے۔ اگر تین گرنتھوں کا اصل (essence) علم معلوم نہ ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کوئی بھی مذہب میں نہیں ہے۔ یہ بات آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح 5، آیت 68 میں ایسا کہا گیا ہے دیکھئے۔

(5-68) ''تم دراصل کسی چیز پر نہیں جب تک کہ تورات (بھگوت گیتا) وانجیل (بائبل) کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے (قرآن کو) قائم نہ کرو''۔

یہ جملہ کو اس سے پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ ایک ہی اللہ کا علم تین تکڑوں میں بدل کر، تین گرنتھوں کی طرح نظر آرہی ہے۔ تین گرنتھوں کو بغیر حسد کے عزت کے نظر سے پڑھ سکے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی زندگی کامیاب ہے۔ جب اسے دھرم معلوم ہوں گے۔ اس وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ شخص دھرموں میں ہیں۔

سوال: آپ نے اس سے پہلے گرنتھ میں کہا تھا کہ آدرن کرتا آکر تین مذاہبوں کو (مت)

ایک کرے گا۔ بعد میں کہا تھا کہ آدرن کرتا اب تک نہیں آیا، بعد والے زمانہ میں بھی نہیں آئے گا۔ آپ نے وہاں کہا کہ وہ آئے گا اور یہاں دوقسم سے کہا کہ وہ نہیں آئے گا۔ آپ کے باتوں میں کونسا سچ ہے؟

جواب: آپ کو سمجھ میں نہ آنے سے آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں دوقسم سے بات کرر ہا ہوں ۔آپ نے جوسوال پوچھا اس کے جواب میں ہم نے کہا کہ آدرن کرتا اس سے پہلے نہیں آیا اور بعد میں نہیں آئے گا۔ بھوت کال (ماضی) میں نہیں آیا، مستقبل میں نہ آئے گا۔ تو کیا آپ یہ تک نہیں سمجھ سکتے کہ حال ہی (present) میں وہ موجود ہیں۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ حال ہی میں آدرن کرتا نہیں ہے۔ وہ اب موجود ہے اس لئے کہا کہ مستقبل میں نہ آئے گا اور ماضی میں نہیں آیا۔ آپ سمجھ سکنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوئے یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ میں صحیح نہیں ہوں؟ آدرن کرتا آکر کہے تو بھی میں جو کہتا ہوں وہی کہے گا۔ تین مت کے گرنتھوں کو تین اللہ کے گرنتھ نام سے پکارئے۔ انہیں کبھی بھی مت گرنتھ نام سے مت پکارئے۔ ایسا تین گرنتھوں کی جب عزت کرو گے تب تم اللہ کی نظر میں پڑو گے۔ تب تک چاہے تم کتنے بھی دعایں کیوں نہ کرواور چاہے تم اپنے آپ کو کتنا بھی بڑا ایمان والا کہہ لو پھر بھی تم اللہ کے نظر میں نہیں پڑو گے۔

سوال: آپ کونسے مذہب میں پیدا ہوئے؟

جواب: ہندو مذہب میں (اِندو مذہب میں)

سوال: ہندو مت میں پیدا ہوئے ہو، اسی لئے تجھے ہندو کہتے ہیں۔ **تب تو تجھے ایک مذہب ہے جیسا ہی ہوانا!**

جواب: مجھے ہندو کہتے ہیں۔لیکن میں نے نہیں کہا کہ میں ہندو ہوں۔ایسا کہنے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کہ میں ہندو ہوں۔جب میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں ہندو ہوں؟انسانوں کے لئے مت (مذہب) رہتا ہے مگر یوگی کے لئے مذہب نہیں رہتا۔میں یوگی ہوں میرا کوئی مذہب یا مت نہیں رہتا۔

سوال: آپ کونسے ذات (کُل یا caste) میں پیدا ہوئے ہیں؟

جواب: کم (kamma) ذات میں پیدا ہوئے ہیں۔تو میں یوگیشور ہوں اسی لئے مجھے ذات،مت نہیں رہتے۔

سوال: کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟

جواب: نہیں دیکھا۔دیکھنے کی ضرورت مجھے نہیں ہے۔

سوال: تو سکھ دکھ بھگت رہا ہے نا! جب بھگتتا ہے تو تجھے کیسا لگتا ہے؟

جواب: یہ سمجھتا ہوں کہ اور ایک بار پیدا نہیں ہونا چاہئے۔

سوال: تین اللہ کے گرنتھوں کو دیکھتے ہیں تو آپ کو کیا لگتا ہے؟

جواب: عورتوں کے بالوں کو سر کے پیچھے کے حصے میں تین حصے کر کے ایک کے اوپر ایک رکھ کے جوڑیں گے تو چوٹی بنتی ہے۔ایسا ہی بعض ناروں کو (مثلاً ناریل پھل کا نار) ایک حصہ لیکر اسے موڑ کر تین نار کٹوں کو، لپیٹ نے سے رسّی بنتی ہے۔تین حصوں کی بالوں کو جوڑنے سے چوٹی، تین حصوں والی نار کو ملا کر گوندھنے سے مضبوط رسّی بنتی ہے۔ایسا ہی تین گرنتھوں کا علم ملانے سے اعمال ناش کرنے والی شیر بنتی ہے۔تین گرنتھوں کا علم شیر کے مانند ہے،تو نادانی، ادھرم ہرنوں کے مانند ہوں گے۔اب تین گرنتھوں کی طرح الگ ہو کر

رہنے سے وہ شیر کے مانند رہے گا جوٹکڑے ہوا۔اگر تین گرنتھوں کا علم ملا تو علم کی شیر شروع ہو گی۔تین گرنتھوں کا علم گوند ھنے سے شیر کے مانند بدل جائے گا۔اعمال کھلانے والے ہرنوں کی شکار کرے گی۔

سوال: آپ کو سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟

جواب: اللہ کا علم، تعلیم دینے کا طریقہ۔

سوال: بھگوت گیتا میں آپ کا پسندیدہ شلوک کونسا ہے؟

جواب: موکش سنیاس یوگ باب میں 66 شلوک۔''سرودھرمان پر تیاجا'' یہ شلوک پسند ہے۔

سوال: بائبل گرنتھ میں آپ کا پسندیدہ جملہ کونسا ہے؟

جواب: (یوحنا30-10)''ان سے کہا کہ میں اور میرا باپ دونوں ایک ہے'' یہ جملہ بہت ہی پسند ہے کہہ رہا ہوں۔

سوال: آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں آپ کا بہت ہی پسندیدہ سورح کونسا ہے؟

جواب: 112 سورح الاخلاص میں پورے چار آیت ہیں۔وہ چار آیات مجھے پسند ہے۔

سوال: حضرت ویمنا یوگی کے نظموں میں کونسا نظم آپ کو پسند ہے؟

جواب: ''اگر شوہر راضی ہے تو بیوی بھی راضی ہوگی'' یہ نظم مجھے بہت پسند ہے۔

سوال: آپ گرنتھ لکھ رہے ہیں۔اور آپ نے کہا کہ ایک سال میں سو(100) گرنتھ پورے ہوں گے۔اب تک جو چھاپے گئے وہ 85 ہیں۔بعض لوگ جنہوں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا کہہ رہے ہیں آپ کے گرنتھوں میں ایک خاصیت ہے۔ہم نے سنا کہ

جو اعلی کام دنیا میں اب تک نہیں ہوا وہ آپ کے گرنتھوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ کے گرنتھوں میں عمل کو جلانے کی یا مٹانے کی طاقت کیسے آئی ہے۔

جواب: بعض باتیں کہنے کے ہوتے ہیں، بعض نہ کہنے کے۔ اپنے آپ کو کوئی بھی بڑا نہیں بول لینا چاہئے۔ اگر ایسا بول لئے تو وہ سب بے کار ہوں گے۔ صرف ایک سچ ہے۔ میرے گرنتھ چاہے وہ کوئی بھی گرنتھ ہو اس میں چند طاقت ہوتی ہے۔ آپ خود جان سکتے ہیں کہ تیرے جسم کے وزن سے بھی زیادہ وزن رکھتے ہیں۔ ہر گرنتھ میں بھی ایک اللہ کا حکام داخل ہوا ہوگا۔ وہ ان لوگوں کے اعمال کو دھیرے دھیرے جلا دیگا جو لوگ میرے گرنتھوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک ہی بار میں کرم نہیں جاتا، مگر (چاہے وہ کچھ بھی چیز ہو) جیسے آگ لگی ہوئی چیز تھوڑا تھوڑا جلتے ہوئے آتا ہے اعمال بھی جل جاتے ہیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے گرنتھوں میں گرہ یا بھوت کوئی ایک داخل ہوگا۔ میں نے جو گرنتھ لکھا وہ سب میں نے نہیں لکھا۔ میں پہلے سے بھی وہی بات کہہ رہا ہوں۔ میں عام انسان ہی ہوں تو تمام جہانوں کا مالک، گرنتھوں کا اصلی مصنف اللہ ہی ہے۔ ظاہر سے لگے گا کہ میں نے ہی لکھا لیکن اصل میں وہ نہ دکھنے ولا اللہ ہی ہے۔ میں اوپر سے دکھنے والا کھلونا (doll) ہوں۔ حقیقت کہیں تو گرنتھوں میں ایسے رازیں چھپے ہوئے ہیں جو دنیا میں کوئی نہیں لکھ سکتا اور نہ کسی کو معلوم ہے۔ اس طرح لکھنا ہم انسانوں سے ہونے کی بات نہیں ہے (ایسا لکھنا انسان کی بس کی بات نہیں ہے)۔ میں سمجھتا ہوں کہ خود اللہ نے گرنتھوں کو لکھا ہے۔ یہ کہہ رہا ہوں کہ وہی لوگوں کو علم بتانے کے لئے میرے ذریعے سے لکھا ہے۔ وہ گرنتھوں میں گرہ (سیارے) اور بھوت (اناصر) داخل ہو کر جن لوگوں کو اللہ پر ایمان

ہےان لوگوں کے اجسام کو چپک لے کرانکے اندر رہنے والے اعمال کوجلا دے رہے ہیں تا کہ دنیا کا مالک اللہ نے لکھی ہوئی گرنتھوں کی تعریف ہو۔اُن تصویروں کو بعد والے صفحوں میں دیکھ سکتے ہیں جن میں گرنتھ اجسام کو چپک لئے۔میرے ذریعے لکھی گئی گرنتھوں کواتنی طاقت آنا،گرہ اور بھوت اس میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھے بھی بعض لوگ عزت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔گرنتھوں کو نہ پڑ سکنے والے،وہ لوگ جنہیں پڑھائی نہیں آتی،وہ لوگ جنہیں علم معلوم کرنے کی گراہتا طاقت (سمجھنے کی صلاحیات) نہیں ہے وہ سب لوگ اپنی ایمان کوگرنتھوں پر رکھ لینے سے،وہ ان کے اعمال کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اس لئے قابل فقر کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ اب تک ایسا طریقہ دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوا۔میں یہ بتارہا ہوں کہ گرنتھوں کو پڑھ کراس میں کی علم کوسمجھ کر لئے تو ان کے اعمال اور بھی جلدی چلے جائیں گے۔

جولوگ یہ گرنتھوں کی تبلیغ کر کے دوسروں کوعلم معلوم کرنے کی موقع دیتے ہیں انہیں بھگوت گیتا بھکتی یوگ باب میں 10 شلوک میں جو کہا ہے وہ نتیجہ ملے گا۔وہ ایسے لوگ بن جائیں گے کہ جنہوں نے اصل میں اللہ کی خدمت کی ہو(یعنی وہ لوگ اصل میں اللہ کی خدمت کئے جیسا وگا)۔

خاتمہ

جھوٹ کو ہذار لوگ کہنے پر بھی وہ سچ نہیں ہوتا
اور سچ کو ہذار لوگ انکار کرنے پر بھی وہ جھوٹ نہیں ہوتا

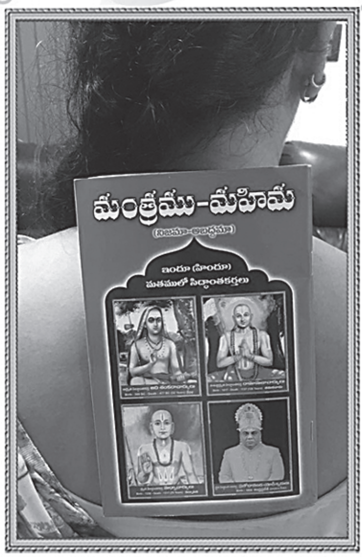
మంత్రము-మహిమ
ఇందూ (హిందూ)
మతములో సిద్ధాంతకర్తలు

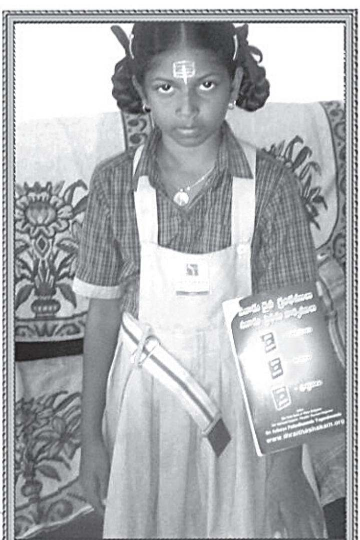

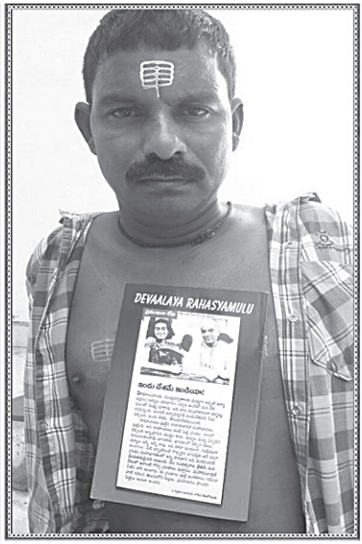
DEVAALAYA RAHASYAMULU

అంతిమ
దైవగ్రంథములో

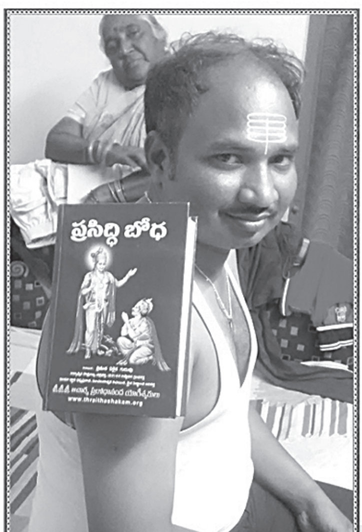
ప్రసిద్ధి బోధ
www.thraithashakam.org

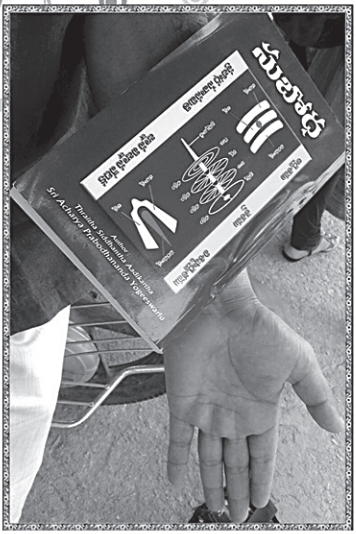
సుబోధ
Author:
Thraitha Siddhantha Aadikartha
Sri Acharya Prabodhananda Yogeeswarlu

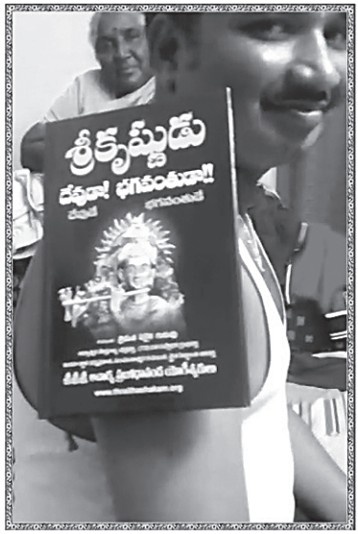
శ్రీకృష్ణుడు
దేవుడా! భగవంతుడా!!

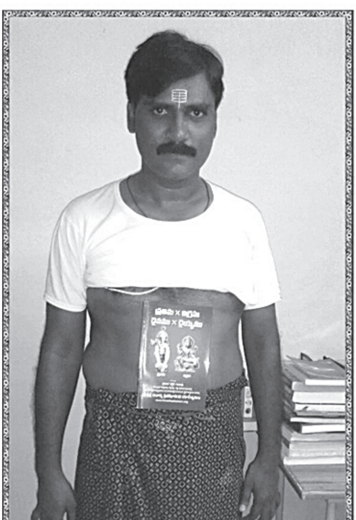

కల్వరి టెంపుల్
నేడు రక్షకుడు మీ కొరకు పుట్టియున్నాడు.
లూకా 2:11
నవంబర్ 2015 డిసెంబర్

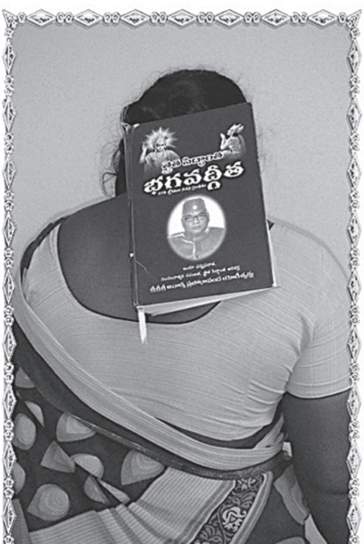
భగవద్గీత

దేవుని ముద్ర

ప్రసిద్ధి బోధ

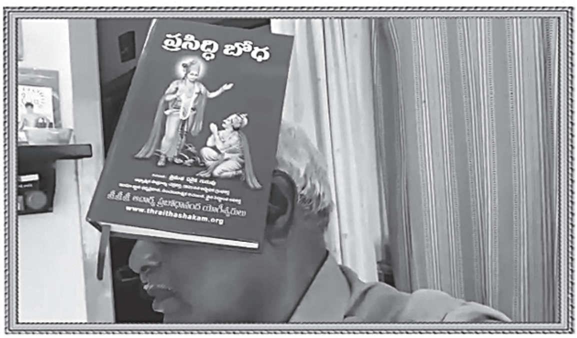
ప్రసిద్ధి బోధ
www.threithashakam.org

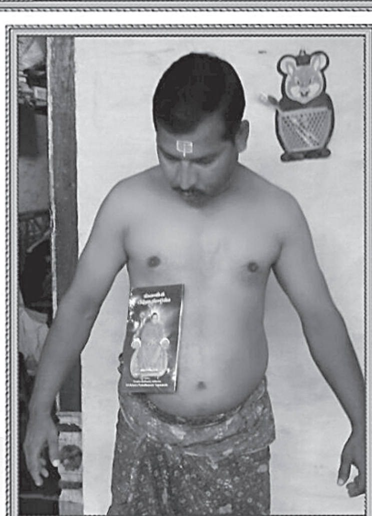

త్రైత సిద్ధాంతము

గీటు రాయి
www.thraithashakam.org

భగవద్గీత

అంతిమ
జ్ఞాన వాక్యములు

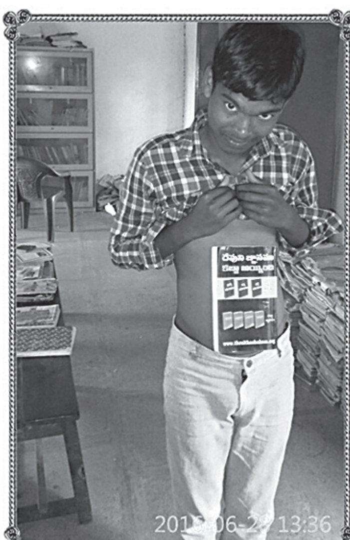

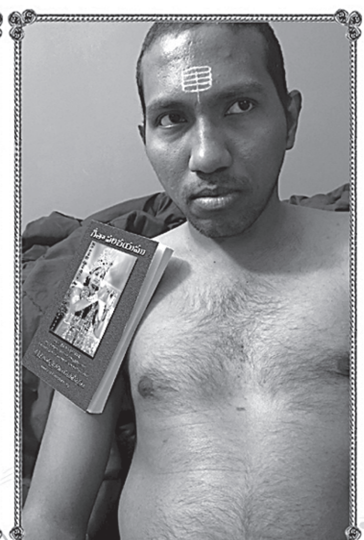

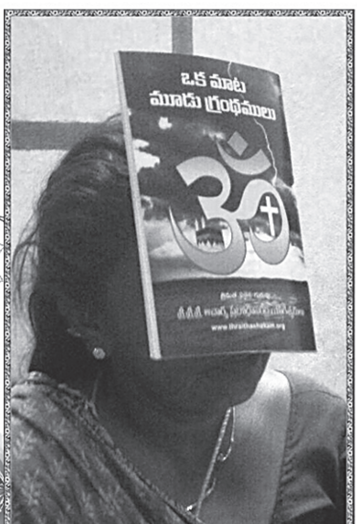
ఒక మాట
మూడు గ్రంథములు

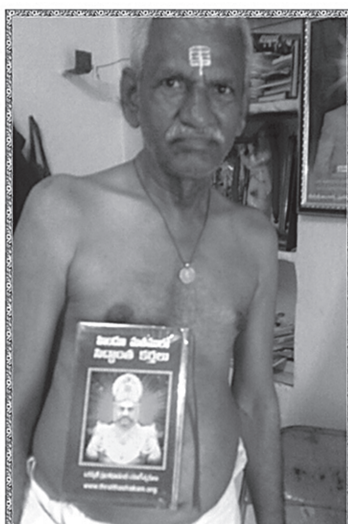

సుబోధ
Author :
Thraitha Siddhantha Aadikartha
Sri Acharya Prabodhananda Yogeeswarlu

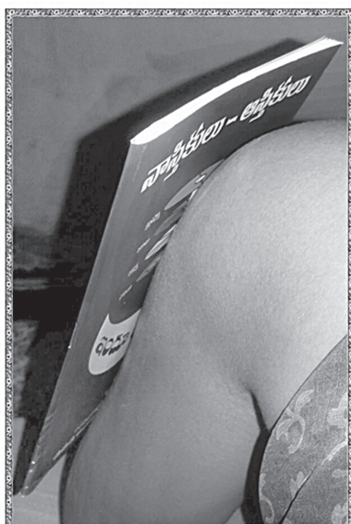

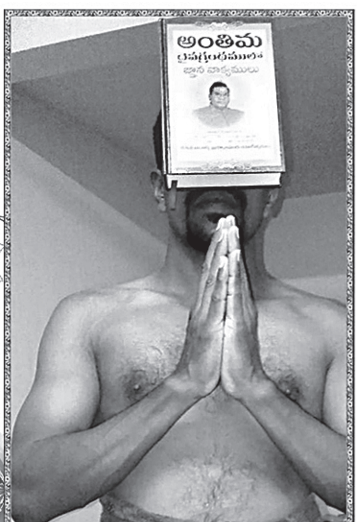
అంతిమ

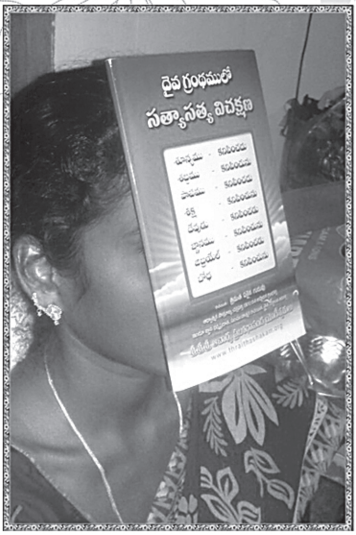
దైవ గ్రంథములో
సత్యాసత్య విచక్షణ

NAASTIKULU - AASTIKULU

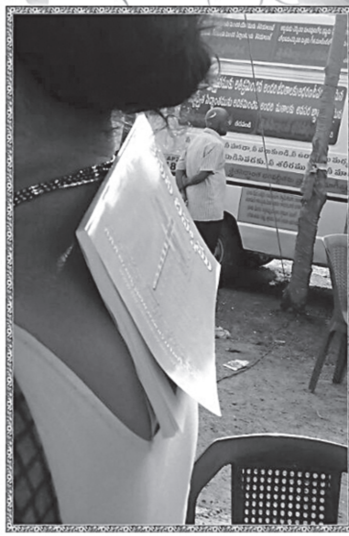

గురు ప్రార్థనామంజరి

دھرم چکر

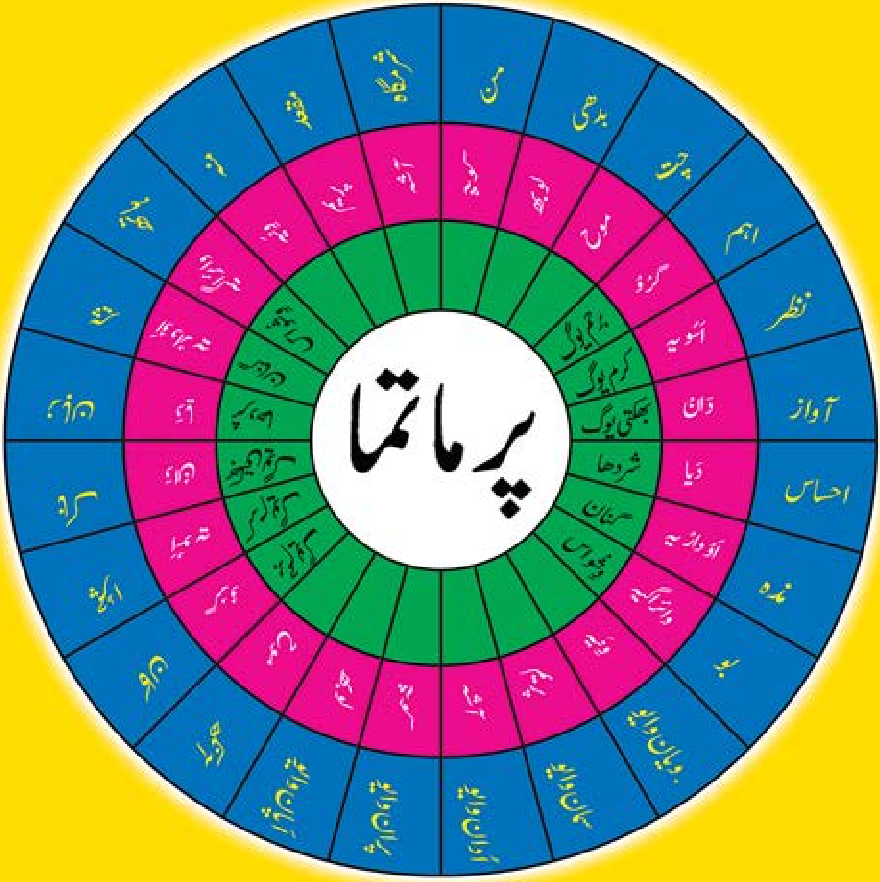

اللہ کا دھرم چکر : وہ دھرم چکر جو اللہ نے پہنا ہے

www.khudaislamicspiritualsociety.org